ما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا

حسب الارشاد حضرت مصنف ... ابو الحسن صاحب کتاب ظفر المبین ملقب

الظفر المبین

فی رد

مغالطات المقلدین

جلد یا

حصہ دوم

یہ کتاب لاہور میں دکان ... عبدالقادر عبدالعزیز پر موجود ہے

در مطبع محمدی واقع لاہور طبع شد

خلاصۂ مضامین الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین حصہ دوم

صفحہ	مضمون کتاب

حصہ سوم و چہارم وغیرہ لکھا جاویگا تاکہ اہل اسلام کو فقہ حنفی کی حقیقت کا معلوم ہوجاوے
اور دام تقلید سے بچکر راہ راست اختیار کرین اور قرآن وحدیث کو اپنا دستور العمل
ٹھراوین اور یقین کرلیوین کہ فقہ کے کسی مسئلے پر بغیر تحقیق وتفتیش دلیل کے عمل کرنا جائز
نہین۔ ولیکن جاننا چاہیے کہ اس ظفر المبین جدید حصہ دوم کو ظفر المبین مطبوعہ سابق پر
کئی وجہ سے ترجیح ہے **اول** باین طور کہ سابق مین فقہ وغیرہ کے اصل عربی عبارتون
کو نقل نہین کیا گیا پس اس سے بہت لوگ شکایت کرتے تھے کہ اصل عبارات عربیہ کو نقل
نہین کیا اور ترجمہ مین بہت تصرف کر دیا ہے لہذا راقم نے اس حصہ دوم ظفر المبین جدید مین
عربی کی اصل عبارتون کو نقل کر دیا ہے تاکہ کسی کو کوئی شک وشبہ کسی قسم کا باقی نہ رہے **دوم** باین
طور کہ اس حصہ دوم مین امام اعظم کا جو مسئلہ مخالف جمہور سلف وخلف کے بیان کیا گیا ہے
اور یہ مطبوعہ سابق مین نہین ہے **سوم** باین طور کہ مطبوعہ سابق مین ہر مسئلے کی مخالف جو حدیثین
تھین انکو نقل کر دیا ہے اور حنفیون کے جو اعتراضات اور تاویلات اور تمسکات اس مسئلے
کے متعلق تھے اس سے بالکل کچھ تعرض نہین کیا فقط چار پانچ مسئلون مین کچھ کیا ہے مگر اس حصہ
دوم مین ہر ہر مسئلے کے متعلق جو جو اعتراضات وتمسکات حنفیون کے تھے سب کو نقل کر کے انکے
جوابات شافی وکافی دیے ہین تاکہ کبھی کوئی حنفی اسکے جواب مین قلم نہ اٹھا سکے الا نادرا جدا

مغالطہ اول

ایک مغالطہ مقلدین اہلحدیث کو یہہ دیتے ہین کہ یہہ لوگ (یعنے اہلحدیث) نواب بھوپال اور شوکانی
اور محمد بن عبد الوہاب کے مقلد ہین اور مسک الختام وغیرہ کتابین نواب بھوپال کے اور نیل
الاوطار وغیرہ تصانیف امام شوکانی کے جو جمہور علما اہل سنت کی مخالف ہین انپر یہہ لوگ
عمل کرتے ہین سو **جواب** اس کا کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ اہل حدیث کو نواب صاحب وامام
شوکانی کا مقلد کہنا محض کذب وافترا ہے اہلحدیث پر یہہ لوگ انکے کسی مسئلے مین تقلید
نہین کرتے ہین جب انہون نے چارون اماموں کی تقلید چھوڑ دی ہے تو پھر نواب صاحب
وامام شوکانی کی تقلید کیون اختیار کرنے لگے اہلحدیث ہرگز انکے مقلد نہین ہین اور نہ انہون نے کسی
کتاب مین انکی تقلید کا اقرار کیا ہے بلکہ یہہ لوگ فقط قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہین اور نیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی قاتل الکفرۃ والمقلدین الذین قالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون وعلی الہ واصحابہ الذین بذلوا جھدھم فی اعلاء کلمۃ اللہ وجاھدوا اعداء اللہ الذین ھم بہ مشرکون اما بعد

حمد اور صلوٰۃ کے محمد ابو الحسن سیالکوٹی عفی اللہ تلمیذ جناب خاتم المحدثین امام المفسرین نجم الہند والسند المشتہر فی المشرقین والمغربین شیخنا وشیخ الکل السید محمد نذیر حسین صانہ اللہ تعالی عن آفات الدارین خدمت مین علماء ماہرین وفضلاء منصفین کے عرض گذار ہی کہ چونکہ فقہ کی کتابون مین صدہا مسائل قرآن و حدیث کے مخالف ہین اور کتاب و سنت مین انکا کہین پتہ نہین ملتا ہے اور نیز معتزلہ و خوارج وغیرہ مذاہب باطلہ کے روایات فقہ کی کتابون مین حد سے زیادہ داخل ہوگئے ہین چنانچہ مصنف فتاوی قنیہ (کہ باعتراف صاحب اشباہ والنظائر کے معتزلے مذہب ہے) کے بہت مسائل فقہ مین خلط ملط ہوگئے ہین بلکہ فقہ مین بہت جگہہ اوسکا فتوے معتبر سمجہا جاتا ہی اور نیز علماء مقلدین اکثر یہ دعوے کرتے ہین کہ امام اعظم کا کوئی مسئلہ مخالف قرآن و حدیث کی نہین ہے لہذا بعض احباب کی فرمایش سے یہ ظفر المبین جدید لکہی گئی اور اسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا گیا لیکن بوجہ اشد ضرورت کے پہلے اوسکا یہہ حصہ دوم لکہا گیا اور بطور نمونہ کے امام اعظم صاحب کا ایک سو مسئلہ مخالف جمہور سلف اور خلف اور ایک سو مسئلہ مخالف صحیح حدیثون کے اوسمین بیان کیا گیا اور بعد طبع ہونے اسکے انشاء اللہ تعالی حصہ اول لکہا جاویگا وعلے ہذا القیاس بعد اوس کے

امام اعظم کے تو صدہا مسائل مخالف جمہور اہلسنت کے ہین چنانچہ منجملہ اُن کے ایک سو مسئلہ بطور
نمونہ کے ہم بیان کرتے ہین پھر تعجب ہے کہ حنفیہ امام شوکانی وغیرہ پر کس منہ سے طعن کرتے ہین
اور اپنے گریبان مین نظر ڈالکر کیون نہین شرماتے **مسئلہ اول** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کسی حیوان کا
قرض لینا درست نہین ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکھا ہے مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ اَنَّهُ
يَجُوزُ قَرْضُ جَمِيعِ الْحَيَوَانِ وَمَذْهَبُ اَبِي حَنِيفَةَ اَنَّهُ لَا يَجُوزُ قَرْضُ شَيْءٍ مِنَ الْحَيَوَانِ وَ
هٰذِهِ الْاَحَادِيثُ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ یعنی امام شافعی اور مالک اور جمہور علمار سلف وخلف کا یہ مذہب ہے کہ تمام
حیوانوں کا قرض لینا جائز ہے **مسئلہ دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر ایک غلام بدلے دو
غلامون کے مدت مقرر کر کے بیچے یا ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے بیچے تو یہ بیع جائز نہین ہے
سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَاِنْ
بَاعَ عَبْدًا بِعَبْدَيْنِ اَوْ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ اِلَى اَجَلٍ فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ جَوَازُهُ
وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ وَالْكُوفِيُّونَ لَا يَجُوزُ اِنْتَهٰى یعنی پس اگر بیچا ایک غلام کو بدلے دو
غلامون کے یا ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے مدت مقرر کر کے تو شافعی اور جمہور علمار کے
نزدیک جائز ہے اور ابو حنیفہ اور کوفیون کے نزدیک جائز نہین ہے **مسئلہ سوم** امام اعظم
صاحب فرماتے ہین کہ ہمسایہ کے واسطے حق شفعہ ثابت ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علمار
کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَ
اَحْمَدَ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ لَا يَثْبُتُ بِالْجِوَارِ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ يَثْبُتُ
بِالْجِوَارِ یعنی مذہب شافعی اور مالک اور جمہور علما کا یہ ہے کہ شفعہ جوار کا ثابت
نہین ہوتا ہے اور ابو حنیفہ اور ثوری کہتے ہین کہ شفعہ جوار کا ثابت ہوتا ہے **مسئلہ**
چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ تیسرے حصہ مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز ہے
سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ اَنَّهُ لَا يَصِحُّ وَصِيَّتُهُ فِيمَا زَادَ عَلَى الثُّلُثِ وَجَوَّزَهُ اَبُو
حَنِيفَةَ وَاَصْحَابُهُ اِنْتَهٰى یعنی مذہب ہمارا (شافعیہ کا) اور مذہب جمہور کا

عمر کی مخالفت سے نہین ڈرتے ہین چارون اماموں وغیرہ مجتہدین کے اقوال کو حجت شرعی نہین
جانتے ہین مگر جو قول اُنکا موافق قرآن وحدیث کی ہو مانتے ہین اور باقی کا لائے بدیرش خاوند مارتے
ہین اور قاعدہ اہل سنت المجتہد یخطی ویصیب کو زیر نظر رکھتے ہین پس اُنکا متمسک فقط قرآن و
حدیث ہے وبس خواہ کوئی موافق ہو خواہ کوئی مخالف ہو کسی سے کچھ سروکار نہین ہے اور
نواب صاحب و امام شوکانی کے بعض اقوال موافقہ پر عمل کرتے ہین تو فقط اس وجہ سے کیتے ہین کہ
وہ مسئلہ نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے نہ اس نظر سے کہ ہمین اُن کی تقلید ہے اور نہ اسوجہ سے
کہ یہ مسئلہ انکی کتابون مین مذکور ہے یا اونکا اسپر عمل ہے یا اونکے معتقدات سے ہے اور بعض مسائل
مین کسی امام کے ساتھ موافق ہونے سے اُسکی تقلید لازم نہین آتی ایسا ہو تو حنفی لوگ شافعی و
مالکی وغیرہ کہلاوین و بالعکس سلیے کہ بعض مسائل مین آپس مین بالکل موافق ہین پس اہلحدیث کو باوجود
انکی اس قدر برأت کی امام شوکانی کی تقلید کا اتہام لگانا دروغ گویم بر روئے تو کا مصداق بننا
ہے اور لعنة الله علی الکاذبین کے وعید مین داخل ہونا ہے اگر کوفہ کی ہائی کورٹ مین کہین یہ قرار
انکا موجود ہو تو یہ فرقہ تقلیدیہ پیش کرین ورنہ اسے افترا اور اتہام سے باز آوین **دوم** اسوجہ سے
کہ جب بزعم تمہارے اہل حدیث امام شوکانی وغیرہ کی مقلد ٹہیرے تو پھر تم لوگ اہل حدیث کو لا مذہب
کیون بتلاتے ہو آپ جیسا اپنے خیال مین انکو بہی مقلد سمجھو پھر تم لوگون نے تمام جہان مین اسقدر شور و
شر کیون مچار کہا ہے کچھ تو سوچو اور کچھ تو انصاف کرو **سوم** اسوجہ سے کہ امام شوکانی و
نواب صاحب نے تو اپنی اپنی تصنیفون مین قرآن وحدیث کو بیان کیا ہے اور جو مسئلہ انہین لکہا ہے
اسکو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے پھر کیا حنفیون کے نزدیک قرآن وحدیث بہی اہلسنت کے مخالف ہے
نعوذ باللہ من ذالک اور نیز امام شوکانی وغیرہ کے تمام مسائل چارون اماموں کی مذاہب مین موجود ہین
ایسا مسئلہ انہین کوئی نہین ہے جسکا ائمہ اربعہ سے کوئی قائل نہو الا ماشاء اللہ پھر کیا چارون امام
بہی حنفیون کی نزدیک جمہور علما اہلسنت کے مخالف ہین اس سے تو پھر چارون مذہبون کی بیخ
و بنیاد اکھڑ گئی اور چارون امام بھی منسوخ ہوگئے اب کیا کروگے اور کدہر جاؤگے **چہارم** امام شوکانی
وغیرہ کے مسائل مخالف جمہور اگر تلاش کیے جاوین تو چار پانچ سے زیادہ نہین نکلینگے مگر فرقہ تقلیدیہ
کی تو حنفیت و نعمانیت تو اس طوفان بے تمیزی مین پہنسی ہوئی ہے کہ اُسے کبہی نجات کی امید نہین یعنے

جگہ مین صحیح نہ ہونا یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور کا خواہ مرد ہو یا عورت ہو
مسئلہ ہشتم امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ اشعار کرنا جائز نہین سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے
جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہو وفی ہذا الحدیث استحباب
الاشعار والتقلید فی الہدایا من الابل وبہذا قال جماہیر العلماء من السلف
والخلف وقال ابو حنیفۃ الاشعار بدعۃ لانہ مثلۃ وہذا یخالف الاحادیث
الصحیحۃ المشہورۃ فی الاشعار یعنے اس حدیث مین ثابت ہو مستحب ہونا اشعار کا اور اونٹوں کی
ہدیوں مین تقلید کرنا اور ساتھ اسی کی کہا ہو جمہور علما سلف و خلف نے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ اشعار کرنا
بدعت ہی اس لیے کہ وہ مثلہ ہی اور یہہ قول مخالف ہو احادیث صحیحہ مشہورہ کے جو اشعار کے باب مین
وارد ہوئی ہین **مسئلہ نہم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ حرم مکہ مین کافر کا داخل ہونا جائز ہی
سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین کہا ہی فلا یجوز
تمکین کافر من دخولہ بحال فان دخلہ فی خفیۃ وجب اخراجہ فان مات ودفن
نبش واخرج ما لم یتغیر ہذا مذہب الشافعی وجماہیر الفقہاء وجوز ابو حنیفۃ
دخولہم الحرم یعنے پس نہین جائز ہے قدرت دینا کافر کو بیچ اسکے داخل ہونیکی کسی حال مین پس اگر
داخل ہو حرم مین کافر پوشیدہ تو واجب ہے نکال دینا اسکا پس اگر مر جاوی اور اسمین دفن کیا جاوی تو
اسکی قبر کو کھودا جاوے اور نکال دیا جاوی جب تک کہ متغیر نہوئی ہو یہ ہے مذہب شافعی اور جمہور فقہا
کا **مسئلہ دہم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ عقیقہ کرنا سنت نہین ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف
ہے جمہور علما کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وذہب الجمہور من
العترۃ وغیرہم الی انہا سنۃ وذہب ابو حنیفۃ الی انہا لیست فرضا ولا
سنۃ یعنے گئی ہین جمہور علما عترت وغیرہ سے طرف اس بات کے کہ تحقیق عقیقہ سنت ہی اور ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ نہ فرض ہی اور نہ سنت ہی **مسئلہ یازدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی
شخص یہہ بات کہی کہ اگر مین یہ کام کرون تو مین یہودی ہون یا نصرانی ہون تو اس صورت مین
اسپر کفارہ واجب ہے خواہ اس کام کو کر چکا ہو یا نہ کیا ہو سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہو جمہور علما کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ولا کفارۃ علیہ سواء فعلہ ام

یہ ہے کہ تیسرے حصہ مال سے زیادہ میں وصیت کرنا جائز نہیں ہے اور ابو حنیفہ جائز کہتے ہیں مسئلہ
پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ مالک کو اپنے غلام اور لونڈی پر حد قائم کرنے بغیر اذن امام کے
جائز نہیں ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں
لکھا ہے وفیہ أن السید یقیم الحد علی عبدہ وأمتہ وھذا مذھبنا ومذھب مالک
وأحمد وجماھیر العلماء من الصحابۃ والتابعین فمن بعدھم وقال أبو حنیفۃ
لیس لہ ذلک یعنے اس حدیث میں ثابت ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اوپر غلام اپنے کے اور
لونڈی اپنی کے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مالک اور احمد اور جمہور علماء صحابہ اور تابعین کا اور جو
انکے پیچھے ہیں مسئلہ ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ نبیذ کھجور وغیرہ کا اگرچہ اسمیں
شدت بھی پیدا ہو جاوے اور نشہ بھی لاوے حرام نہیں ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے
جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واختلف العلماء فی من شرب
النبیذ وھو ما سوی عصیر العنب من الأنبذۃ المسکرۃ فقال الشافعی ومالک و
أحمد رحمھم اللہ وجماھیر العلماء من السلف والخلف ھو حرام یجلد فیہ کجلد شارب
الخمر الذی ھو عصیر العنب سواء کان یعتقد إباحتہ أو تحریمہ وقال أبو حنیفۃ
والکوفیون لا یحرم ولا یحد شاربہ یعنے اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو انگوری
شراب کے سوا اور نشہ دار نچوڑون کو پیوے پس کہا امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علماء سلف
اور خلف نے کہ وہ حرام ہے پینے والا کوڑے مارا جاویگا اسمیں جیسے کہ کوڑے مارا جاتا ہے انگوری شراب پینے
والا خواہ اسکی اباحت کا اعتقاد رکھے یا اوسکی حرمت کا اور کہا ابو حنیفہ نے کہ وہ حرام نہیں اور
اوسکے پینے والے کو حد نہ ماری جاوے مسئلہ ہفتم امام اعظم صاحب فرماتے
ہیں کہ اگر کوئی عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرلے تو جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف
ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وھذا الذی ذکرناہ من
اختصاصہ بالمسجد وأنہ لا یصح فی غیرہ ھو مذھب مالک والشافعی وأحمد والجمھور
سواء الرجل والمرأۃ وقال أبو حنیفۃ یصح اعتکاف المرأۃ فی مسجد بیتھا وھو الموضع
المھیأ للصلوۃ فیھا یعنے جو ذکر کیا ہے ہمنے اعتکاف کا مسجد سے خاص ہونا اور مسجد کے سوا اور

حجاز کے اور بڑے علما شہروں کے **مسئلہ پانزدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ عورت مرتدہ اگر توبہ نکرے تو قتل نکیجاوے بلکہ قید کیجاوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے والمرأة كالرجل في انها تقتل اذا ارتدت ولا يجوز استرقاقها هذا مذهب الشافعي ومالك والجماهير وقال ابو حنيفة تحبس المرأة ولا تقتل یعنی عورت مثل مرد کی ہے اس بات میں کہ قتل کیجاوے جب توبہ نکرے اور نہیں جائز ہے غلام بنانا اوسکا یہ مذہب ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ عورت قید کیجاوے اور قتل نکیجاوے **مسئلہ شانزدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے فمذهب الشافعي والجمهور من السلف والخلف انه مباح لا كراهة فيه وكرهها طائفة منهم ابو حنيفة یعنی مذہب شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت مباح ہے مکروہ نہیں اور مکروہ کہا ہے اوسکو ابو حنیفہ اور ایک جماعت نے پھر امام نووی نے بعد اس کے لکھا ہے کہ گھوڑے کے گوشت کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی ولم يثبت في النهي حديث **مسئلہ ہفدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ گوہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور بلکہ اجماع علماء اسلام کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واجمع المسلمون على ان الضب ليس بمكروه الا ما حكي عن اصحاب ابي حنيفة من كراهته یعنی اجماع کیا ہے اہل اسلام نے اس بات پر کہ گوشت گوہ کا مکروہ نہیں مگر جو ابو حنیفہ کے اصحاب سے روایت کیگئی ہے کراہت اوسکی **مسئلہ ہژدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ کتے کا جوٹھا برتن تین بار دھونا کافی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وفيه وجوب غسل نجاسة ولوغ الكلب سبع مرات وهذا مذهب مالك واحمد والجماهير وقال ابو حنيفة يكفي غسله ثلاث مرات یعنی اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کتے کا جوٹھا سات بار دھونا واجب ہے اور یہ مذہب ہمارا ہے اور مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ تین بار دھونا کافی ہے انتہی **مسئلہ نوزدہم** امام اعظم فرماتے ہیں کہ وقت ظہر کا دو مثل تک باقی رہتا ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں اما آخر وقت الظهر فلم يوجد في سنة صحيحة ولا ضعيفة آية

۷ مسئلہ — صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۲۷۷ کی صفحہ ۱۵۰ میں سطر ۱۲

۸ مسئلہ — عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۲۷۷ کی صفحہ ۱۵۲ میں سطر ۲۰ — یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری ۱۲۷۷ کی صفحہ ۱۳۱ میں سطر ۱۲

۹ مضمون — صحیح مسلم ۱۲۷۷ کی صفحہ ۱۳۷ سطر ۱۲

لا هذا مذهب الشافعي ومالك وجماهير العلماء وقال ابو حنيفة تجب الكفارة
في كل ذلك یعنے نہین ہے کفارہ اسیر خواہ اُس کام کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مذہب شافعی اور
مالک اور جمہور علما کا ہے اور ابو حنیفہ کہتے کہ اسیر ہر حال مین کفارہ ہے **مسئلہ دوازدہم**
امام اعظم صاحب مانتے ہین کہ مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے قتل کیا جاوے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے
جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وقد يستدل به اصحاب
ابي حنيفة في قولهم يقتل المسلم بالذمي ويقتل الحر بالعبد وجمهور العلماء على
خلافه یعنی تحقیق دلیل پکڑتے ہین ساتھ اسکے اصحاب ابو حنیفہ کے اپنے قول مین کہ قتل کیا جاوے مسلمان قصاص مین
ذمی کے اور قتل کیا جاوے آزاد بدلے غلام کے اور جمہور علما اسکے مخالف ہین **مسئلہ سیزدہم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ مساقاۃ یعنے اپنی زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار کا حصہ مقرر کرکے اجارہ دینا جائز نہین
ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے في هذه
الاحاديث جواز المساقاة وبه قال مالك والثوري والليث والشافعي واحمد و
جميع الفقهاء واهل الظاهر وجماهير العلماء وقال ابو حنيفة لا يجوز یعنی ان احادیث سے
ثابت ہے جائز ہونا مساقات کا اور ساتھ اسکے قائل ہین مالک اور ثوری اور لیث اور شافعی اور احمد
اور تمام فقہا محدثین اور اہل ظاہر اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مساقاۃ جائز نہین ہے **مسئلہ
چہاردہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فیصلہ کرنا ساتھ ایک گواہ اور قسم کے جائز نہین
سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قال ابو حنيفة و
الكوفيون لا يحكم بشاهد ويمين في شيء من الاحكام وقال جمهور علماء الاسلام من الصحابة
والتابعين ومن بعدهم من علماء الامصار يقضى بشاهد ويمين المدعي في الاموال وما
يقصد به الاموال وبه قال ابو بكر الصديق وعلي وعمر بن عبد العزيز ومالك والشافعي
واحمد وفقهاء المدينة وسائر علماء الحجاز ومعظم علماء الامصار یعنے کہا جمہور علما
اسلام نے صحابہ اور تابعین سے اور جو پیچھے انکے ہین علما شہرون کے سے کہ فیصلہ کیا جاوے ساتھ
ایک گواہ اور قسم مدعی کے مالون مین اور ان چیزون مین کہ اونسے مقصود مال ہو اور ساتھ اسی کے قائل ہین
ابو بکر صدیق اور علی اور عمر بن عبد العزیز اور مالک اور شافعی اور احمد اور فقہا مدینہ اور تمام علما ملک

اور جمہور علما کے اسبات پر کہ نہین جائز ہے شراب کا سرکہ بنانا اور نہین پاک ہوتی ہے شراب ساتھ سرکہ بنانے کے اور صحیح روایت امام احمد و مالک سے بھی یہ ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ شراب سرکہ بنانے سے پاک ہوجاتی ہے **مسئلہ بست و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ زبان کے ساتھ قول قرار ہوجانے کے بعد بائع یا مشتری کو بیع فسخ کرنیکا اختیار نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ لِّثُبُوْتِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ بَعْدَ انْعِقَادِ الْبَيْعِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا مِنْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ بِاَبْدَانِهِمَا وَبِهٰذَا قَالَ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيُّ وَطَاؤُسٌ وَسَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءٌ وَشُرَيْحٌ الْقَاضِيْ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَالشَّعْبِيُّ وَالزُّهْرِيُّ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ وَسُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَلِيُّ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَاَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقُ ابْنُ رَاهْوَيْهِ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَالْبُخَارِيُّ وَسَائِرُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَاٰخَرُوْنَ انتہٰی وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَثْبُتُ خِيَارُ الْمَجْلِسِ یعنے اسحدیث مین دلیل ہے واسطے ثابت ہونے خیار مجلس کے واسطے ہر ایکے بائع اور مشتری سے پیچھے منعقد ہوجانے بیع کے یہانتک کہ جدا ہون وہ دونون اوس مجلس سے ساتھ بدن اپنے کے اور ساتھ اسیکے قائل ہین جمہور علما صحابہ اور تابعین اور پچھلون سے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ خیار مجلس ثابت نہین ہوتا ہے یعنی نفس ایجاب و قبول سے بیع لازم ہوجاتی ہے کسیکو دونون سے بیع توڑنے کا اختیار باقی نہین رہتا ہے **مسئلہ بست و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ صبح کی سنت پڑھکر فرض سے پہلے کلام کرنی مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اِبَاحَةِ الْكَلَامِ بَعْدَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالْجُمْهُوْرِ وَكَرِهَهُ الْكُوْفِيُّوْنَ یعنی اسحدیث مین دلیل ہے اسبات پر کہ بعد سنت فجر کے کلام کرنی مباح ہے اور وہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب مالک اور جمہور کا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور مکروہ جانا ہے اس کو کوفیون نے **مسئلہ بست و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فقط ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قَوْلُهٗ يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ

۵۲ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ج ۲ کے صفحہ ۲ مین ہے ۱۲

۵۳ یہ عبارت صحیح مسلم ایضا ج ۱ کے صفحہ ۲۵۴ مین ہے ۱۲

يَبْقٰى بَعْدَ مَصِيْرِ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَلِذَا خَالَفَ اَبَا حَنِيْفَةَ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ صَاحِبَاهُ وَ

وَافَقَا الْجُمْهُوْرَ یعنی ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہنا کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہیں ہوتا

ہے اسی وجہ سے صاحبین بھی امام ابوحنیفہ سے اس مسئلے مین مخالف ہو گئے ہین انتہی **مسئلہ**

بستم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کے ظاہر اور باطن مین نافذ ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ

اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلَالَةٌ

لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاهِيْرِ عُلَمَاءِ الْاِسْلَامِ وَفُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ مِنَ الصَّحَابَةِ

وَالتَّابِعِيْنَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ اَنَّ حُكْمَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ الْبَاطِنَ وَلَا يُحِلُّ حَرَامًا وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ

يُحِلُّ حُكْمُ الْحَاكِمِ الْفُرُوْجَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علماء

اسلام اور فقہاء شہرون کی صحابہ اور تابعین سے اور جو اون کے پیچھے ہین کہ بیشک حکم حاکم کا

نہین حلال کرتا ہے باطن کو اور نہین حرام کرتا ہے حرام کو اور ابوحنیفہ صاحب کہتے ہین کہ حکم حاکم کا

حلال کرتا ہے فرجون کو انتہی **مسئلہ بست و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی مرد کسی

عورت سے زنا کرے تو اس عورت کی مان اور بیٹی اوس زانی پر حرام ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اون کا

مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری مین فتح الباری سے نقل کیا ہے

وَاَبٰى ذٰلِكَ الْجُمْهُوْرُ یعنی جمہور علما نے اس بات سے انکار کیا ہے **مسئلہ بست و دوم** امام اعظم صاحب

فرماتے ہین کہ مدت رضاعت کی جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے اڑھائی برس ہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف

ہے جمہور سلف اور خلف کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ سَائِرُ الْعُلَمَاءِ

مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَعُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ اِلَى الْاٰنِ لَا يَثْبُتُ اِلَّا بِاِرْضَاعِ مَنْ لَهُ دُوْنَ

سَنَتَيْنِ اِلَّا اَبَا حَنِيْفَةَ فَقَالَ سَنَتَيْنِ وَنِصْفٍ یعنی تمام علما صحابہ و تابعین اور علما شہرون

کے اس وقت تک یہی کہتے ہین کہ نہین ثابت ہوتی حرمت رضاعت کی مگر ساتھ دودھ پلانے کے

اندر دو برس کے مگر ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اڑھائی برس مین حرمت ثابت ہوتی ہے انتہی **مسئلہ بست**

و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ شراب سرکہ بنانے سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما

کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا دَلِيْلُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُوْرِ اَنَّهُ لَا يَجُوْزُ

تَخْلِيْلُ الْخَمْرِ وَلَا تَطْهُرُ بِالتَّخْلِيْلِ وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ تَطْهُرُ یعنی یہ حدیث دلیل ہے شافعی

صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ سَائِرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ سُنَّةُ الصَّلٰوةِ وَلَمْ يُخَالِفْ فِيهِ إِلَّا أَبُو حَنِيفَةَ یعنی تمام علما سلف و خلف کی صحابہ اور تابعین اور جو اون کے پیچھے پیدا ہوئے ہین کہتے ہین کہ اسصفا مین نماز پڑھنا سنت ہی اور نہیں مخالف کی اس مین کسی نی سوای ابو حنیفہ کی انتہی **مسئلہ ی ونہم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ گہن کی نماز مین ہر رکعت مین فقط ایک ہی قیام ہی سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی فَالْمَشْهُورُ فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قِيَامَانِ وَقِرَاءَتَانِ وَرُكُوعَانِ وَبِهٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَاللَّيْثُ وَأَحْمَدُ وَأَبُو ثَوْرٍ وَجُمْهُورُ عُلَمَاءِ الْحِجَازِ وَغَيْرِهِمْ وَقَالَ الْكُوفِيُّونَ هُمَا رَكْعَتَانِ كَسَائِرِ النَّوَافِلِ یعنی مشہور مذہب شافعی کا یہ ہی کہ گہن کی نماز دو رکعت ہی ہر رکعت مین دو قیام ہین اور دو قرأت اور دو رکوع اور ساتھ اسی کی قائل ہین مالک اور لیث اور احمد اور ابو ثور اور جمہور علما ملک حجاز وغیرہ کے اور کوفی والی کہتی ہین کہ گہن کی نماز دو رکعت ہی مثل اور تمام نفلون کی انتہی **مسئلہ ی ودوم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ اگر کوئی شخص نماز مین ایک رکعت بہولکر زیادہ پڑھ جاوے تو اسصورت مین نماز اوسکی باطل ہوگی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَفِيهِ دَلِيلٌ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَالْجُمْهُورِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّ مَنْ زَادَ فِي صَلٰوتِهِ رَكْعَةً نَاسِيًا لَمْ تَبْطُلْ صَلٰوتُهُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ إِنْ زَادَ رَكْعَةً سَاهِيًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهُ یعنی اس مین دلیل ہی واسطے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما سلف اور خلف کی کہ تحقیق جو شخص بہول کر ایک رکعت زیادہ پڑھ جاوے تو اوس کی نماز باطل نہین ہوتی اور ابو حنیفہ کہتی ہین کہ جب ایک رکعت بہول کر زیادہ پڑھ جاوی تو اوس کی نماز باطل ہو جاتی ہی انتہی **مسئلہ ی وسوم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ مصراۃ یعنی بکری وغیرہ کو کئی دن دودھ بند کرکے بیچڈالنے مین خریدار کو چاہیئے کہ اوس کو واپس کر دیوے اور ایک صاع کہجورون کا اوس کے ہاتھ دیوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کی اس لئی کہ جمہور علما کہتے ہین کہ اوس کو اختیار ہی خواہ اوسکو اپنے پاس رکھی یا واپس کر دی کہجورون کا ایک صاع دیکر چنانچہ امام نووی نے

ف عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری کی جلد ۱ کی صفحہ ۲۹۲ میں سطر ۱۲
ف عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری کی جلد ۱ کی صفحہ ۲۹۵ میں سطر ۲
ف عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی جلد ۱ کی صفحہ ۲۱۲ میں سطر ۱۲
ف عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی جلد ۱ کی صفحہ ۰ میں سطر ۱۲

دلیل علی ان اقل الوتر رکعۃ وان الرکعۃ المفردۃ صلٰوۃ صحیحۃ وھو مذھبنا و
مذھب الجمھور وقال ابو حنیفۃ لا یصح الایتار بواحدۃ یعنی حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ کم سے کم وتر
ایک رکعت ہے اور بتحقیق ایک رکعت تنہا نماز صحیح ہے اور مذہب ہمارا ہے اور مذہب جمہور کا اور
ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ فقط ایک رکعت تنہا جائز نہیں **مسئلہ بست و ہفتم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہیں کہ سفر میں سواری پر وتر پڑھنے جائز نہیں وہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ
امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وفیہ دلیل لمذھبنا ومذھب مالک واحمد و
الجمھور انہ یجوز الوتر علی الراحلۃ فی السفر حیث توجھت وانہ سنۃ لیس بواجب
وقال ابو حنیفۃ ھو واجب ولا یجوز علی الراحلۃ یعنی اس حدیث میں دلیل ہے واسطے مذہب
ہمارے کے اور مذہب مالک اور احمد اور جمہور کے یہ کہ بتحقیق جائز ہیں وتر سواری پر سفر میں جسطرف
متوجہ ہو اور وہ سنت ہیں واجب نہیں اور ابو حنیفہ کہتے ہیں ......
......کہ وتر واجب ہیں اور سواری پر پڑھنے جائز نہیں انتہی **مسئلہ بست و ہشتم**
امام اعظم فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے بعد ایک رکعت کے صبح کی نماز کا وقت پایا اور پھر آفتاب نکل آیا
تو اسصورت میں اُس کی نماز صبح کی باطل ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واما فی الصبح فقال بہ مالک والشافعی
واحمد والعلماء کافۃ الا ابا حنیفۃ فانہ قال تبطل صلٰوۃ الصبح بطلوع الشمس فیھا
یعنی لیکن صبح کی نماز پس کہا ہے ساتھ صحیح ہونے اوسکے کہ مالک اور شافعی اور احمد اور تمام علمائے
لیکن ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اوس کی نماز صبح کی آفتاب کے نکلنے سے باطل ہو جاتی ہے انتہی **مسئلہ
بست و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ استسقاء میں چادر پلٹ کر نہ اوڑھنی مستحب ہے سو یہ مسئلہ اون کا
مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وفیہ دلیل للشافعی و
مالک واحمد وجماھیر العلماء فی استحباب تحویل الرداء ولم یستحبہ ابو حنیفۃ
یعنی حدیث میں دلیل ہے واسطے شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما کے کہ چادر پلٹ کر اوڑھنی مستحب ہے
اور نہیں مستحب جانا اوسکو ابو حنیفہ نے انتہی **مسئلہ سیام** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ
استسقاء میں نماز پڑھنا سنت نہیں ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح

وَهُوَ الَّذِي يَمُوتُ فِي الْبَحْرِ بِلَا سَبَبٍ فَمَذْهَبُنَا إِبَاحَتُهُ وَبِهِ قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَحِلُّ یعنی جو مچھلی کہ دریا مین بغیر کسی سبب کے مرجاوے پس مذہب ہمارا مباح ہونا اوسکا ہے اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علما صحابہ سے اور جو اون کے پیچھے ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ حلال نہین ہے اور حنفیہ اس باب مین جابر کی حدیث سے دلیل لاتے ہین چنانچہ مولف فتح المبین نے بھی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے سو اوسکا جواب امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہ دیا ہے وَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمَرْوِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَاهُ الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ فَحَدِيثٌ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِهِ لَوْ لَمْ يُعَارِضْهُ شَيْءٌ كَيْفَ وَهُوَ مُعَارَضٌ بِمَا ذَكَرْنَا وَقَدْ أَوْضَحْتُ ضَعْفَهُ وَحَالَهُ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ یعنی حدیث جابر کی، جو چیز کہ ڈالدیوے اوسکو دریا یا اوس سے ہٹ جاوے تو اوسکو کھالو اور جو چیز کہ اوسمین مرجاوے اور پانی کے اوپر آجاوے پس اوسکو مت کھاؤ سو یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق اماموں حدیث کے نہین جائز ہے حجت پکڑنا ساتھ اوسکے اگرچہ معارض ہو اسکو کوئی شئی چہ جائیکہ وہ معارض ہے ساتھ اوس کے جو ذکر کیا ہے ہمنے اور تحقیق بیان کیا ہے مینے حال اسکا اور ضعف اوسکا مہذب کی شرح مین

مسئلہ سی و نہم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ لڑکے نابالغ کا حج منعقد اور صحیح نہین ہوتا ہے یعنی اوسپر احکام حج کے لازم نہین ہوتے ہین سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَمْنَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَالْجُمْهُورُ يَقُولُونَ تَجْرِي عَلَيْهِ أَحْكَامُ الْحَجِّ فِي ذَلِكَ انتہی یعنی جمہور کہتے ہین

مسئلہ چہلم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کتے کا بیچنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَأَمَّا النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَوْنُهُ مِنْ شَرِّ الْكَسْبِ وَكَوْنُهُ خَبِيثًا فَيَدُلُّ عَلَى تَحْرِيمِ بَيْعِهِ وَأَنَّهُ لَا يَصِحُّ بَيْعُهُ وَلَا يَحِلُّ ثَمَنُهُ وَلَا قِيمَةَ عَلَى مُتْلِفِهِ وَبِهَذَا قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَصِحُّ بَيْعُ الْكِلَابِ الَّتِي فِيهَا مَنْفَعَةٌ یعنی کتے کی مول سے ممانعت کرنی اور اوسکا خبیث اور بدکسب ہونا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اوس کی بیع حرام ہے اور نہین صحیح ہوتی ہے بیع اوس کی اور نہین حلال ہے مول اوسکا اور نہین حلال ہے قیمت اُس کی اُس کے تلف کرنیوالے پہ اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جن کتوں سے

شرح صحیح مین لکھاہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ یَرُدُّھَا وَلَا یَرُدُّ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ یعنی ابوحنیفہ کہتے ہین کہ مصرات کو رد کردے اور دودہ کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا نددے اور نیل الاوطار مین لکھاہے وَقَدْ اَخَذَ بِظَاھِرِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ الْجُمْھُوْرُ یعنی تحقیق پکڑا ہی ساتھہ ظاہر اسحدیث کے جمہور نے

مسئلہ سی و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اقامت مثل اذان کی ہے یعنی تکبیر کے پندرہ کلمے ہین مثل اذان کی سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے جیسے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھاہے کہ مذہب امام شافعی اور احمد اور جمہور کا یہہ ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمے ہین انتہے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھاہی قَالَ الْخَطَّابِیُّ مَذْھَبُ جُمْھُوْرِ الْعُلَمَآءِ وَالَّذِیْ جَرٰی بِہِ الْعَمَلُ فِی الْحِجَازِ وَالشَّامِ وَالْیَمَنِ وَمِصْرَ وَالْمَغْرِبِ اِلٰی اَقْصٰی بِلَادِ الْاِسْلَامِ اَنَّ الْاِقَامَۃَ فُرَادٰی انتہی

مسئلہ سی و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ریشمی تکیہ پر بیٹھنا جائز ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کا چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھاہے یَدُلُّ عَلٰی تَحْرِیْمِ الْجُلُوْسِ عَلَی الْحَرِیْرِ وَاِلَیْہِ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ انتہی یعنی ریشمی تکیہ پر بیٹھنا جمہور کے نزدیک حرام ہی انتہے

مسئلہ سی و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو کہے کہ اگر مین تیرے ساتھہ نکاح کرون توتجکو طلاق ہی تو اسصورت مین طلاق واقع ہوجاتی ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھاہے فَذَھَبَ جُمْھُوْرُ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ اِلٰی اَنَّہٗ لَا یَقَعُ انتہی یعنی جمہور صحابہ و تابعین وغیرہ کہتے ہین کہ طلاق واقع نہین ہوتی ہی انتہے

مسئلہ سی و ہفتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسافر کے واسطے قربانی مشروع نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھاہی وَفِیْہِ اَنَّ الضَّحِیَّۃَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُسَافِرِ کَمَا ھِیَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُقِیْمِ وَھٰذَا مَذْھَبُنَا وَبِہٖ قَالَ جَمَاھِیْرُ الْعُلَمَآءِ انتہی یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ قربانی مسافر کے واسطے مشروع ہی جیسیکہ مقیم کے واسطے مشروع اور یہی ہے مذہب جمہور کا انتہے

مسئلہ سی و ہشتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جو مچھلی دریا مین بلا کسی سبب کے مرجاوے اوسکا گوشت حلال نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف جمہور کے ہی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھاہے وَاَمَّا السَّمَکُ

سیر عبارت نیل الاوطار علیحدہ مجلد اول صفحہ ۳۴ مین ہے

سیر عبارت صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۶۴ مین ہے، نیل الاوطار جلد اول صفحہ ۳۴۷ مین ہے

سیر عبارت نیل الاوطار جلد اول صفحہ ۱۶۷ مین ہے

سیر عبارت نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۷۲ مین ہے

سیر عبارت صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ مین ہے

جائز رکھنے میں چنانچہ قسطلانی میں لکھا ہے والجمهور على جوازه خلافاً لابي حنيفة انتهى مسئلہ
چہل و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حج کرنیکو جاوے اور [illegible]
تو اوسے بوضو کرکے طواف کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ بے وضو بھی طواف کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا
مخالف ہے جمہور کے چنانچہ قسطلانی شرح بخاری میں لکھا ہے وهو شرط [illegible] لصحة
الطواف بدونه یعنی جمہور علما کے نزدیک یہ وضو شرط ہے بغیر اسکے طواف [illegible] انتہی
مسئلہ چہل و ہفتم امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ محرم کو واسطے سراویل [illegible]
حالت میں جائز نہیں ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے اس لئے کہ جمہور کہتے ہیں اگر محرم
تہبند نہ پاوے تو پائجامہ کو کشادہ کرکے پہن لیوے چنانچہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے و
اشترط الجمهور قطع الخف وفتق السراويل وعن ابي حنيفة منع السراويل
للمحرم مطلقاً انتهى ملخصاً یعنی جمہور کے نزدیک موزہ کاٹ کر اور سراویل کشادہ کرکے محرم کو
پہننا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ مطلقاً منع کرتے ہیں انتہی مسئلہ چہل و ہشتم
امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اگر لونڈی آزاد ہوجاوے اور اوسکا خاوند حر ہو تو اوس لونڈی کو فسخ
نکاح کا اختیار ہے خواہ نکاح اپنا رکھے اور خواہ توڑ دے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے فان كان حرا فلا خيار عند الشافعي و
مالك والجمهور وقال ابو حنيفة لها الخيار یعنے اگر اوسکا خاوند حر ہو تو امام شافعی اور مالک
اور جمہور کے نزدیک اوس کو نکاح توڑنے کا کچھ اختیار نہیں رہتا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اوسکو
اختیار ہے انتہی مسئلہ پنجاہم امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مشرکہ عورت اہل حرب
میں سے ہجرت کرکے دارالاسلام میں چلی آوے تو اوس کی عدت فقط ایک ہی حیض ہے سو یہ مسئلہ
اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری میں لکھا ہے واجاب الجمهور بان
المراد ثلث حيض لانها صارت باسلامها وهجرتها من الحرائر یعنی جمہور علما نے جواب
دیا ہے ابوحنیفہ کی دلیل کا کہ مراد اوس سے تین حیض ہیں اس لئے کہ وہ عورت ہاجرہ اپنے اسلام اور
ہجرت کی وجہ سے حرہ ہوگئی ہے انتہی مسئلہ پنجاہ و یکم امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ لعان
قسم نہیں ہے بلکہ شہادت ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری

بعع ہواوس کی بیع صحیح ہو انتہی ملخصا **مسئلہ چہل و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اگر
جانکر قصدا عید کے دن کی روزہ کی نذر مانی تو اوس کی قضا لازم ہوجاتی ہو سو یہ مسئلہ
انکا مخالف ہو جمہور علما کے جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہو ولو نذر صومهما متعمدا لعينهما قال
الشافعي والجمهور لا ينعقد نذره ولا يلزمه قضاؤهما وقال ابو حنيفة يلزمه قضاؤهما وخالف الناس كلهم انتہى یعنی

مسئلہ چہل و دوم امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ نکاح شغار صحیح ہوجاتا ہے اور مہر مثل
دینا لازم آتا ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ حاشیہ بخاری میں فتح الباری سے نقل کیا ہے
فالجمهور على البطلان وذهب الحنفية الى صحته یعنی جمہور کہتے ہیں کہ یہ نکاح باطل ہے اور
حنفیہ کہتے ہیں کہ صحیح ہو انتہی **مسئلہ چہل و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ ہبہ سے
نکاح صحیح ہوجاتا ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور علما کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری میں
قسطلانی سے نقل کیا ہے وقال الشافعي والجمهور لا ينعقد الا بلفظ التزويج او الانكاح
فلا ينعقد بلفظ البيع والتمليك والهبة یعنی امام شافعی اور جمہور علما کہتے ہیں کہ نکاح
منعقد نہیں ہوتا مگر ساتھ لفظ تزویج کی یا انکاح کے پس نہ منعقد ہوگا نکاح ساتھ لفظ بیع اور تملیک
اور ہبہ کی انتہی **مسئلہ چہل و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ عورتوں کو جنازے
کو جیسے جانا حرام ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ عینی شرح بخاری میں لکھا ہو قال
القرطبي ظاهر الحديث يقتضي ان النهي للتنزيه وبه قال الجمهور وعن ابي حنيفة لا ينبغي
ذلك یعنی کہا قرطبی نے کہ ظاہر حدیث کا اس بات کو چاہتا ہو کہ یہ نہی تنزیہی ہو اور ساتھ اسی کے قائل ہیں
جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ یہ بات جائز نہیں ہو انتہی **مسئلہ چہل و پنجم** امام اعظم
صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تجارت کے واسطے غلاموں کو خرید کیا ہو تو اونکا صدقہ فطر دینا مالک پر لازم
نہیں آتا سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ حاشیہ بخاری میں قسطلانی سے نقل کیا ہو هذا
قول الجمهور وقال الحنفية لا يلزم السيد زكوة الفطر عن عبيد التجارة یعنی یہ قول جمہور
کا ہو کہ تجارت کی غلاموں کا صدقہ فطر مالک پر واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ تجارت کی غلاموں کا
صدقہ فطر مالک پر لازم نہیں ہو انتہی **مسئلہ چہل و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں
کہ محرم کو کپڑا معصفر پہننا جائز نہیں ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کا اس لیے کہ جمہور اوس کو

۱ بعبارت صحیح مسلم الصادق دہلی چھاپی صفحہ ۳۶۲ میں ہے ۱۲
۲ یہ عبارت صحیح بخاری احمدی کی صفحہ ۷۶۶ میں ہے ۱۲
۳ عبارت صحیح بخاری احمدی کی صفحہ ۷۶۱ میں ہے ۱۲
۴ عبارت صحیح بخاری کے صفحہ ۲۰۵ میں ہے ۱۲
۵ عبارت صحیح بخاری مطبوعہ احمدی کی صفحہ ۲۰۹ میں ہے ۱۲

وَقَدْ وَافَقَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَغَيْرُهُ عَلٰى اَنَّ شَرْطَ اِجْزَاءِ النِّيَّةِ فِي النَّهَارِ فِي الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ
اَنْ لَّا يَتَقَدَّمَهَا مُفْسِدٌ لِّلصَّوْمِ مِنْ اَكْلٍ اَوْ غَيْرِهِ وَجَوَابٌ اٰخَرُ اَنَّ صَوْمَ عَاشُوْرَا
لَمْ يَكُنْ وَاجِبًا عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ كَمَا سَبَقَ فِي اَوَّلِ الْبَابِ وَاِنَّمَا كَانَ سُنَّةً مُتَاَكِّدَةً
وَجَوَابٌ ثَالِثٌ اَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ اَنَّهُ يُجْزِئُهُمْ وَلَا يَقْضُوْنَهُ بَلْ لَعَلَّهُمْ قَضَوْهُ وَقَدْ جَاءَ
فِي سُنَنِ اَبِيْ دَاوٗدَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَاَتِمُّوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَاقْضُوْهُ يعنی اسحدیث کا یہہ علماء نے
یہ جواب دیا ہے کہ مراد باقی دن بند رکہنا ہے نہ حقیقی روزہ اور دلیل اسپر یہ ہے کہ تحقیق انہوں نے
کہایا پہر تمام کرنے کے ساتھہ حکم کئے گئے اور تحقیق متفق ہین ابوحنیفہ اور اوس کے غیر اسپر کہ اپنا
مین نیت کرنا فرض اور نفل مین اوسوقت جائز ہے جبکہ پہلے اوسے کوئی روزیکا توڑنیوالا
نہ پایا گیا ہو کہانے وغیرہ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ جمہور کے نزدیک واجب
نہین تہا۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اوس حدیث سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ وہ روزہ ان
کو کافی ہو گیا تھا بلکہ امید ہے کہ اونہوں نے اوسکو قضا کر لیا ہوگا اور تحقیق ابوداؤد مین اسی
حدیث مین صاف آگیا ہے کہ اونہوں نے باقی دن روزہ تمام کیا اور پہر اوسکو قضا کر لیا انتہی

مسئلہ بچپا وہ پنجم امام صاحب فرماتے ہین کہ مدینہ شریفہ کے واسطے مکے کیطرح کوئی حرم نہین
ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے صحیح ہو کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَاسْتَدَلَّ
بِهَا الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالْهَادِيْ وَجُمْهُوْرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ لِلْمَدِيْنَةِ حَرَمًا كَحَرَمِ مَكَّةَ
وَذَهَبَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِلٰى اَنَّ حَرَمَ الْمَدِيْنَةِ لَيْسَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ یعنی دلیل پکڑی ہے ساتھ اوسکے شافعی اور
احمد اور ہادی اور جمہور اہل علم نے اس بات پر کہ تحقیق واسطے مدینہ کے حرم ہے مثل حرم مکہ کی اور ابوحنیفہ
کہتے ہین کہ حرم مدینہ کا حقیقۃً حرم نہین ہے انتہی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
هٰذَا الْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِي الدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَالْجَمَاهِيْرِ فِيْ تَحْرِيْمِ صَيْدِ
الْمَدِيْنَةِ وَشَجَرِهَا كَمَا سَبَقَ وَخَالَفَ فِيْهِ اَبُوْحَنِيْفَةَ كَمَا قَدَّمْنَاهُ وَقَدْ ذَكَرَهَا هُنَا مُسْلِمٌ فِيْ
صَحِيْحِهِ كُلِّهَا مَرْفُوْعًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِوَايَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَسَعْدِ
بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ
وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَذَكَرَ غَيْرُهُ مِنْ غَيْرِهِمْ اَيْضًا فَلَا يُلْتَفَتُ اِلَى

میں کہا ہے وقد تمسک بہ من قال کون اللعان یمینا وھو قول مالک والشافعی
والجمھور وقال ابوحنیفۃ اللعان شھادۃ یعنی دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے اوس شخص نے جو کہتا ہے کہ
لعان قسم ہے اور یہی ہے قول مالک اور شافعی اور جمہور کا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ لعان شہادت ہے
انتہی **مسئلہ پنجاہ و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ جس عورت کی دو عدتیں جمع ہو جاویں
ان کی وہ ایک عدت بس ہے کافی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ حاشیہ بخاری میں لکھا ہے و
ذهب الجمهور الى ان من اجتمعت عليها عدتان انها تعتد عدتين یعنی جمہور علما
اس طرف گئے ہیں کہ جس عورت پر دو عدتیں جمع ہو جاویں وہ عورت دونوں عدتیں علیحدہ علیحدہ بیٹھے
انتہی **مسئلہ پنجاہ و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بھاری چیز سے کسی کو قتل کیا جاوے
تو اوس میں قصاص نہیں سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح
مسلم میں لکھا ہے ومنها ثبوت القصاص في القتل بالمثقلات ولا يختص بالمحددات
وهذا مذهب الشافعي ومالك واحمد وجماهير العلماء وقال ابوحنيفة لا قصاص
الا في القتل بمحدد یعنی بعض ان فوائد سے ثابت ہوا قصاص کا ہے بھاری چیز کے ساتھ قتل
کرنے میں اور نہیں خاص ہے قصاص نوکدار چیزوں کی ساتھ اور یہی ہے مذہب شافعی اور مالک اور
احمد اور جمہور علما کا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے قصاص مگر نوکدار چیزوں کی ساتھ قتل کرنے
میں انتہی **مسئلہ پنجاہ و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ روزہ رمضان وغیرہ کی
نیت دن میں بھی جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں
لکھا ہے واحتج ابوحنيفة بهذا الحديث لمذهبه ان صوم رمضان وغيره من الفرض يجوز
بنية في النهار ولا يشترط تبييتها قال لانهم نووا في النهار واجزاهم وقال الجمهور لا يجوز
رمضان ولا غيره من الصوم الواجب الا بنية من الليل یعنی اس حدیث عاشورہ کے ساتھ ابوحنیفہ
نے دلیل پکڑی ہے واسطے مذہب اپنے کی اس پر کہ رمضان وغیرہ فرض روزے کی نیت دن میں جائز ہے
اور جمہور کہتے ہیں کہ کسی روزے فرضی کی نیت دن میں جائز نہیں بلکہ شب میں نیت ضرور ہے پھر بعد اس کے
امام نووی نے عاشورہ کے حدیث کا جواب یہ دیا ہے واجابوا عن هذا الحديث بان المراد
امساك بقية النهار لا حقيقة الصوم والدليل على هذا انهم اكلوا ثم امروا بالاتمام

شصت و ششم امام اعظم ... نکاح کرے تو اس کے ... جمہور کے

وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ أَبُو حَنِيْفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَ
فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ یعنی پس کہا ہے شافعی اور او
پچھلون نے کہ مستحب ہے اوٹھانا دونون ہاتھون کا وقت
وقت اور یہی روایت ہے امام مالک سے اور ابو حنیفہ اور او
جگہہ مین ہاتھہ کا اوٹھانا مستحب نہین ہے انتہی
ہین کہ سورۂ فاتحہ خاص کرکے نماز مین پڑہنی معین نہہ
خواہ فاتحہ پڑہ لیوے خواہ اوس کی جگہہ کسی اور آیت کو پڑہ لیوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے حدیث
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَفِيْهِ وُجُوْبُ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَأَنَّهَا مُتَعَيِّنَةٌ لَا يُجْزِئُ
غَيْرُهَا إِلَّا لِعَاجِزٍ عَنْهَا وَهٰذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِيْنَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو حَنِيْفَةَ لَا يَجِبُ الْفَاتِحَةُ بَلِ الْوَاجِبُ آيَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ
انتہی ملخصًا یعنی اس مین ثابت ہے واجب ہونا قرات فاتحہ کا اور تحقیق وہ متعین ہے نہین کفایت کرتا ہے
غیر اوسکا مگر جو اوس سے عاجز ہو اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور علما صحابہ و تابعین کا اور جو اونکا
سے بعد پیدا ہوے انتہی **مسئلہ شصتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فرضون کی اخیر دو
رکعتون مین قرارت واجب نہین بلکہ نمازی کو اختیار ہے چاہے پڑہے اور چاہے نہ پڑہے سو یہ مسئلہ اون کا
مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَالصَّحِيْحُ الَّذِيْ عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ
الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وُجُوْبُ الْفَاتِحَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ یعنی صحیح بات جسپر جمہور علما سلف
وخلف کا اتفاق ہے واجب ہونا فاتحہ کا ہے ہر رکعت مین انتہی **مسئلہ شصت و یکم** امام اعظم
صاحب فرماتے ہین کہ نماز مین اپنے دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے باندھنا چاہئے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے
جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ
هٰذَا مَذْهَبُنَا الْمَشْهُوْرُ وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُوْرُ وَقَالَ أَبُو حَنِيْفَةَ يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ یعنی رکھے
دونون ہاتھون کو اپنے سینہ سے نیچے ناف سے اوپر اور یہی ہے مذہب مشہور ہمارا اور ساتھ اسی کے قائل ہین
جمہور اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ دونون ہاتھون کو نیچے ناف کے رکھے انتہی **مسئلہ شصت و دوم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ نہین جائز ہے دعا مانگنا مگر ساتھہ اون دعاؤن کے جو قرآن اور حدیثون مین وارد ہین سوا

شرح صحیح مسلم

ما الفـ هذه الأحاديث الصحيحة المستفيضة **مسئلہ پنجاہ وششم** امام اعظم صاحب فراتے ہین کہ عورت اور مرد مین قصاص فقط جان ہین ہے اور اوس کے سوا اور کسی چیز مین قصاص نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے الثّاني وَهُوَ مَذهبُ جَمَاهِيرِ العُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَن بَعدَهُم ثُبُوتُ القِصَاصِ بَينَهُمَا فِي النَّفسِ وَفِيمَا دُونَهَا مِمَّا يَقبَلُ القِصَاصَ وَالثَّالِثُ مَذهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصحَابِهِ يَجِبُ القِصَاصُ بَينَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي النَّفسِ وَلَا يَجِبُ فِيمَا دُونَهَا انتهى ملخصًا يعنی مذہب جمہور علماء صحابہ اور تابعین کا اور پچھلون کا ثابت ہونا قصاص کا ہے مرد اور عورت مین جان مین اور اوس کے سوا اوس چیز مین جو قصاص کو قبول کر سکتی ہے اور ابو حنیفہ اور اوس کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے قصاص مرد اور عورت مین فقط جان مین اور نہین واجب ہے اوس کے سوا کسی چیز مین **مسئلہ پنجاہ وہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ہڈی اور دانت جدی ہوئی کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے سو یہ مذہب اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَكُلُّ مَا صَدَقَ عَلَيهِ اسمُ العَظمِ لَا تَجُوزُ الذَّكَاةُ بِهِ وَقَد قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَصحَابُهُ بِهَذَا الحَدِيثِ فِي كُلِّ مَا تَضَمَّنَهُ عَلَى مَا شَرَحتُهُ وَبِهَذَا قَالَ النَّخَعِيُّ وَالحَسَنُ ابنُ صَالِحٍ وَاللَّيثُ وَأَحمَدُ وَإِسحَاقُ وَأَبُو ثَورٍ وَدَاوُدُ وَفُقَهَاءُ الحَدِيثِ وَجُمهُورُ العُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ بِالسِّنِّ وَالعَظمِ المُتَّصِلَينِ وَيَجُوزُ بِالمُنفَصِلَينِ انتهى ملخصًا يعنی جس چیز پر ہڈی کا نام صادق آوے اوس کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین اور اسی کے ساتھ قائل ہین شافعی اور اصحاب اوس کے ہر اوس چیز مین جسکو یہ حدیث متضمن ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین نخعی اور حسن بن صالح اور لیث اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور فقہاء حدیث کے اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہے ذبح کرنا ساتھ ہڈی اور دانت متصل کے اور جو ہڈی اور دانت جدا ہوا اوس کے ساتھ تو ذبح کرنا جائز ہے انتہے **مسئلہ پنجاہ وہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنا مستحب نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاختَلَفُوا فِيمَا سِوَاهَا فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحمَدُ وَجُمهُورُ العُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ فَمَن بَعدَهُم يُستَحَبُّ رَفعُهُمَا أَيضًا عِندَ الرُّكُوعِ وَعِندَ الرَّفعِ مِنهُ

جز نہین بلکہ وہ شرط ہے خارج ہو اوس سے انتہی **مسئلہ شصت و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورت خواہ ثیبہ ہو یا باکرہ ہو باری مین برابر ہے اگر کوئی نیا نکاح کرے تو اوس کے واسطے تین یا سات دن باری سے زیادہ کرنا جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ ون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ حَاكِيًا عَنْ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ اِنَّ ذٰلِكَ حَقٌّ لِلْمَرْاَةِ بِسَبَبِ الزِّفَافِ یعنی ابن عبد البر نے جمہور سے حکایت کرکے کہا ہی کہ یہ حق ہے عورت کا بسبب زفاف کے انتہی **مسئلہ شصت و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ دس درہم سے کم چورانے مین ہاتھ کا کاٹنا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَدْ ذَهَبَ اِلٰى مَا اقْتَضَتْهُ اَحَادِيْثُ الْبَابِ مِنْ ثُبُوْتِ الْقَطْعِ فِيْ ثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ اَوْ رُبُعِ دِيْنَارٍ الْجُمْهُوْرُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنْهُمُ الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ یعنی تین درہم یا چوتھائی دینار مین ہاتھ کا کاٹنا جسکو احادیث باب کی چاہتی ہین مذہب جمہور سلف و خلف کا ہے اون مین سے خلفاء اربعہ ہین انتہی **مسئلہ شصت و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ دس درہم سے کم مہر باندھنا جائز نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيْهِ جَوَازُ قِلَّةِ الصَّدَاقِ بِمَا يُتَمَوَّلُ اِذَا تَرَاضَيَا لِاَنَّ خَاتَمَ الْحَدِيْدِ فِيْ غَايَةِ الْقِلَّةِ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجَمَاهِيْرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث مین کم مہر کا باندھنا ثابت ہوتا ہے جو چیز مال بن سکے جب دونون آپس مین راضی ہون اس لیے کہ لوہے کی انگوٹھی نہایت ہی تھوڑی چیز ہے اور یہی ہے مذہب شافعی اور جمہور علما کا انتہی **مسئلہ شصت و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص گائے یا اونٹنی ذبح کرے اور اوس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلے تو اوس کو نہ کھاوے خواہ بال ہون یا نہون سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور صحابہ وغیرہ کے چنانچہ تخریج ہدایہ مین لکھا ہے رَوَى الطَّبَرَانِيُّ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُوْنَ اِذَا اَشْعَرَ الْجَنِيْنُ فَذَكٰوتُهُ ذَكَاةُ اُمِّهٖ یعنی تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتے کہ جب بچے کے بال ہون تو ذبح کرنا اوس کا ذبح کرنا اوس کی ماں کا ہے وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ لَمْ يُرْوَ عَنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ خِلَافُ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ انتہی ملخصا مختصرا **مسئلہ ہفتادم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ

۹۲ یہ عبارت نیل الاوطار کے جز ۶ کے صفحہ ۱۲۳ مین ہے

۹۳ یہ عبارت نیل الاوطار کے جز ۷ کے صفحہ ۱۲۹ مین ہے

۹۵ یہ عبارت شرح صحیح مسلم کے جز اول کے صفحہ ۴۵۵ مین ہے

۹۶ یہ عبارت تخریج ہدایہ کے صفحہ ۲ ...

سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَفِیْهِ اَنَّهٗ یَجُوْزُ الدُّعَاءُ بِمَا شَاءَ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْیَا مَا لَمْ یَكُنْ اِثْمًا وَهٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ لَا یَجُوْزُ اِلَّا الدَّعَوَاتُ الْوَارِدَةُ فِی الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ یعنی اس حدیث مین ثابت ہے جائز ہونا دعا کا ساتھ جس چیز کے چاہے آخرت اور دنیا کی کامون سے جب تک گناہ نہو اور یہی مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہے مگر وہ دعائین جو قرآن اور حدیث مین وارد ہین **مسئلہ شصت و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز کی نیت کبوقت تکبیر تحریمہ کہنی یعنی اللہ اکبر کہنا متعین اور مقرر نہین بلکہ اوس کی جگہ مین اوس کی بدلہ اور کوئی لفظ تعظیم کا کہدے تو بھی جائز ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَهٰذَا الَّذِیْ ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَعْیِیْنِ التَّكْبِیْرِ هُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ یَقُوْمُ غَیْرُهٗ مِنْ اَلْفَاظِ التَّعْظِیْمِ مَقَامَهٗ یعنی جو کچھ ذکر کیا ہے ہمنے مقرر ہونے تکبیر کے سے یہ قول مالک کا ہی اور شافعی اور احمد اور جمہور علما سلف و خلف کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جو لفظ تعظیم کا ہو اوس کی قائم مقام ہو جاتا ہے **مسئلہ شصت و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز سے سلام پھیرنا سنت ہی اگر ترک کردی تو نماز اوس کی ہو جاویگی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ اَلسَّلَامُ فَرْضٌ وَلَا یَصِحُّ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِهٖ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ هُوَ سُنَّةٌ لَوْ تَرَكَهٗ صَحَّتْ صَلٰوتُهٗ انتہیٰ یعنی پس کہا مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما سلف و خلف نے کہ سلام کہنا فرض ہے بغیر اوس کی نماز صحیح نہین ہوتی ہی انتہیٰ **مسئلہ شصت و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ تکبیر تحریمہ نماز کی جزو نہین ہے بلکہ اوس کی شرط ہے اور اوس سے خارج ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْهِ دَلَالَةٌ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِیِّ وَالْجُمْهُوْرِ اَنَّ تَكْبِیْرَةَ الْاِحْرَامِ فَرْضٌ مِنْ فُرُوْضِ الصَّلٰوةِ وَجُزْءٌ مِنْهَا وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ لَیْسَتْ مِنْهَا بَلْ هِیَ شَرْطٌ خَارِجٌ عَنْهَا یعنی اس حدیث مین دلیل ہی واسطے مذہب شافعی اور جمہور کے کہ تحقیق تکبیر تحریمہ فرض ہی نماز کے فرضون مین سے اور اوس کی جزو ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی

یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی جز اول کے صفحہ ۱۴۳ مین ہے
یہ عبارت صحیح مسلم جز اول کے صفحہ ۱۶۹ مین ہے
یہ عبارت صحیح مسلم ایضاً جز اول کے صفحہ ۱۶۹ مین ہے
یہ عبارت صحیح مسلم ایضاً جز اول کے صفحہ ۱۶۹ مین ہے

مسلم مین لکھا ہے وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَائِدَتَانِ اِحْدٰهُمَا وُجُوْبُ الزَّكٰوةِ فِيْ هٰذِهِ الْمَحْدُوْدَاتِ وَالثَّانِيَةُ اَنَّهٗ لَا زَكٰوةَ فِيْمَا دُوْنَهَا وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ هَاتَيْنِ اِلَّا مَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَبَعْضُ السَّلَفِ اَنَّهٗ يَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ قَلِيْلِ الْحَبِّ وَكَثِيْرِهٖ وَهٰذَا مَذْهَبٌ بَاطِلٌ مُنَابِذٌ لِصَرِيْحِ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ . انتہی یعنی اس حدیث مین دو فائدے ثابت ہوتے ہین ایک تو یہ کہ ان محدود چیزون مین زکوۃ واجب ہے اور دوسرا یہ کہ اس سے کم مین زکوۃ نہین اور تمام مسلمانون کا ان دونون پر اتفاق ہے مگر ابو حنیفہ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ سب غلہ مین زکوۃ واجب ہے کم ہو یا بہت اور یہ مذہب باطل ہے مخالف ہے واسطے صریح حدیثون صحیحہ کے

مسئلہ ہفتاد و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب اکثر مدت حیض مین خون بند ہو جاوے تو غسل سے پہلے اوسی حال مین عورت سے جماع کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاعْلَمْ اَنَّ تَحْرِيْمَ الْوَطْيِ وَالْمُبَاشَرَةِ عَلٰى قَوْلِ مَنْ يُّحَرِّمُهَا يَكُوْنُ فِيْ مُدَّةِ الْحَيْضِ وَبَعْدَ انْقِطَاعِهٖ اِلٰى اَنْ تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَيَمَّمَ اِنْ عَدِمَتِ الْمَاءَ بِشَرْطِهٖ هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاهِيْرِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لِاَكْثَرِ الْحَيْضِ حَلَّ وَطْيُهَا فِي الْحَالِ یعنی جاننا چاہیے کہ حرام جاننا جماع اور مباشرت کا اوپر قول اُس شخص کی جو اوسکو حرام کہتا ہے مدت حیض مین ہی اور بعد بند ہو جانے اوس کے یہانتک کہ غسل کرے وہ عورت یا تیمم کرے ساتھ اوسکے جب پانی موجود نہو یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب مالک اور احمد اور جمہور سلف و خلف کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب خون بند ہو جاوے تو اوسیوقت اوس کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے انتہی

مسئلہ ہفتاد و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ پانی کے موجود ہوتے ہوئے جنازے کے نماز کیواسطے تیمم کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَاِنَّ التَّيَمُّمَ مَعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ لَا يَجُوْزُ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَالْعِيْدِ وَغَيْرِهِمَا هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَجُوْزُ اَنْ يَّتَيَمَّمَ مَعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ لِصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَالْعِيْدِ یعنی پس تحقیق تیمم ساتھ موجود ہونے پانی کے جائز نہین اور اور نہین فرق ہی درمیان نماز جنازے کے اور عید کے اور ان کے غیر مین یہ مذہب ہمارا ہی اور

مسلہ یہ عبارت صحیح مسلم ج اکے صفحہ ۳۱۵ مین ہے ۱۲

مسلہ یہ عبارت صحیح مسلم انصاری دہلی ج ۱ صفحہ ۱۴۲ مین ہے ۱۲

مسلہ یہ عبارت صحیح مسلم الشیخ ج ۱ کے صفحہ ۱۶۱ مین ہے ۱۲

کو ایسے زانی کو وطن سے نکال دینا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہو بلکہ اجماع کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَدِ ادَّعٰی مُحَمَّدُ ابْنُ نَصْرٍ فِي كِتَابِ الْإِجْمَاعِ الْاِتِّفَاقَ عَلٰی نَفْيِ الزَّانِي الْبِكْرِ اِلَّا عَنِ الْكُوْفِيِّيْنَ

مسئلہ ہفتاد و یکم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ صبح کو فرضون کی جماعت ہولی سنتون کا پڑہنا جائز ہے اور جب تک کہ دوسری رکعت کی فوت ہو جانیکا خوف نہو سنتون کو پڑھ لیوے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہو کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فِيْهَا النَّهْيُ الصَّرِيْحُ عَنِ افْتِتَاحِ نَافِلَةٍ بَعْدَ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ كَانَتْ رَاتِبَةً كَسُنَّةِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اَوْ غَيْرِهَا وَهٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِذَا لَمْ يَكُنْ صَلّٰی رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ صَلَّاهُمَا بَعْدَ الْاِقَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ مَا لَمْ يَخْشَ فَوْتَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْحِكْمَةَ فِيْهِ اَنْ يَتَفَرَّغَ لِلْفَرِيْضَةِ مِنْ اَوَّلِهَا فَيَشْرَعُ فِيْهَا عَقْبَ شُرُوْعِ الْاِمَامِ وَاِذَا اشْتَغَلَ بِنَافِلَةٍ فَاتَهُ الْاِحْرَامُ مَعَ الْاِمَامِ وَفَاتَهُ بَعْضُ مُكَمِّلَاتِ الْفَرِيْضَةِ فَالْفَرِيْضَةُ اَوْلٰی بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰی اِكْمَالِهَا قَالَ الْقَاضِيْ وَفِيْهِ حِكْمَةٌ اُخْرٰی وَهُوَ النَّهْيُ عَنِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْاَئِمَّةِ یعنی ان حدیثون مین صریح ممانعت ہے شروع کرنے نفل کی بعد اقامت نماز کے برابر ہے کہ نفل راتبہ ہون مثل سنتون فجر اور ظہر اور عصر کی یا غیر راتبہ ہون اور یہ مذہب شافعی کا ہے اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب سنتین فجر کی نہ پڑھی ہون تو اونکو بعد اقامت کی مسجد مین پڑھ لیوی جبتک کہ دوسری رکعت کے فوت ہو جانے کا خوف نہو پھر کہا کہ فرضون کی جماعت کے ہوتے سنت پڑہنے سے منع کرنے مین یہ حکمت ہے کہ اول ہی ابتدا سے فرضون کیواسطے فارغ ہو جاوے پس امام کے شروع کیے بعد اسکے ساتھ ہی اُس مین شروع کر دیوے اور جب نفل پڑہنے کے ساتھ مشغول ہو جاوے تو تکبیر اولیٰ اوسے فوت ہو جاویگی اور بعض چیزین فرضون کو کامل کرنیوالی بھی اوسے فوت ہو جاوین گے پس فرضون کے اکمال پر محافظت کرنی اولیٰ ہے اور قاضی نے کہا کہ اوس مین ایک اور حکمت ہے اور وہ یہ ہے کہ اماموں کی ساتھ مخالفت کرنی منع ہے

مسئلہ ہفتاد و دوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ پانچ وسق سے کم غلہ مین بھی عشر واجب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہو علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے فِیْهِ اِثْبَاتُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ وَقَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَیْهِ وَ هُوَ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْهُوْرِ سُنَّةٌ لَیْسَ بِوَاجِبٍ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاجِبٌ یعنی اس حدیث میں دلیل ہے اوپر ثابت کرنے سجدوں تلاوت کا اور تحقیق اجماع کیا ہے علمانے اسپر اور وہ نزدیک ہمارے اور نزدیک جمہور کے سنت ہے واجب نہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے انتہی **مسئلہ هفتاد و نهم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ مسبوق جو امام کے ساتھ نماز پاوے وہ اوس کی نماز کا آخر ہے اور جو بعد سلام کے ادا کرے وہ اوس کی نماز کا ابتدا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے فَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مَا اَدْرَکَهُ الْمَسْبُوْقُ مَعَ الْاِمَامِ اَوَّلُ صَلٰوتِهٖ وَمَا یَاْتِیْ بِهٖ بَعْدَ سَلَامِهٖ اٰخِرُهَا وَعَکَسَهٗ اَبُوْحَنِیْفَةَ یعنی شافعی اور جمہور علما کہتے ہیں کہ مسبوق جو امام کے ساتھ پاوے وہ اوس کی نماز کا ابتدا ہے اور جو سلام کے بعد ادا کرے وہ اُس کی نماز کا انتہا ہے اور ابو حنیفہ اس کے برعکس کہتے ہیں **مسئلہ هشتادم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ جب موذن قد قامت الصلوة کہے تو اُس وقت امام اللہ اکبر کہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ فَاِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کَبَّرَ الْاِمَامُ وَقَالَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ لَا یُکَبِّرُ الْاِمَامُ حَتّٰی یَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاِقَامَةِ یعنی ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب موذن قد قامت الصلوة کہے ...... اُس وقت امام تکبیر کہے اور جمہور علما سلف و خلف کے کہتے ہیں کہ جبتک موذن تکبیر سے فارغ نہو جاوے تبتک امام اللہ اکبر نہکہے **مسئلہ هشتاد و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ صبح کی نماز میں اسفار کرنا افضل ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَفِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ اسْتِحْبَابُ التَّبْکِیْرِ بِالصُّبْحِ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِکٍ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَالْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ الْاِسْفَارُ اَفْضَلُ یعنی ان حدیثوں میں دلیل ہے اول وقت صبح کی نماز پڑھنے کے مستحب ہونے پر اور یہ مذہب مالک کا اور شافعی اور احمد اور جمہور کا ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ صبح روشن کرکے پڑھنا افضل ہے **مسئلہ هشتاد و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ تین منزل سے کم سفر میں نماز کا قصر کرنا جائز نہیں ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَقَالَ الْجُمْهُوْرُ لَا یَجُوْزُ الْقَصْرُ اِلَّا فِیْ سَفَرٍ

٧٩ یہ عبارت شرح صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی جز اول صفحہ ۲۱۵ میں ہے

٨٠ یہ عبارت شرح صحیح مسلم مطبوعہ انصاری جز اول صفحہ ۲۲۰ میں ہے

٨١ یہ عبارت شرح صحیح مسلم مطبوعہ انصاری جز اول صفحہ ۲۲۱ میں ہے

٨٢ یہ عبارت شرح صحیح مسلم مطبوعہ انصاری جز اول صفحہ ۲۳۰ میں ہے

مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نماز جنازے کے واسطے پانی کے ہوتے ہوئے تیمم بھی جائز ہے انتہے
مسئلہ ہفتاد و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ رکوع اور سجود اور جلسہ مین
طمانینت اور ٹھہرنا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی وُجُوْبِ الْاِعْتِدَالِ فِی الرُّکُوْعِ وَالْجُلُوْسِ بَیْنَ
السَّجْدَتَیْنِ وَوُجُوْبِ الطُّمَانِیْنَةِ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالْجُلُوْسِ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ هٰذَا
مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ وَلَمْ یُوْجِبْهَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اوپر واجب ہونے
اعتدال کے رکوع مین اور جلسہ مین درمیان دو سجدون کے اور دلیل ہے اوپر واجب ہونے
طمانینت کے رکوع اور سجود اور جلسہ مین یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ واجب نہین **مسئلہ ہفتاد و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز مین
بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا النَّاسِیْ فَلَا تَبْطُلُ صَلٰوتُهٗ بِالْکَلَامِ الْقَلِیْلِ عِنْدَنَا
وَبِهٖ قَالَ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْهُوْرُ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ تَبْطُلُ یعنی اگر بھول کر نماز مین تھوڑی
کلام کرے تو نماز اوس کی باطل نہین ہوتی ہے نزدیک ہمارے اور ساتھ اسکے قائل ہین مالک اور
احمد اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نماز باطل ہو جاتی ہے انتہی **مسئلہ
ہفتاد و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کفارہ ظہار و یمین وغیرہ مین کافر غلام کا آزاد
کر دینا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
وَاخْتَلَفُوْا فِیْ کَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَالْیَمِیْنِ وَالْجِمَاعِ فِیْ نَهَارِ رَمَضَانَ فَقَالَ الشَّافِعِیُّ
وَمَالِكٌ وَالْجُمْهُوْرُ لَا یُجْزِیْهِ اِلَّا مُؤْمِنَةٌ حَمْلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَی الْمُقَیَّدِ فِیْ کَفَّارَةِ الْقَتْلِ
وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ تُجْزِیْهِ الْکَافِرَةُ یعنی اختلاف کیا ہے علما نے کفارۂ ظہار اور یمین مین اور
رمضان کے دن مین جماع کرنے کے کفارہ مین سو امام شافعی اور مالک اور جمہور کہتے ہین کہ نہین کفایت
کرتا ہے مگر غلام ایماندار واسطے حمل کرنے مطلق کے مقید پر کفارہ قتل مین اور امام ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ اگر کفارہ ظہار مین کافر غلام آزاد کرے تو جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** امام اعظم
صاحب فرماتے ہین کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ

نے اجماع علما کا اس بات پر کہ خطبہ نہین صحیح ہی مگر کھڑے ہوکر پڑہتا جو طاقت رکھتا ہو اوسکو اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ بیٹھکر پڑہنا بھی صحیح ہی **مسئلہ ہشتاد و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عیدین کی نماز واجب ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ أَصْحَابِهِ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَاجِبَةٌ یعنی نماز عیدین کی امام شافعی اور اوسکے اصحاب اور جمہور علما کی نزدیک سنت ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ واجب ہی **مسئلہ ہشتاد و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عید اضحی کے دن عیدگاہ کیطرف جاتے ہوئے راہ مین تکبیر کہنا چاہیے ... اور عید فطر کے دن نہ کہنا چاہیے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يُكَبِّرُ فِي الْخُرُوجِ لِلْأَضْحَى دُونَ الْفِطْرِ وَخَالَفَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا بِقَوْلِ الْجُمْهُورِ یعنی امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ تکبیر کہی عید اضحی کے دن نہ عید فطر کے دن اور مخالف ہوگئے ہین اوسکے اس مسئلہ مین یار اوسکے اور قائل ہوئے ساتھ قول جمہور کے

مسئلہ ہشتاد و نہم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ غسل میت کے آخر بار مین کافور وغیرہ خوشبو لگانی مستحب نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی فِيهِ اسْتِحْبَابُ شَيْءٍ مِنَ الْكَافُورِ فِي الْأَخِيرَةِ وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُسْتَحَبُّ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی اوپر مستحب ہونے کافور کے آخر بار مین اور یہ ہمارے نزدیک متفق علیہ ہی اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علما اور مالک اور احمد اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مستحب نہین **مسئلہ نودم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ میت کو وضو کرانا مستحب نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی فِيهِ اسْتِحْبَابُ وُضُوءِ الْمَيِّتِ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالْجُمْهُورِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُسْتَحَبُّ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی اوپر مستحب ہونے وضو میت کی اور یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین مستحب ہی **مسئلہ نود و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ خاوند کو اپنی بیوی مردہ کا غسل کرانا جائز نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ أَنَّ لَهُ غُسْلَ زَوْجَتِهِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ غُسْلُهَا یعنی مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا یہ ہی کہ خاوند کو اپنی بیوی کا بعد

يبلغ مرحلتين وقال ابو حنيفة شرطه ثلث مراحل یعنی جمہور کہتے ہین کہ دو منزل سے
کم سفر مین قصر کرنا نماز کا جائز نہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ قصر کیواسطے تین منزل شرط ہے

مسئلہ ہشتاد و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ قرآن کو الحان اور تغنی کے ساتھ
پڑھنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا
ہے واختلفوا في القراءة بالالحان فكرهها مالك والجمهور لخروجها عما جاء القرآن له من الخشوع
والتفهم واباحها ابو حنيفة یعنی اختلاف کیا ہے علمانے الحان کے ساتھ قرآن پڑھنے مین پس مکروہ جانا
ہے اوس کو مالک اور جمہور علمانے اس لیے کہ آیا ہے قرآن واسطے خشوع اور فکر کرنے کے اور مباح
رکھا ہے اوسکو امام ابو حنیفہ نے انتہی

مسئلہ ہشتاد و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے
دن جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو اوسی وقت سے کلام کرنا منع ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فقوله صلى الله عليه وسلم والامام يخطب دليل على
ان وجوب الانصات والنهي عن الكلام انما هو في حال الخطبة وهذا مذهبنا ومذهب
مالك والجمهور وقال ابو حنيفة يجب الانصات بخروج الامام یعنی یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا دلیل ہے اسپر کہ واجب ہونا سکوت کا اور منع ہونا کلام کا سواے اس کے نہین کہ وہ فقط خطبہ ہی کی
حالت مین ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نکلنے امام کے ساتھ چپ کرنا واجب ہو جاتا ہے

مسئلہ ہشتاد و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن امام کے منبر پر چڑھنے سے پہلے خطبے واسطے
بیٹھنا مستحب نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
وفيه استحباب الجلوس للخطبة اول صعوده حتى يؤذن المؤذن وهو مستحب عند
الشافعي ومالك والجمهور وقال ابو حنيفة لا يستحب یعنی اس حدیث مین ثابت ہے مستحب ہونا جلوس
کا واسطے امام کے منبر پر چڑھنے سے پہلے یہانتک کہ مؤذن اذان دیوے اور وہ مستحب ہے نزدیک شافعی
اور مالک اور جمہور کے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ بیٹھنا مستحب نہین ہے

مسئلہ ہشتاد و ششم
امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن خطبہ بیٹھکر پڑھنا بھی جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وحكى ابن عبد البر اجماع العلماء على ان
الخطبة لا تكون الا قائما لمن اطاقه وقال ابو حنيفة يصح قاعدا یعنی حکایت کیا ہے ابن عبد البر

اَلْمَقْتُوْلُ فِيْ حَرْبِ الْكُفَّارِ فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُوْرُ لَا يُغَسَّلُ وَلَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يُغَسَّلُ وَلَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ يعنی جو شہید کہ کفار کی لڑائی مین قتل کیا جاوے سوا امام شافعی اور مالک اور جمہور کہتے ہین کہ نہ تو اوسکو غسل دیا جاوے اور نہ اوسپر جنازے کی نماز پڑہی جاوے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوسکو غسل دیا جاوے اور نماز جنازے کی اوسپر پڑہی جاوے

مسئلہ نود و ہفتم

امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ سوائے گہاس اور لکڑی وغیرہ کے جو جو زمین سے مسبوجات و غلات و خوشبو وغیرہ پیدا ہو سب مین زکوۃ ہے یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور سلف و خلف کے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہے وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ اَنَّهٗ هَلْ يَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ كُلِّ مَا اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ مِنَ الثِّمَارِ وَالزُّرُوْعِ وَالرَّيَاحِيْنِ وَغَيْرِهَا اِلَّا الْحَشِيْشَ وَالْحَطَبَ وَغَيْرَهُمَا اَمْ يَخْتَصُّ فَعَمَّمَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَخَصَّ الْجُمْهُوْرُ یعنی اختلاف کیا ہے لوگون نے اس بات مین کہ سوائے گہاس اور لکڑی وغیرہ کے جو چیز زمین سے پیدا ہو سب مین زکوۃ واجب ہے یا نہین سو ابو حنیفہ کہتے ہین کہ سب مین واجب ہے اور جمہور کے نزدیک خاص ہے

مسئلہ نود و ہشتم

امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ زکوۃ فطر کی واجب ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَقَالَ جُمْهُوْرُهُمْ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مَعْنَاهُ اَلْزَمَ وَاَوْجَبَ فَزَكٰوةُ الْفِطْرِ فَرْضٌ وَاجِبٌ عِنْدَهُمْ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ هِيَ وَاجِبَةٌ لَيْسَتْ فَرْضًا یعنی جمہور علماء سلف اور خلف کہتے ہین کہ معنے اوسکا یہ ہے کہ وہ زیادہ تر واجب اور لازم ہے سو زکوۃ فطر کی اونکے نزدیک فرض عین ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ واجب ہے فرض نہین

مسئلہ نود و نہم

امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جس شخص کو زکوۃ لینی حلال ہے اوسپر صدقہ فطر کا واجب نہین یعنی جس شخص کو پاس نصاب سے کم مال ہو مثلاً تیس روپیے ہون یا چالیس ہون تو اوسپر صدقہ فطر کا دینا واجب نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِيْهِ دَلِيْلٌ لِلشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُوْرِ فِيْ اَنَّهَا تَجِبُ عَلٰى مَنْ مَلَكَ فَاضِلًا عَنْ قُوْتِهٖ وَقُوْتِ عِيَالِهٖ يَوْمَ الْعِيْدِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا تَجِبُ عَلٰى مَنْ يَحِلُّ لَهٗ اَخْذُ الزَّكٰوةِ یعنی اسحدیث مین دلیل ہے واسطے شافعی اور جمہور کے اس بات مین کہ زکوۃ فطر کی ہے اوس شخص پر جو اپنی قوت اور اپنے عیال کی قوت سے زیادہ مال کا مالک ہو عید کے دن اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جسکو زکوۃ لینی حلال ہے

یہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ صفحہ [illegible] مین ہے

یہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ صفحہ [illegible] مین ہے

یہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ صفحہ [illegible] مین ہے

نے کے) غسل کرنا جائز ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہی انتہی **مسئلہ نود و دوم**
امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ میت کو کفن مین کُرتہ اور عمامہ مستحب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی هٰكَذَا فَسَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ الصَّوَابُ
الَّذِي يَقْتَضِيهِ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ قَالُوا وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَكُونَ فِي الْكَفَنِ قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ
قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يُسْتَحَبُّ قَمِيصٌ وَعِمَامَةٌ يعنی اسیطرح تفسیر کیا ہے اس حدیث کو شافعی اور
جمہور علمانے اور یہی صواب ہے جسکو ظاہر حدیث چاہتا ہی کہتے ہین کہ کفن مین قمیص اور عمامہ
مستحب نہین ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مستحب ہی **مسئلہ نود و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے
ہین کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور سلف و خلف کے چنانچہ امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی مَذْهَبُنَا أَنَّ الْمَشْيَ وَرَاءَ الْجَنَازَةِ أَفْضَلُ مِنْ أَمَامِهَا وَهُوَ قَوْلُ
أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ جُمْهُورُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَجَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ الْمَشْيُ
قُدَّامَهَا أَفْضَلُ یعنی امام ابو حنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور جمہور صحابہ اور
تابعین اور مالک و شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے **مسئلہ
نود و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ نماز جنازے کی مسجد مین نہ پڑہی جاوی سو یہ مسئلہ
اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَقَدِ احْتَجَّ أَبُو حَنِيفَةَ
بِأَنَّ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ لَا تُفْعَلُ فِي الْمَسْجِدِ وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ جَوَازُهَا فِيهِ
یعنی امام ابو حنیفہ دلیل پکڑتے ہین کہ نماز جنازے کی مسجد مین نہ پڑہے جاوے اور مذہب ہمارا اور
جمہور کا یہ ہی کہ جنازے کی نماز مسجد مین پڑہنی جائز ہے **مسئلہ نود و پنجم** امام اعظم صاحب
فرماتی ہین کہ نماز جنازے مین دو سلام کہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی قَالَ جُمْهُورُهُمْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ
وَالشَّافِعِيُّ تَسْلِيمَتَيْنِ یعنی کہا ہے جمہور علما نے فقط ایک ہی سلام کہے اور ابو حنیفہ اور شافعی
وغیرہ کہتے ہین کہ دو سلام کہے **مسئلہ نود و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جو
شہید کافرون کی لڑائی مین قتل کیا جاوے اوسکو غسل دیا جاوے اور اوسپر نماز نہ پڑہی جاوے سو
مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَأَمَّا الشُّهَدَاءُ

٩٢ دیکھو عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی جز ۱ صفحہ ۳۰۶ مین ہے

٩٣ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً جز ۱ صفحہ ۳۰۸ مین ہے

٩٤ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً جز ۱ صفحہ ۳۱۰ مین ہے

٩٥ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً جز ۱ صفحہ ۳۱۳ مین ہے

٩٦ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً جز ۱ صفحہ ۳۱۶ مین ہے

کو لازم ہے کہ آیندہ شرما دین اور اہل حدیث پر اتہام نہ لگاوین اور ایسی بے انصافی نکرین کہ اوسنا الزام
کہاوین اور اپنے کیئے پر پچہتاوین انتہی **تنبیہ** بعضے کندہ ناتراش ناحق شناس
دشمن عقل و نقل یہ کہتے ہین کہ امام نووی جو جمہور کا لفظ بولتے ہین تو مراد اون کی جمہور کے لفظ سے
بعض جگہ مین جمہور علما شافعیہ مراد ہوتے ہین سو **جواب** اس کا یہ ہے کہ یہ محض خیال
فاسد ہے امام نووی کی مراد جمہور کے لفظ سے جمہور شافعیہ ہرگز ہرگز نہین ہین بلکہ جمہور کے
لفظ سے مراد اون کی وہی جمہور علما ہین جو ائمہ مجتہدین کے زمانہ سے پہلے سلف صالحین
صحابہ و تابعین و تبع تابعین گذر چکے ہین یا وہ علما مراد ہین جو کہ مجتہدین کے ہمعصر اور ہم اقران
ہین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اکثر جگہہ مین خود ہی جمہور کی تفسیر سلف
و خلف صحابہ و تابعین و من بعدہم کے ساتھ کر دی ہے چنانچہ ان سو مسائل مذکورہ سے
چوبیس مسائل مین یہان بہی تفسیر اون کی موجود ہے کہ لفظ جمہور سے جمہور سلف و خلف
صحابہ و تابعین و من بعدہم مراد رکہتے ہین پس امام نووی کی کلام مین جمہور سے جمہور شافعیہ
مراد رکہنی دروغ گویم بر روئی تو کا مصداق بنتا ہے اون کی مراد جمہور سے جمہور شافعیہ
ہرگز ہرگز نہین ہین اور نہ کسی جگہ مین اونہون نے جمہور کی یہ تفسیر کی بلکہ جہان جمہور کی
تفسیر کرتے ہین تو اونہین علما کے ساتھ کرتے ہین جو زمانہ مجتہدین سے پہلے گذر چکے
ہین یا جو اون کے ہمعصر ہین اگر کسی کو دعوی ہو تو زیادہ نہین سو مین سے ایک ہی جگہہ
مین جمہور سے جمہور علما شافعیہ ثابت کر دیوی ورنہ خرط القتاد **اور** نیز اگر جمہور سے جمہور
شافعیہ مراد ہوتی تو پہر اون کے مقابلہ مین امام ابو حنیفہ کا نام لینا مناسب نہین تھا
بلکہ اون کے مقابلہ مین حنفیہ کا لفظ بولا جاتا **اور** نیز جہان کہین اون کی مراد جمہور شافعیہ
ہوتے ہین تو وہ خود ہی اون کی تفسیر ساتھ لفظ جمہور اصحابنا کے کر دیتے ہین مطلق جمہور
کا لفظ امام ابو حنیفہ کے مقابلہ مین جہان بولتے ہین تو اوس سے مراد اون کی جمہور شافعیہ
ہرگز ہرگز نہین ہین بلکہ جمہور سلف و خلف صحابہ و تابعین وغیرہم مراد ہین کما مر آنفا **اور** نیز اگر
اوس سے جمہور علما شافعیہ مراد رکہی جاوین تو تمام امت سلف و خلف صحابہ و تابعین و من بعدہم
بہی شافعیہ ٹہرینگے نعوذ باللہ من ذلک استغفر اللہ من هذا التعصب والتصلب

اور سبز زکوۃ واجب نہین ہوتی ہے انتہی **مسئلہ صدم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین
کہ عورت کا صدقہ اس کے خاوند پر واجب نہین بلکہ خود عورت پر واجب ہے عورت خود اپنے پاس
سے ادا کرے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
وقوله ذكر أو أنثى حجة للكوفيين في أنها تجب على الزوجة في نفسها وعند مالك
والشافعي والجمهور يلزم الزوج فطرة زوجته یعنی اس حدیث مین حجت ہے واسطے کوفیون کے
اس بات مین کہ زکوۃ فطر کی عورت پر واجب ہو اور مالک اور شافعی اور جمہور کے نزدیک عورت کا
صدقہ فطر خاوند پر ہے **مسئلہ صد و یکم** امام صاحب فرماتے ہین کہ مسلمان یا غنیون
کے چارپایون اور ہتھیارون کے ساتھ لڑائی مین نفع پکڑنا جائز ہے سو مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ولا يحل الانتفاع بشيء من دوابهم
وسلاحهم في حال الحرب عندنا وعند الجمهور وجوزه أبو حنيفة یعنی نہین ہے جائز ہے
نفع اوٹھانا ساتھ کسی شی کے اونکے چارپایون سے اور ہتھیارون سے لڑائی کی حالت مین نزدیک ہمارے
اور جمہور کے اور جائز رکھا ہے اوسکو امام ابو حنیفہ نے انتہی وعلی ہذا القیاس امام اعظم صاحب کے
مسائل مخالف جمہور علماء سلف وخلف کو اسقدر ہین کہ ہماری تمام عمر اونکے بیان کیواسطے کافی نہین
ہو سکتی ہے بلکہ اُس کی تفصیل کرنا گویا سمندر کو کوزہ سے ناپنا ہے لیکن بطور نمونہ کے ایک سو مسئلہ
امام صاحب کا مخالف جمہور کے ہمنے لکھدیا ہے اگر حنفیہ نے اسپر بھی قناعت نہ کی تو اُن سب مسائل کو علیحدہ
ایک مستقل دفتر مین مفصل بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی ۔ اندکے با تو گفتم وبدل ترسیدم + کہ دل
آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است + آپ حنفی لوگ ان مسائل کو چشم انصاف سے مطالعہ کرکے عبرت
پکڑین اور امام اعظم صاحب کے مذہب سے توبہ کرکے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل شروع کرین مگر
بڑی افسوس کی بات ہے کہ حنفیون کے گھر کا تو یہ حال ہے اور لوگون پر ایسا طعن کرتے ہین اولٹا چور کوتوال
کو ڈانٹے سچ ہے اپنا عیب اگر پہاڑ کے برابر ہو تو تنکے کے برابر بھی نظر نہین آتا اور دوسرے کا عیب اگر تنکے کے
برابر ہو تو پہاڑ کی برابر نظر آتا ہے امام شوکانی وغیرہ کے تو فقط ایک ہی دو مسائل مخالف جمہور ہونے
سے اون کی سب کتابین مردود سمجھی جاوین اور امام اعظم کے اسقدر صد ہا مسائل مخالف جمہور ہونے
سے اون کی کتابین مردود نہ سمجھی جاوین یہ کیسا اندھیر ہے پھر اس اندھیر کا کیا جواب آپ حنفیون

پیر کیسے وہ کہتے ہین سینے کہا کہ ہان سو ابو قتادہ نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہین تحقیق وہ تیر طواف کرنیوالون سے ہے - یعنی یہ بلی ہر وقت گھرون مین ادہر اودہر پہرتی رہتی ہے اور لوگون کی برتنون مین کہاتی پیتی ہر پس اگر اس کو ناپاک کہا جاوے تو خلقت کو اس مین بہت مشکل پڑ جاوے **دوسری حدیث** سنن ابو داؤد مین داؤد بن صالح رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہر وہ اپنی ماں سے روایت کرتا ہر (اور تھی وہ کسی عورت کی لونڈی) اَنَّ مَوْلَاتَهَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلَى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّي فَاَشَارَتْ اِلَيَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلٰوتِهَا اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِفَضْلِهَا یعنی تحقیق اُس کی مالکہ نے اوس کو طعام ہریسہ دیکر حضرت عائشہ کی طرف بہیجا اوسنے کہا کہ مین عائشہ کو نماز پڑہتے ہوئے پایا سو حضرت عائشہؓ نے اشارہ کیا (ہاتھ سے یا سر سے) کہ اس طعام کو یہان رکھدے سو ایک بلی آئی سو اُسنے اوس ہریسہ سے کچھہ کہایا پس جب حضرت عائشہ اپنی نماز سے فارغ ہوئین تو اوسی جگہہ سے کہایا جس جگہہ سے بلی نے کہایا تہا سو عائشہ رضہ نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ بلی ناپاک نہین ہے تحقیق وہ تیر طواف کرنیوالون مین سے ہر اور تحقیق مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جوٹھے کے ساتھ وضو کرتے ہوئے دیکہا ہے **تیسری حدیث** شرح سنہ مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے - سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّاُ بِمَا اَفْضَلَتِ الْحُمُرُ قَالَ نَعَمْ وَبِمَا اَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے کہ کیا ہم گدہون کے جوٹھے سے وضو کرین حضرت صلعم نے فرمایا ہان اور ساتھہ جوٹھے کل درندہ چارپایون کے بہی **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے مکروہ نہین اگر مکروہ ہوتا تو حضرت اُس کے جوٹھے سے وضو نکرتے اس لیے کہ حضرت سے زیادہ پاکیزہ مکروہات سے بچنے والا اور کوئی نہین اور نہ اُوس کو پانی پینے کیواسطے برتن جھکایا جاتا اور نہ حضرت عائشہ رضہ اوس کا جوٹھا کھاتین امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہر کہ یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر پاک ہونے منہہ بلی کے اور پاک ہونے جھوٹے اوس کے اور یہی مذہب ہر امام شافعی اور ہادی کا

۵ ہیچ عین بیع حدیث - مشکوٰۃ - مطبوعہ - ۴۹ - مین ہے

۵۷ حدیث بیہا مشکوٰۃ بع مطبوعہ ۵۱ مین ہے

اور نیز امام نووی بہت جگہہ امام شافعی کے مقابلہ مین جمہور کا لفظ بولتے ہین وہان کیونکر یہ مراد ہوسکے گی

مغالطۂ دوم

اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ قرآن وحدیث کی مخالف نہین جسکو دعوی ہو پیش کرے ایسا ہی لکھا ہے فسخ المبین مین

سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ محض عوام لوگون کو مغالطہ اور دہوکہا دینا ہی اس لیے کہ امام اعظم صاحب کے مسائل تو اسقدر صحیح صحیح حدیثون کی صریح مخالف ہین کہ اگر سب کو بیان کیا جاوے تو ایک بڑا دفتر طیار ہوجاوے اور حیرت مین پڑکر آدمی کی عقل گم ہوجاوے چنانچہ مشتے نمونہ خروار لبطور نمونہ کے امام اعظم صاحب کا ایک سو مسئلہ مخالف صحیح حدیثون کے ظفر المبین حصہ اول مین بیان ہوچکا ہی لیکن چونکہ بعضون کو اوسپر قناعت نہین ہوئی اور اب بہی ہل من مزید کی صدا کرتے ہین لہذا امام اعظم صاحب کا ایکسو مسئلہ صحیح حدیثون کے مخالف اور بیان کیا جاتا ہے تاکہ انشاءاللہ آپ بہی سمجہہ جاوین اور اون کی تقلید سے بازآوین ورنہ اسکے بعد اگر پہر بہی لدینا مزید کا ندا ہو تو انشاءاللہ تعالی ہروقت موجود ہے پہر دوسری وقت سہی صحت باقی یار باقی

مسئلہ اول

ایک مسئلہ امام اعظم صاحب کا مخالف صحیح حدیث کے یہ ہی جو ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ بلی کا جوٹہا مکروہ ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَسُؤْرُ الْهِرَّةِ طَاهِرٌ مَكْرُوهٌ یعنی جوٹہا بلی کا پاک مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم صاحب کا ہی سو امام اعظم صاحب کا یہ مسئلہ مخالف ہی پیغمبر کی ان تین حدیثون کے **پہلی** حدیث موطا اور مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی وغیرہ مین کبشہ بیٹی کعب رض سے روایت ہی اور تہی وہ بیوی ابن ابی قتادہ کی اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءً فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ فَقَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ یعنی تحقیق ابوقتادہ اوسپر داخل ہوے سو ڈالا مین نے واسطے اونکے پانی سو ایک بلی آئی اور اوسسے پانی پینے لگی سو ابوقتادہ نے اوس کے واسطے برتن کو جہکایا (یعنی تاکہ آسانی کے ساتھ بلی پانی پی لیوے) یہانتک کہ اوس بلی نے پانی پی لیا کبشہ کہتی ہین کہ اوس نے مجہکو اپنی طرف نظر کرتے ہوے دیکہا اور کہا کیا تعجب کرتی ہو تو ای بیٹی بہائی کی

۴

۵ یہ حدیث مشکوٰۃ [illegible] میں ہے

نہین ہوسکتا ہے جب تک کہ دونون مین تطبیق ممکن نہو اب یہان ان تینون شرطون مین سے ایک شرط
بہی نہین پائی جاتی نہ ناسخ قوت مین منسوخ کی مساوی ہے اور نہ ناسخ کا منسوخ سے متاخر ثابت ہونا
ممکن ہے اور نہ تطبیق غیر ممکن ہے بلکہ اون مین تطبیق اس وجہ سے ہوسکتی ہے کہ حدیث اَلْهِرَّةُ سَبُعٌ
سے نجاست گوشت کی مراد رکہی جاوے اور حدیثون سے طہارت اوس کے جوٹہے کی مراد رکہی جاوے یا این طور کہ
اس حدیث کے عموم سے بلی کا جوٹہا مخصوص کیا جاوے ساتھ ان حدیثون صحیحہ کے اور تخصیص عام کی
ساتھ خاص کے جائز ہے ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور امام شوکانی
نے نیل الاوطار مین لکہا ہے وَاُجِيْبَ بِاَنَّ حَدِيْثَ الْبَابِ مُصَرِّحٌ بِاَنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ فَيُخَصَّصُ بِهٖ
عُمُوْمُ السِّبَاعِ بَعْدَ تَسْلِيْمِ وُرُوْدِ مَا يَقْتَضِيْ نَجَاسَةَ السِّبَاعِ وَاَمَّا مُجَرَّدُ الْحُكْمِ عَلَيْهَا بِالسَّبُعِيَّةِ فَلَا
يَسْتَلْزِمُ اَنَّهَا نَجَسٌ اِذْ لَا مُلَازَمَةَ بَيْنَ النَّجَاسَةِ وَالسَّبُعِيَّةِ پس ان وجوہ سے دعوی نسخ باطل ہوگیا و
باللہ التوفیق **مسئلہ دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکہا ہے کہ درندے چارپایون کا جوٹہا نجس اور ناپاک ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَسُؤْرُ سِبَاعِ
الْبَهَائِمِ نَجِسٌ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی** حدیث
جابر رضی کی جو مسئلہ اول مین گذر چکی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کل درندے چارپایون کے جوٹہے سے وضو کرنا
جائز ہے **دوسری** حدیث موطا امام مالک اور رزین مین یحیی ابن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرٌو
يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ
لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا وَزَادَ رَزِيْنٌ قَالَ زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِيْ قَوْلِ
عُمَرَ رضہ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهَا مَا اَخَذَتْ فِيْ بُطُوْنِهَا
وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَنَا طَهُوْرٌ وَشَرَابٌ یعنی تحقیق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند سوارون مین (کسی طرف کو)
نکلے اونمین عمرو بن عاص بہی تہے یہانتک کہ ایک حوض پر وارد ہوئے پس عمرو رضہ نے کہا کہ ای
صاحب حوض کے کیا تیرے حوض پر درندے چارپاے بہی پانی پیتے ہین سو عمر بن خطاب رضہ نے کہا کہ ای صاحب
حوض کے ہمکو خبر مت دے پس تحقیق ہم درندون پر وارد ہوتے ہین اور وہ ہمپر وارد ہوتے ہین (یعنی انکا
جوٹہا ہم پیتے ہین اور وہ ہمارا جوٹہا پیتے ہین) اور عمر رضہ کے قول مین بعض راویون نے یہ بہی زیادہ کیا

اور حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین
مانتے تو اس کا اُنکے پاس کچھ جواب نہین لاچار ہوکر وہ اسکا یہ جواب دیتے ہین۔ کہ یہہ
حدیثین منسوخ ہین ساتھ حدیث الہرۃ سبع کے ایسا ہی لکھا ہے صاحب ہدایہ نے **سو جواب**
اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہ کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے پس استدلال کرنا اُسسے صحیح نہین ہے جیسا
کہ امام شوکانی نے لکھا ہے وَاَیضًا حَدِیثُ اَبِی ہُرَیرَۃَ الَّذِی اِستَدَلَّ بِہٖ اَبُو حَنِیفَۃَ فِیہِ مَقَالٌ
یعنی جس حدیث کے ساتھ ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے اُس مین کلام ہے **دوم** یہ کہ اگر اس کو بفرض
محال صحیح بھی مانا جاوے تو ہم کہتے ہین کہ یہ حدیثین منسوخ نہین ہین بلکہ حدیث الہرۃ سبع کی منسوخ
ہے ساتھ ان حدیثون کے فما ھو جوابکم فھو جوابنا **سوم** اس حدیث کو ناسخ تو جب ٹھہرایا جاتا
کہ اون حدیثون سے بلی کے گوشت کی حلت ثابت ہوتی سوا وسمین اس بات کا کہین پتہ نہین بلکہ اس سے
تو فقط اوسکے جھوٹے کی حلت وطہارت معلوم ہوتی ہے اور اس مین اُس کے گوشت کا حکم ہے سو جب
شارع علیہ السلام نے اوس کے جھوٹے کو پاک ٹھہرایا تو اب ان نصوص صریحہ کے مقابلہ مین اُس کے
جھوٹے کو اوس کے گوشت پر قیاس کر لینا فاسد ہے **چہارم** یہ کہ جب طواف کی علت سے اوس کے جھوٹے
کی نجاست جاتی رہے تو اسی علت کی وجہ سے اوس کی کراہت بطریق اولی جاتی رہیگی پھر یہ کیسے
ممکن ہے کہ اس علت سے ایسا بڑا حکم نجاست کا جاتا رہے اور کراہت کا حکم اس علت سے باقی رہے
پھر نجاست کو دفع کرنے کی کیا حاجت تھی جب کراہت باقی رہے **پنجم** یہ کہ نسخ کے باب مین تین شرطون
کا ہونا ضروری ہے بغیر اُنکے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہے **اول** یہ کہ ناسخ اور منسوخ قوت اور صحت
مین مساوی ہون **دوم** ناسخ کا منسوخ سے متاخر ہونا ثابت ہو جاوے **سوم** ناسخ اور منسوخ مین
تطبیق ممکن نہو چنانچہ نخبہ اور اوس کی شرح مین لکھا ہے وَاِن عُورِضَ بِمِثلِہٖ فَاِن اَمکَنَ الجَمعُ
فَھُوَ النَّوعُ المُسَمّٰی بِمُختَلِفِ الحَدِیثِ وَاِن لَّم یُمکِنِ الجَمعُ فَلَا یَخلُو اِمَّا اَن یُّعرَفَ التَّارِیخُ
اَوْ لَا فَاِن عُرِفَ وَثَبَتَ المُتَاَخِّرُ فَھُوَ النَّاسِخُ وَالاٰخَرُ المَنسُوخُ اور امام الکلام مین لکھا ہے
وَاَمَّا ثَانِیًا فَلِاَنَّ دَعوَی النَّسخِ اِنَّمَا یُحتَاجُ اِلَیھَا اِذَا تَعَذَّرَ الجَمعُ بَینَھُمَا قَالَ الحَازِمِیُّ فِی
کِتَابِ النَّاسِخِ وَالمَنسُوخِ اِدِّعَاءُ النَّسخِ مَعَ اِمکَانِ الجَمعِ بَینَ الحَدِیثَینِ عَلٰی خِلَافِ الاَصلِ
اِذ لَا عِبرَۃَ بِمُجَرَّدِ التَّرَاخِی انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ محض متاخر ہونا بھی ثبوت نسخ پر دلیل

کو نہین مانتے تو وہ حدیث اِسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ کو دلیل لاتے ہین یعنی بچو بول سے **سو جواب** اوس کا
یہہ ہے کہ اس حدیث مین عام طور پر بول مراد نہین ہو بلکہ اوس مین مراد فقط پیشاب آدمی کا ہے چنانچہ امام
شوکانی نے نیل الاوطار مین فتح الباری سے نقل کیا ہو قَالَ الْبُخَارِيُّ وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ فَنَا
التَّعْرِيفُ فِي الْبَوْلِ لِلْعَهْدِ وَالْاَلِفُ وَاللَّامُ بَدَلٌ عَنِ الضَّمِيرِ یعنی تعریف بول کی واسطے عہد کے
ہے یا الف اور لام بدل ضمیر سے ہے اور اگر بالفرض اوس کا عموم **بھی تسلیم کیا جاوے**
تو یہہ حدیث اوس کی عموم کی مخصص ہو جاویگی اور یہ تخصیص جائز ہے کئی وجہ **اول**
یہ کہ چارون امامون کی نزدیک تخصیص عام کتاب اللہ کی ساتھ خبر واحد کے مطلقًا جائز ہے خواہ پہلے
اوس کی قطعی کی ساتھہ تخصیص ہو چکی ہو یا نہوئی ہو چنانچہ مولوی عبد الحی **نے اپنے**
رسالہ امام الکلام کے حاشیہ مین لکھا ہے وَاَمَّا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ فَقَالَ بِجَوَازِهِ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ
یعنی لیکن ساتھہ خبر واحد کے پس جائز رکھا ہے چارون امامون نے انتہی **دوم** اسوجہ سے کہ یہہ اختلاف
تخصیص کا اسیوقت مین ہے جبکہ وہ عموم متواترات کا ہو اور جب کہ وہ عموم خبر واحد کا ہو تو اوس کی
تخصیص ساتھہ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہے چنانچہ تلویح مین لکھا ہے لٰکِنَّ الْخِلَافَ اِنَّمَا هُوَ فِي
عُمُوْمَاتِ الْكِتَابِ انتہی اب اس مین کلمہ انما کا صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ خبر واحد کے عموم کی تخصیص
کرنا بالاتفاق جائز ہے اور یہان بھی یہ عموم خبر واحد کا ہے پس تخصیص اوس کی ساتھہ خبر واحد کے جائز ہے
اتفاقًا **سوم** اسوجہ سے کہ قطعیت عموم کی باعتبار الفاظ او ر متن کے ہے نہ باعتبار معنی اور دلالت
کی بلکہ وہ باعتبار معنی کی ظنی ہے اور تخصیص ساتھہ خبر واحد کی معنی مین واقع ہوتی ہے نہ متن مین پس
قطعیت عام کی تخصیص خبر واحد ظنی کی منافی نہین هكذا احققہ العلامۃ فی التلویح **مسئلہ پنجم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے کہ ہدایہ و مرقات وغیرہ مین لکھا ہے کہ وَلَا تَرْجِيعَ فِيهِ یعنی
اذان مین ترجیع جائز نہین ہے **فائدہ** ترجیع اسکو کہتے ہین کہ اذان مین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو چار چار مرتبہ کہے اول دو مرتبہ آہستہ آواز سے کہے
اور پھر دو مرتبہ اونکو بلند آواز سے کہے جیسا کہ حدیث مین بیان اس کا ابھی آتا ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کی جو کہ صحیح مسلم مین ابی محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے قَالَ اَلْقٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ قُلْ

ہی کہ تحقیق مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے ہیے جو درندون نے اپنے پیٹون مین لے لیا وہ اونکا ہیا اور جو باقی بچ رہا وہ ہماری واسطے پاک پانی ہی اور پینے والا **تیسری** حدیث ابو سعید خدری کی جو مسئلہ سوم مین ابہی آتی ہے **مسئلہ سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہی کہ جوٹہا گدہے کا پلید اور ناپاک ہی عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَسُؤْرُ الْحِمَارِ وَالْبَغْلِ مَشْكُوكٌ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ نَجِسٌ تَرْجِيحًا لِلْحُرْمَةِ وَالنَّجَاسَةِ یعنی جوٹہا گدہے اور خچر کا مشکوک ہی اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ وہ نجس اور ناپاک ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی** حدیث جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی جو مسئلہ اول مین گذر چکی ہی **دوسری** حدیث ابن ماجہ مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ عَنِ الطُّهْرِ مِنْهَا فَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَتْ فِي بُطُونِهَا وَلَنَا مَا غَبَرَ طَهُورٌ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے اون حوضون سے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہین وارد ہوتی ہین اوپر اونکے درندے اور کتے اور گدہے سو حضرت نے فرمایا ہی اونہون نے اپنے شکمون مین اوٹہا لیا سو اونکا ہوا اور جو باقی بچ گیا وہ ہمارے واسطے پاک پانی ہے **مسئلہ چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ جن چیزون کا گوشت کہایا جاتا ہی اون کا بول ناپاک ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَأَصْلُهُ أَنَّ بَوْلَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ عِنْدَهُ نَجِسٌ عِنْدَهُمَا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کی جو کہ مسند امام احمد اور دارقطنی مین براء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَفِي رِوَايَةِ جَابِرٍ قَالَ مَا أُكِلَ لَحْمُهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہی کوئی خوف ساتہہ بول اوس چیز کے جسکا گوشت کہایا جاتا ہی اور جابر کی روایت مین یہ ہی کہ آپنے فرمایا جس چیز کا گوشت کہایا جاوے اوس کے پیشاب کا کچہہ ڈر نہین ہے اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہی لیکن تعدد طرق سے درجہ حسن لغیرہ کو پہونچ گئی ہی **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جن جانورون کا گوشت کہایا جاتا ہے اونکا بول بہی پاک ہے اور امام نووی نے روضہ مین لکہا ہی کہ یہی مذہب ہے امام مالک اور احمد اور محمد کا کذا فی حاشیۃ المشکوۃ اور حنفیہ جو اس حدیث

بن زید کے اول استبداد زمانہ کے ہزار دراق ... پر یہ عمل تمام مکے اور مدینے والون اور سب شہرون کا

تنبیہ حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو اوس کا جواب یہ دیتے ہین کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو واسطے تعلیم کے چار مرتبہ سکہلایا تہا **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہ کہ جب آپکو تعلیم کی غرض تہی تو پہر فقط شہادتین ہی پر آپنے کیون اکتفا فرمایا اور دوسری کلمات کو چار چار مرتبہ کیون نہین دوہرایا فقط ان کی تخصیص کی کیا وجہ ہے **دوم** اذان کی سکہلانے اور تعلیم کا موقع تو اول ہی مین تہا جب کہ اذان شروع ہوئی تہی اور بعد اوس کے تو تمام جہان مین مشہور ہو گئی تہی پہر اب آٹھوین سال مین ہجرت کی تعلیم کا کیا معنی ہوا **سوم** ابو داؤد کی روایت مین یہ آگیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو فرمایا پہلے دو مرتبہ مین اپنی آواز کو پست کر اور پہر دونو شہادتین کی اپنی آواز کو بلند کر تخفض بہا صوتک ثم ترفع صوتک بالشہادۃ تو سا تہہ خطاب کے صریح موجود ہے پس اگر تعلیم کی غرض ہوتی تو اول دو مرتبہ مین آواز پست کرائی اور پہر دو مرتبہ مین آواز بلند کرائی کو کوئی معنے نہ تہے کیا تعلیم کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ ایک بار آہستہ آواز سے کہلواتے اور ایک بار بلند آواز سے کہلوائی کہان تعلیم اور کہان یہہ صورت اس کو تعلیم سے کیا علاقہ **چہارم** ابو داؤد و ترمذی و دارمی وغیرہ کی روایت مین خود ابی محذورہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو اذان انیس کلمے سکہلائے اور اقامت کو سترہ کلمے سکہلائے پس اگر تعلیم تہی تو اونہون نے انیس کلمے کہان سے بنائے سترہ کلمے کہنے لازم تہے پس اسکو تعلیم ٹہرانا دروغ گویم بر روئی تو کا مصداق بنانا ہے اور نیز یہہ ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے پہر سترہ کلمے بہی تعلیم ہی سمجہے جاوینگے اور اوسکی اقامت کی کلمات دو دو چار چار مرتبہ کہنے پر استدلال صحیح نہین ہوگا حالانکہ حنفیہ اسی حدیث سترہ کلمے والی سے اقامت کے کلمات دو دو چار چار مرتبہ کہنے پر دلیل لاتے ہین بما ہو حجۃ لکم فہو حجۃ علیکم پس معلوم ہوا کہ حنفیون کی یہ تاویل قطعا باطل ہے

مسئلہ ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ مرقات وغیرہ مین لکہا ہے کہ اقامت نماز مین سوا تکبیر کے اور سب کلمات کو فقط ایک ایک بار یعنی گیارہ کلمے کہنا جائز نہین بلکہ جتنے جتنے مرتبہ اذان مین سب کلمات کہے جاتے ہین یعنی سترہ کلمے اقامت کے وقت بہی ویسے ہی اوسیقدر کلمات کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے پیغمبر کی ان دو حدیثون کے **پہلی** حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نفس نفیس سے مجکو اذان سکھلائی سو آپنے فرمایا کہ کہو اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہی اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوای خدا کے گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے خدا کے گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ تحقیق محمد رسول اللہ کے ہین گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ تحقیق محمد رسول اللہ کے ہین بہر دوبارہ کہو تو گواہی دیتا ہون مین کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے گواہی دیتا ہون مین کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول اللہ کے ہین گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول اللہ کے ہین آو طرف نماز کی آو طرف نماز کی آو طرف نجات کی آو طرف نجات کی اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہی نہین کوئی معبود برحق سوای اللہ کے

فائدہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ حُجَّةٌ بَلِيْغَةٌ وَّدَلَالَةٌ وَّاضِحَةٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ التَّرْجِيْعَ فِي الْاَذَانِ ثَابِتٌ مَّشْرُوْعٌ وَّهُوَ الْعَوْدُ اِلَى الشَّهَادَتَيْنِ مَرَّتَيْنِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بَعْدَ قَوْلِهِمَا بِخَفْضِ الصَّوْتِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْكُوْفِيُّوْنَ لَا يُشْرَعُ التَّرْجِيْعُ عَمَلًا بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَيْدٍ فَاِنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ تَرْجِيْعٌ وَّحُجَّةُ الْجُمْهُوْرِ هٰذَا الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ وَالزِّيَادَةُ مُقَدَّمَةٌ مَعَ اَنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ هٰذَا مُتَاَخِّرٌ عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ فَاِنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ سَنَةَ ثَمَانٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ حُنَيْنٍ وَّحَدِيْثَ ابْنِ زَيْدٍ فِيْ اَوَّلِ الْاَمْرِ وَانْضَمَّ اِلٰى هٰذَا كُلِّهٖ عَمَلُ اَهْلِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَسَائِرِ الْاَمْصَارِ یعنی اس حدیث مین ابی محذورہ کی بڑی حجّت اور دلیل واضح ہی واسطے مذہب مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کے اسپر کہ اذان مین ترجیع ثابت اور جائز ہے اور پہر آنا طرف شہادتین کی دو دو مرتبہ ساتہ بلند آواز کی بعد کہنے اون کے ساتہ آہستہ آواز کے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ترجیع جائز نہین ہے واسطے عمل کرنے کے ساتہ حدیث عبد اللہ بن زید کے اس لئے کہ اوس مین ترجیع کا ذکر نہین اور دلیل جمہور کی یہ حدیث صحیح ہی اور زیادتی مقدم ہے باوجود اس کے کہ حدیث ابی محذورہ کی متاخر ہے عبد اللہ

کہنے کی ممانعت ثابت نہین ہوتی بلکہ دونون طرح سے جائز ہے کبھی اسطرح سے اور کبھی اوسطرح فرمادیا
ایک سے دوسرے طریق کی ممانعت ثابت نہین ہوتی ورنہ بلال کی حدیث سے بھی شترہ کلمے کی
ممانعت ثابت ہوجاویگی اور اس کا حنفی کچھہ جواب نہین دے سکتے ہین انشاء اللہ تعالی فما ہو جوابکم فہو جوابنا
علاوہ ازین حدیث افراد اقامت کی نہایت درجے کی صحیح ہے اس لئے کہ متفق علیہ ہے اس لیئے اسکو
ہر وجہ سے ترجیح ہے اور نیز اگر اوسی افراد اقامت کی ممانعت نکالی جاوے تو ترجیع اذان مین واجب ہوجاوے
گی اور بلال وغیرہ کی اذان جو شترہ کلمے کہنے مین بالکل ممنوع ہوجاویگی اس لئے کہ بلال وغیرہ کی حدیث
مین تثنیہ اذان کا بیان بھی افراد اقامت کے ساتھہ ہی مذکور ہے دونون کا حکم ایک ہی سلسلہ مین
مسطور ہے پس اگر ممانعت ہوگی تو دونون کی ہوگی نہ فقط ایک کی پس دونون شقون مین سے حنفیہ جسکو
اختیار کرین گے سخت مشکل درپیش آویگی اور اہل حدیث کا مطلب ثابت ہوجاویگا وباللہ التوفیق **مسئلہ
ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث صحیح کی یہ ہے جو ہدایہ مرقات درمختار وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے کہ بول اور پایخانہ کیوقت قبلے کیطرف مُنھہ کرنا یا پیٹھہ دینا عمارتون کے اندر بھی جائز نہین
عمارتین اور میدان حرمت مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف
ہے ان چار حدیثون کے پہلی **حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ یعنی ابن عمر نے کہا کہ مین اپنے کسی کام
کے لئے حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا سو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلے کیطرف پیٹھہ کر کے شام کی
طرف مُنھہ کرکے پایخانہ پھرتے ہوئے دیکھا **دوسری حدیث** مسند امام احمد اور ابن ماجہ مین عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ اَنَّ اُنَاسًا يَكْرَهُونَ اِسْتِقْبَالَ
الْقِبْلَةِ بِفُرُوجِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَقَدْ فَعَلُوْا حَوِّلُوْا بِمَقْعَدِيْ اِلَى الْقِبْلَةِ
یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی یہ بات کہ لوگ اپنے فرجون کے ساتھہ قبلے کیطرف مُنھہ کرنیکو
مکروہ جانتے ہین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اونہون نے یہ کام کیا ہے اونہون نے میری بیٹھک کو
قبلے کی طرف پھیر دیا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسناد اس حدیث کی حسن ہے **تیسری
حدیث** ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ نَهَى رَسُوْلُ

قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَ
أَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ یعنی انس نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے آگ اور ناقوس کو ذکر کیا (یعنی اذان
شروع ہونے سے پہلے صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے جسسے سب لوگ نماز کیوقت
جمع ہو جایا کرین سو کسی نے تو یہ کہا کہ نماز کیوقت آگ جلایا کرو اور بعضون نے کہا کہ نصاری کی طرح
ناقوس بجاؤ اوس کی آواز سنکر لوگ جمع ہو جایا کرین گے اور بعضون نے کچھہ اور کہا یہانتک کہ اذان شروع
ہوگئی) پس حکم کیا گیا بلال کو کہ اذان کے کلمات کو دوہرا کر کہا کرے اور اقامت کو ایک ایک کلمہ کہا کرے

دوسری حدیث ابوداؤد اور نسائی اور دارمی مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کَانَ
الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً
غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے مین اذان کے کلمے دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے اور اقامت کے کلمے ایک ایک مرتبہ مگر وہ کہتے قد قامت
الصلوۃ کو دو مرتبہ **فائدہ** امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین لکھا ہے کہ مذہب شافعی اور احمد اور
جمہور علما کا یہہ ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمے ہین انتہی اور
امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین لکھا ہے کہ حکمت اذان کے مکرر کہنے
اور اقامت کے ایکبار کہنے مین یہہ ہے کہ اذان واسطے اطلاع دینے غائب لوگون کے ہے پس اس کے کلمات کو
دوبارہ کہا جاوے تاکہ دور والے لوگون کو اچھی طرح اطلاع ہو جاوے اور اقامت واسطے حاضر لوگون کے
ہے پس اس کے کلمات کو دوبارہ کہنے کی کچھہ حاجت نہین ہے انتہی اور حاشیہ مشکوۃ مین لکھا ہے هٰذَا دَلِيْلٌ
عَلٰى أَنَّ الْإِقَامَةَ فُرَادٰى وَهُوَ مَذْهَبُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَإِلَيْهِ
ذَهَبَ الزُّهْرِيُّ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَأَحْمَدُ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ
اقامت کا ایک ایک کلمہ ہے اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا صحابہ اور تابعین سے اور یہی مذہب ہے زہری
اور امام مالک اور امام شافعی اور اوزاعی اور احمد کا انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے
تو وہ اس حدیث ابی محذورہ سے سند لاتے ہین جو اوپر گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو
اقامت کے سترہ کلمے تعلیم فرمائے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث سے ایک مرتبہ اقامت

اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل وغیرہ کا اسیطرح اور فتح الباری مین لکھا ہے وَلَوْلَا اَنَّ حَدِیْثَ ابْنِ عُمَرَ دَلَّ عَلٰی تَخْصِیْصِ ذٰلِکَ بِالْاَبْنِیَۃِ لَقُلْنَا بِالتَّعْمِیْمِ لٰکِنَّ الْعَمَلَ بِالدَّلِیْلَیْنِ اَوْلٰی مِنْ اِلْغَاءِ اَحَدِهِمَا **تنبیہ** بعض حنفیہ ان حدیثون کا یہ جواب دیتے ہین کہ یہہ حدیثین منسوخ ہین یا واسطے کسی عذر کے تہا یا حضرت کا یہ خاصہ ہے دوسرے کو جائز نہین یا پاخانہ سے کہڑے ہو کر قبلے کی طرف منہہ کیا ہوگا راوی نے خیال کیا کہ پاخانے پہر رہے ہین وغیرہ جوابات سو

جواب اول اعتراض کا یہہ ہے کہ یہہ دعوی نسخ کا مردود ہے اسپر کوئی دلیل نہین ہے اور بیان اس کا مسئلہ اول مین گذر چکا ہے اور اس کا جواب امام نووی کی کلام مین ہی ابہی آچکا ہے اور حدیث جابر کی جو مذکور ہو چکی وہ بہی اس نسخ کے بطلان پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اوسی معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے نوین سال تک یہی حکم جاری رہا پہر ممانعت کس وقت مین ہوئی اور نیز جب دعوی نسخ کا کیا تو اوس مین جواز کا اقرار خود آچکا اب دلیل نسخ مدعی نسخ کی ذمہ مین رہے اور نیز ابن عمر اگر حضرت کو نہی سے پہلے دیکہتے تو پہر خود عمارتون مین قبلے کی طرف منہہ کرنیکو کیون جائز رکہتے **اور** دوم اور سوم اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہہ محض احتمال ہین ان کی کوئی دلیل نہین ہے پس انکا کچہہ اعتبار نہین خاصکر حدیثون صحیحہ صریحہ کے مقابلہ مین تو بالکل کالعدم ہین اور نیز حدیث عائشہ کی اور عبد اللہ بن عمر کی جو مذکور ہو چکی ہین وہ بہی اس خاصہ اور عذر کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہین اس لئے کہ جب آپ خود لوگون کی قبلے کی طرف منہہ نکرنے پر ناخوش ہوئے تو پہر یہہ عذر بدتر از گناہ پیش لانے سے کیا فائدہ جب ناخوش ہوئے تو گویا لوگون کو حکم استقبال کا دیا پس خاصہ اور عذر راستی باطل ہو گیا اور اگر خاصہ تہا تو عبد اللہ بن عمر قبلے کی طرف منہہ کر کے کیون پیشاب کرتے چہ جائیکہ اصول مین بالاتفاق مقرر ہو چکا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خاص سبب اور حادثہ کا کما فی التلویح وغیرہ پس اگر ایسے احتمال بے دلیل سے خاصہ کا حکم لگا دیا جاوے تو کوئی فعل آنحضرت کا لائق عمل نہین رہیگا سب خاصہ ہو جاوینگے اور یہہ بالاجماع باطل ہے اور نیز فتح الباری مین لکھا ہے وَدَعْوٰی خُصُوْصِیَّۃِ ذٰلِکَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا دَلِیْلَ عَلَیْهَا اِذِ الْخَصَائِصُ لَا تَثْبُتُ بِالْاِحْتِمَالِ اور چہارم اعتراض کا جواب یہہ ہے کہ ابن عمر سے خود صحیح مسلم مین موجود ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر پاخانہ بیٹہے ہوئے دیکہا وہ حدیث یہہ ہے فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰی لَبِنَتَیْنِ الحدیث

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلۃ ببول فرأیتہ قبل ان یقبض بعام یستقبلہا
واسنادہ حسن یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسسے کہ منہہ کرین ہم طرف قبلے کی
ساتھ بول کے پس دیکھا مین نے آپ کو انتقال سے ایک سال پہلے قبلے کی طرف منہہ کیے ہوئے **چوتھی حدیث** ابوداؤد وغیرہ مین مروان اصفر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال رأیت ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہ اناخ راحلتہ مستقبل القبلۃ ثم جلس یبول الیہا فقلت یا ابا
عبد الرحمن الیس قد نہی عن ذلک فقال بلی انما نہی عن ذلک فی الفضاء فاذا کان
بینک وبین القبلۃ شیء یسترک فلا بأس بہ یعنی دیکھا مین نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو
کہ بٹھلایا سواری اپنی کو سامنے قبلے کے پھر اوسطرف پیشاب کرنے کو بیٹھ گیا سو مین نے کہا (مروان کا قول
ہے) ای اباعبدالرحمن (ابن عمر کی کنیت ہے) کیا اسسے منع نہین کیا گیا اوس نے کہا ہان اسسے فقط
میدان ہی مین منع کیا گیا ہے اور جب کہ ہو تیرے اور قبلے کے درمیان مین کوئی ایسی چیز ہو جو تجھکو
پردہ کر رکھے تو اوسکیطرف منہ سامنا کرنیمین کوئی ڈر نہین ہے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکھا ہے فہذہ احادیث صحیحۃ مصرحۃ بالجواز فی البنیان وحدیث ابی ایوب
وسلمان وابی ہریرۃ وغیرہم وردت بالنہی فیحمل علی الصحراء لیجمع بین الاحادیث
ولاخلاف بین العلماء بانہ اذا امکن الجمع بین الاحادیث لا یصار الی ترک بعضہا
بل یجب الجمع بینہا والعمل بجمیعہا وقد امکن الجمع علی ما ذکرنا فوجب المصیر الیہ
یعنی یہہ حدیثین صحیح تصریح کرتی ہین ساتھ جائز ہونے کے عمارتون مین اور حدیث ابوایوب اور
سلمان اور ابوہریرہ وغیرہ کے مطلق نہی مین وارد ہوئی ہین پس اون کو میدان پر محمول کیا جاویگا تاکہ
حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ جب حدیثون مین تطبیق ممکن ہو تو بعض کو
ترک کرنا جائز نہین ہے بلکہ سب مین تطبیق دینا اور سب پر عمل کرنا واجب ہے اور یہان تطبیق ممکن ہے
جیسا کہ ذکر کیا ہے ہمنے پس واجب ہے پھرنا طرف اوس کی انتہی یا جواز کی حدیثین ممانعت کی حدیثون کی
عموم کی مخصص ہو جاوینگی ساتھ اون وجوہات کے جو مسئلہ چہارم مین مذکور ہو چکی ہین پس یہ صورت
ممانعت عمارتون کو شامل نہوگی اور عمارتون مین قبلے کیطرف سامنا کرکے بول یا پاخانے بیٹھنا جائز ہے
اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور عباس رض

یا فرماتے یا کوئی نکوئی صحابہؓ مین سے ہی ۷۴ کرتا پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کے بدلے اور کوئی لفظ

یعنی اللہ اکبر کہنے سے کلام وغیرہ سب کام دنیا کے حرام ہو جاتے ہین اور سلام کہنے سے سب کام حلال ہو جاتے ہین **فائدہ** اسی قسم کی اور بھی بہت حدیثین ہین ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین اللہ اکبر کہتے تھے اللہ اعظم یا اللہ اجل وغیرہ الفاظ تعظیم کے کبھی آپ نے نماز مین نہین کہے اور اصل اس مین توقیف ہے اوسی پر جو شارع علیہ السلام نے کیا اگر تکبیر کو بجے اور کوئی لفظ کفایت ... کرتا اور آپ نے فرمایا صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي یعنی نماز پڑہو جیسے کہ مجکو نماز پڑھتے دیکھتے ہو امام نووی نے لکھا ہے کہ لفظ تکبیر کا اللہ اکبر ہے اور یہ بالاجماع جائز ہے اور ابو حنیفہ نے جائز رکہا ہے ہر لفظ کو جسمین تعظیم ہو اور مخالف ہوگئے اپنے اوس کے جمہور علماء سلف اور خلف کے انتہے ملخصاً **مسئلہ نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف صحیح حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ نماز مین دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے باندھے ناف سے اوپر نہ باندھے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَيَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح ابن خزیمہ مین وائل بن حجرؓ سے روایت ہے قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ کہا اوس نے کہ نماز پڑھی مین نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رکہا آپ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائین ہاتھ پر اوپر سینہ اپنے کے انتہی اور برخلاف اوس **حدیث** کے جو کہ بخاری مین سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ یعنی اوس نے کہا کہ آدمی حکم کیے جاتے تھے اس بات کا کہ رکھے مرد داہنا ہاتھ کو بائین کی ذراع پر نماز مین **فائدہ** بخاری کی اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین ناف سے اوپر ہاتھ باندہے اس لئے کہ جب بائین ہاتھ کی ذراع پر داہنا ہاتھ رکہکر ناف کے نیچے رکہے گا تو قیام مین سیدہا کہڑا ہرگز نہین ہوسکے گا حالانکہ قیام قطعی فرض ہے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ رکہے دونون ہاتھون کو اپنے سینے سے نیچے ناف سے اوپر اور یہہ ہے مذہب مشہور ہمارا اور ساتہہ اسی کے قائل ہین جمہور علما انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند علی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث لاتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ نماز مین ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سنت سے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے

پس خود اس حدیث مین دو انگیٹھون پر بیٹھے ہوی دیکھنا موجود ہے تو پھر اس احتمال کے باطل ہونے مین کیا شک باقی ہی **مسئلہ ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف صحیح حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر نماز مین تکبیر یعنی اللہ اکبر کے بدلے کوی اور لفظ تعظیم کا کہہ لیوے تو جائز ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے فَاِنْ قَالَ بَدَلَ التَّكْبِيْرِ اَللّٰهُ اَجَلُّ اَوْ اَعْظَمُ اَوِ الرَّحْمٰنُ اَكْبَرُ اَوْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ غَيْرَهُ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَجْزَاهُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنے اگر تکبیر کے بدلے اللہ اجل یا اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ یا کوی اور اسم اللہ تعالی کا کہہ لیوے تو جائز اور کافی ہے نزدیک ابوحنیفہ کے انتہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی پیغمبر کی کئی صحیح حدیثون کے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین اللہ اکبر کہتے تھے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور ترمذی مین ابوحمید رضہ سے روایت ہی ایک حدیث طویل مین بلفظ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ **دوسری حدیث** طبرانی وغیرہ سنن مین رفاعہ بن رافع رضہ سے روایت ہے فِيْ قِصَّةِ الْمُسِيْءِ صَلٰوتَهٗ بِلَفْظِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ الحديث یعنی پھر آپنے کہا اللہ اکبر **تیسری حدیث** طبرانی وغیرہ مین حکم بن عمیر ثمالی رضہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَلَا تُخَالِفُ اٰذَانَكُمْ ثُمَّ قُوْلُوْا اَللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ الحديث **چوتھی حدیث** صحیح مسلم اور بزار مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ الحديث **پانچوین حدیث** بیہقی مین ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقُوْلُوْا اللّٰهُ اَكْبَرُ انتہے **چھٹی حدیث** ابوداود اور ترمذی اور دارمی وغیرہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنجی نماز کی پاک ہونا ہے اور حرام کرنا اسکا اللہ اکبر کہنا ہے اور حلال کرنا اسکا سلام کہنا ہے

اِسْتَ قَادِیکُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِیْ قَمِیْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَیْءٍ فَرَحِیْ بِذٰلِكَ الْقَمِیْصِ یعنی ہم
پانی کو مکان بیرہتے ستھے جو آدمیون کی گذرنے کی جگہہ تہی ہمارے پاس سوار آتے تہے ہم اونکو لوگون کا
حال پوچہتے تہے اور یہہ مرد یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہین پس وہ کہتے تہے کہ وہ مرد یعنی پیغمبر
کہتا ہے کہ مجہکو اللہ نے رسول کرکے بہیجا ہے اوس کی طرف ایسا حکم آتا ہے اور اوس کیطرف حکم آتا ہے سو مین
اوس کلام کو یاد رکہتا تہا پس گویا کہ وہ کلام میرے سینہ مین جم جاتی تہی اور عرب کے لوگ مسلمان ہونے مین
فتح کی انتظار کر رہی تہی (یعنی جب اس کی فتح ہوجاویگی تو ہم بہی اسلام لے آوینگے) اسکو اور اوس کی
قوم کو چہوڑ دو اور آخر کار دیکہو کیا ہوتا ہے اگر اپنی قوم پر یہ غالب آگیا تو بیشک یہ نبی سچا ہے سو جب فتح
مکے کی لڑائی ہوئی تو ہر قوم نے اسلام کیطرف جلدی کی اور مسلمان ہوگئے اور میری قوم مین سب سے پہلے
میرا باپ اسلام لایا سو جب وہ پیغمبر کی پاس سے آیا تو اوس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین تمہارے پاس نبی کے
نزدیک سے حق لایا ہون سو کہا کہ نماز پڑہو اسطرح ایسے ایسے وقت مین اور نماز ایسے فلان فلان وقت
مین سو جب نماز کا وقت آوے تو ایک تمہین سے اذان کہے اور چاہیے کہ امامت کراوے تمہاری جو تم مین
قرآن زیادہ جانتا ہو سو نظر کی اونہون نے پس مجہسے زیادہ تر قرآن جاننے والا کوئی نہین تہا اسواسطے
کہ مین سوارون سے سیکہتا رہتا تہا سو اونہون نے مجہکو اپنے آگے کیا یعنی امام بنایا اور مین اوس وقت
چہہ برس کا تہا یا سات برس کا اور مجہپر ایک چادر تہی کہ جب مین سجدہ کرتا تہا تو اکٹہی ہوجاتی تہی (بسبب چہوٹے
ہونے اُس کے اور میرے چوتڑ ننگے ہوجاتے تہے) سو قوم مین سے ایک عورت نے کہا کہ کسواسطے نہین
ڈہانپتے تم ہمسے چوتڑ اپنی امام کے سو اونہون نے میرے واسطے کپڑا خریدکیا اور میرے لئے ایک کرتا بنایا
پس نہین خوش ہوا ہون مین ساتہہ کسی چیز کے جیسا کہ خوش ہوا مین ساتہہ اوس کرتے کے انتہیٰ

فائدہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لڑکے نابالغ کے پیچہے نماز پڑہنی جائز ہے ......

تنبیہ حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی تاویل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اوسکی اطلاع نہین ہوئی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ ظاہر یہی بات ہے کہ آپ کو اوسکی اطلاع ہوگئی
تہی اس لئے کہ کبہی نہ کبہی تو کوئی اون مین سے ضرور ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہوگا اور
اپنی قوم کا حال سناتا ہوگا یہہ کبہی نہین ہوسکتا ہے کہ کبہی کوئی بہی اُن مین سے حضرت کے پاس نہ آیا
ہو پس حضرت کو اوسکی اطلاع ہونا ضرور ہے اور بالفرض نہ بہی ہوئی ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

لائق حجت پکڑنے کے نہین ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَاَمَّا حَدِیْثُ عَلِیٍّ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ وَضْعُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ
فَضَعِیْفٌ مُتَّفَقٌ عَلٰی تَضْعِیْفِہٖ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ رِوَایَۃِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
بْنِ اِسْحَاقَ الْوَاسِطِیِّ وَھُوَ ضَعِیْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ انتہٰی یعنی لیکن حدیث علی کی پس ضعیف ہے اتفاق
کیا گیا ہے اُس کے ضعیف کرنے پر روایت کیا ہے اوس کو دارقطنی اور بیہقی نے ابی شیبہ عبدالرحمن بن
اسحاق واسطی سے اور وہ بالاتفاق ضعیف ہے انتہی پس اب اس حدیث سے حجت پکڑنی جائز نہین
ہے اور بر تقدیر ثبوت اسکے سینہ پر ہاتھ باندہنے کی ممانعت نہین نکلتی ہے فقط اوسی جواز ثابت ہوگا سو
اوس کے ہم بہی قائل ہین کلام اوس کی سنیت اور استحباب مین ہے سو سنیت سینہ پر باندہنے ہی کی
ثابت ہوتی ہے ورنہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سے بہی ممانعت غیر کی ثابت ہوجاوےگی جیسے ناف کے
نیچے ہاتہہ باندہنے بالکل باطل ہوجاوین گے **مسئلہ دہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم رحمہ اللہ کا
مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ لڑکے نابالغ کی امامت اور اُس
کے پیچہے نماز پڑہنی جائز نہین ہے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَلَا یَجُوْزُ لِلرِّجَالِ اَنْ یَّقْتَدُوْا
بِامْرَأَۃٍ اَوْ صَبِیٍّ یعنی نہین جائز ہے واسطے مردون کے اقتدا کرنا ساتہہ عورت کے اور لڑکے کے اور
یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین عمرو بن سلمہ رضی
اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ یَمُرُّ بِنَا الرُّکْبَانُ نَسْأَلُھُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا
ھٰذَا الرَّجُلُ فَیَقُوْلُوْنَ یَزْعُمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَہٗ اَوْحٰی اِلَیْہِ کَذَا فَکُنْتُ اَحْفَظُ ذٰلِکَ الْکَلَامَ
فَکَاَنَّمَا یُغْرٰی فِیْ صَدْرِیْ وَکَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِھِمُ الْفَتْحَ فَیَقُوْلُوْنَ اُتْرُکُوْہُ وَ
قَوْمَہٗ فَاِنَّہٗ اِنْ ظَھَرَ عَلَیْھِمْ فَھُوَ نَبِیٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا کَانَتْ وَقْعَۃُ الْفَتْحِ بَادَرَ کُلُّ قَوْمٍ
بِاِسْلَامِھِمْ وَبَدَرَ اَبِیْ قَوْمِیْ بِاِسْلَامِھِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُکُمْ وَاللّٰہِ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ حَقًّا
فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا وَصَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ
فَلْیُؤَذِّنْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْثَرُکُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَکْثَرَ قُرْاٰنًا مِّنِّیْ لِمَا
کُنْتُ اَتَلَقّٰی مِنَ الرُّکْبَانِ فَقَدَّمُوْنِیْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِیْنَ وَکَانَتْ
عَلَیَّ بُرْدَۃٌ کُنْتُ اِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّیْ فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ مِّنَ الْحَیِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا

والی کے نماز نفل پڑہنے والی کے پیچھے جائز ہے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثوں کو نہین مانتے تو وہ اون کی یہ تاویل کرتے ہین کہ وہ حضرتؐ کے ساتہہ نفل پڑہتے تہے یا حضرتؐ کو اوس کا حال معلوم نہین ہوا یا یہ حکم منسوخ ہو **سو جواب** اول کا یہہ ہے کہ دوسری روایت مین صریح آچکا ہے کہ وہ معاذ کیواسطے نفل ہوتے تہے اور لوگون کیواسطے فرض ہوتی تہی اور پہر صحیح مسلم کے طریقون مین صریح موجود ہے کہ وہ حضرتؐ کے ساتہہ عشا پڑہکر آتے تھے اور جہان مین کون ایسا ذی شعور ہے کہ عشا سے سنت عشا کی یا نفل عشا کے سمجہے اور وہ کون ایسی لغت ہو اور کون ایسی اصطلاح ہے اور کون ایسی عرف ہو کہ اوسمین عشا کا اطلاق سنت یا نفل عشا پر بہی آیا ہو اور وہ کون ایسا عقلمند ہو کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کے ساتہہ اپنے فرض ادا نکرے اور نفل ادا کرے باوجودیکہ فرضون کی محافظت اور کامل کرنے کی نہایت ہی تاکید ہے کہ تمام اور نفلون کی کچہہ بہی تاکید نہین اور نیز یہہ کس مذہب کا مسئلہ ہے کہ جس شخص نے ابہی اپنے فرض نہ پڑہے ہون وہ فرضون کی جماعت کے ہوتی ہوئے جماعت کی ساتہہ نفل شروع کر بیٹہے اور فرضون کو پیچہے کے واسطے ذخیرہ رکھہ چہوڑے اور پہر اس کی یہ فعل جائز ہوجاوین بینوا توجروا اور دوسری تاویل کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسپر اطلاع ہوگیئی تہی اور آپ کو یہ حال معاذ کا معلوم تہا چنانچہ صحیح مسلم مین موجود کہ جب معاذ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی قوم مین جاکر نماز پڑہانے لگے تو سورہ بقرہ شروع کر دی تب ایک شخص نے اپنی نماز توڑ کر علیحدہ پڑہی اور حضرتؐ کے پاس آکر خبر دی اِنَّ مُعَاذًا صَلّٰی مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتٰی فَافْتَتَحَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی مُعَاذٍ فَقَالَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ الحديث

یعنی ... تحقیق معاذ رضہ نے آپکے ساتہہ عشا پڑہی پہر آیا اور سورہ بقرہ شروع کر دی سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوسپر متوجہ ہوگئے اور فرمایا کہ اے معاذ کیا فتنہ اوٹہانیوالا ہے تو اے معاذ آخر حدیث تک دوسرا لفظ یہ ہے صَلِّ بِهِمْ صَلٰوةَ اَخَفِّهِمْ اب اس حدیث سے اس تاویل کے باطل ہونے مین کچہہ شک باقی نہین رہا اور اسیطرح نسخ کا دعوی بہی قطعًا باطل ہی جبتک کہ شرائط نسخ ثابت نہون جیسا کہ بیان اوسکا مسئلہ اول مین ہوچکا ہے حالانکہ یہان اسکا کوئی معارض بہی موجود نہین ہے پہر دعوی نسخ بنا فاسد علی الفاسد ہے اور بعضی حنفی کہتے ہین کہ یہ حدیث معاذ کی منسوخ ہے ساتہہ حدیث ابن عمر کے کہ ایک فرض کو ایک دن مین دوبارہ پڑہنا منع ہے تو جواب اس کا اولا یہ ہے کہ یہ اوسیوقت منع ہوگا جب

قول بُعُمُومِ اَلٰکُم کُمْ قُرَّآنًا کا عموم اسپر صریح دلیل ہے اور صحابہ نے بھی اسی عموم سمجھا حالانکہ وہ اہل زبان تھے بس یہی عموم اسکو واسطے دلیل کافی ہے اور کوئی دلیل اس کی مخصص موجود نہین پس یہہ تاویل قطعاً باطل ہے **مسئلہ یازدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والیکے پیچھے نماز پڑھے عبارت ہدایہ کی تہہ ہے وَلَا یُصَلِّی الْمُفْتَرِضُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ یُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَاْتِی قَوْمَہٗ فَیُصَلِّی بِھِمْ یعنی تہے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر اپنی قوم مین آتے اور انکو نماز پڑھاتے **دوسری حدیث** اوسی سے روایت ہے کَانَ مُعَاذٌ یُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلَی الْقَوْمِ فَیُصَلِّی بِھِمُ الْعِشَاءَ وَھِیَ لَہٗ نَافِلَۃٌ وَفِی رِوَایَۃِ الدَّارَقُطْنِیِّ ھِیَ لَہٗ تَطَوُّعٌ وَلَھُمْ مَکْتُوْبَۃُ الْعِشَاءِ یعنی تہے معاذ پڑھتے نماز ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر اپنی قوم کی طرف پہر جاتے اور اونکو نماز پڑھاتے اور وہ نماز اوس کے واسطے نفل ہوتی اور دارقطنی کی روایت مین ہے کہ یہہ نماز اوس کے واسطے نفل ہوتی اور مقتدیون کیواسطے فرض عشاکے ہوتے **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نماز خوف کے بیان مین فَصَلَّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی بِالطَّائِفَۃِ الْاُخْرٰی رَکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ وَصَلّٰی بِکُلِّ طَائِفَۃٍ رَکْعَتَیْنِ یعنی نماز پڑہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعتیں اور پہر پڑہائی دوسری جماعت کو دو رکعتین پس رسول اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت نماز پڑہی اور ہر جماعت کو دو دو رکعت پڑہائی **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین یعنی معاذ کی حدیث مین دلیل ہے کہ فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے اس لیے کہ معاذ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے نماز ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑھ جاتے تھے پس اون کو فرض ہوتے تھے اور صحیح مسلم مین اور جگہہ صریح آچکی ہواتہی اور دوسری جگہہ اوسی مین لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نفل تہی اور اور لوگون کے فرض تہی اور ساتھ حدیث خوف کے دلیل پکڑی ہے امام شافعی اور اون کے اصحاب نے کہ فرض پڑھتے پہر دوسری دفعہ اپنی قوم کو جاکر نماز پڑہاتے تھے اور وہ اوس کیواسطے نفل ہو جاتے تھے اور اون

مضمون در یہ صفحہ ۱۴۷

یہ حدیث مشکوۃ کی باب من صلی صلوۃ مرتین میں ہے

متفق علیہ

الزیادۃ اصحی هی تطوع ولهم مکتوبۃ العشاء یعنی

نیل

صحیح مسلم ۱۶۵

مضمون صحیح مسلم نولکشوری

جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ سجدہ مین دونون ہاتھون اور گھٹنون کا زمین پر رکھنا واجب
نہین ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ سُنَّةٌ عِنْدَنَا لِتَحَقُّقِ السُّجُوْدِ دُوْنَهُمَا
یعنی رکھنا دونون ہاتھون اور گھٹنون کا سنت ہی نزدیک ہمارے واسطے ثابت ہوجانے سجدہ کے
سوا اوس کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہی اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری
و صحیح مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا
نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا ہون مین یہہ کہ سجدہ
کرون سات ہڈیون پر پیشانی پر اور دونون ہاتھون پہ اور دونون گھٹنون پہ اور پاؤن کی انگلیون پہ
اور یہ کہ نہ جمع کرون مین کپڑون کو اور نہ بالون کو انتہی **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ ان ساتون عضوون پہ سجدہ کرنا واجب ہے بغیر اس کے نماز نہین ہوتی ہے اور حنفیہ پاؤن کو
زمین پر رکھنا جو فرض کہتے ہین تو اسی حدیث کی دلیل سے کہتے ہین کہ اس مین امر
کا لفظ آ گیا ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہی اور ہاتھون اور گھٹنون کو زمین پہ رکھنا واجب نہین
کہتے حالانکہ یہان بھی وہی حدیث ہی اور وہی امر ہے اسی ایک ہی حدیث سے ایک عضو کے رکھنے کو
فرض کہنا اور دوسرے کو فرض نہ کہنا کسی طرح سے ممکن نہین ہی اگر فرض ہونگے تو سبھی عضا
ہونگے اور نہین ہونگے تو کل ہی نہین ہونگے **مسئلہ سیزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا
مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز مین بھول کر
کلام کر لے تو اوس کی نماز باطل ہو جاتی ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْ صَلٰوتِهٖ عَامِدًا أَوْ
سَاهِيًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اوس حدیث
کے جو کہ بخاری اور مسلم مین ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ
أَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهٗ
غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى
ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتْ سَرَعَانُ الْقَوْمِ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا أُقْصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي

کوئی اپنی دوسری نماز کو فرض سمجھہ کر پڑہے اور جب اوسکو نفل سمجھکر پڑھیگا تو اوس کی نفی اس حدیث ابن عمر سے نہین ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ اوس مین فرضی نماز کی ممانعت ہی نفلی کی نہین ہی اور خصم بھی نفلی کو جائز رکھتا ہے ثانیاً دعوی نسخ باطل ہے تھا تہہ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہین اور نیز تاخر نا سخ کا ثابت نہین ہوتا ہی پہر نسخ کیسے ثابت ہو سکتا ہے بلکہ یہہ دعوی برعکس ہو سکتا ہی اس لئے کہ حدیث معاذ سے اوس کی مداومت ثابت ہوتی ہی اس لئے کہ یہان مضارع کان کے بعد واقع ہوا ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہی پس دعوی نسخ باطل ہوا ثالثاً ابن عمر رض سے خود ثابت ہے کہ اونھون نے ایک شخص کو دوبارہ جماعت کے ساتھہ فرض پڑہنے کی اجازت دی چنانچہ مشکوٰۃ مین یہہ حدیث موجود ہے پس ابن عمر کی حدیث نہی سے استدلال کرنا باطل ہی بلکہ احتمال ہے کہ یہہ حدیث جواز کی متاخر ہو پس یہہ ناسخ ہوگی واسطے اوس حدیث کے جو نہی مین وارد ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا رابعاً حنفیہ ابن عمر رض کی حدیث نہی کو خود محمول کرتے ہین اوس شخص کے حق مین جو پہلے جماعت کے ساتھہ فرض پڑھہ چکا ہو اور اگر پہلی بار اکیلے پڑہی ہو تو دوبارہ جماعت کے ساتھہ پڑھنے کو حنفیہ بھی جائز رکھتے ہین پس جب حنفیہ خود دوبارہ جماعت کے ساتھہ فرض پڑہنے کو جائز رکھتے ہین تو پہر دعوی نسخ اپنے نفس ناپاک کی تکذیب ہے اور اپنے قول پر بول ہی اور پہلی نماز کے نفل ٹھہرانے کو ہم پہلے باطل کر چکے ہین اور دونون نمازون کی جماعت کے ساتھہ پڑہنے کو نفل کہنا بھی محض مہمل بات ہے اس لئے کہ جماعت کے ساتھہ تو ایک نماز پڑھنی سے بھی ستائیس نمازون کا ثواب ملتا ہی پہر دوسری جماعت کے ساتھہ ثواب متعلق کرنیکا کیا معنے اور دونون کو نفل کہنے کا کیا مطلب غرض کہ یہہ تاویلات سب باطل ہین اور ظاہر حدیث کے سراسر مخالف ہین اسی وجہ سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَكُلُّ هٰذِهِ التَّاوِيلَاتُ دَعَاوِيْ لَا اَصْلَ لَهَا فَلَا يُتْرَكُ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ بِهَا یعنی یہہ کل تاویلات محض دعوی ہین ان کی کچھہ اصل نہین پس ظاہر حدیث کا انکی وجہ سے ترک نہین کیا جاویگا انتہی اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَرَدَّ بِاَنَّ النَّهْيَ عَنْ فِعْلِ الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهُمَا فَرِيْضَةٌ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ كَمَا جَزَمَ بِذٰلِكَ الْبَيْهَقِيُّ جَمْعًا بَيْنَ الْحَدِيْثَيْنِ قَالَ فِي الْفَتْحِ بَلْ لَوْ قَالَ قَائِلٌ اِنَّ هٰذَا النَّهْيَ مَنْسُوْخٌ بِحَدِيْثِ مُعَاذٍ لَمْ يَكُنْ بَعِيْدًا وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهٗ اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا الحديث وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ اٰخِرِ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انتہی

مسئلہ دوازدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے

کے ساتھہ ثابت کیا ہو من شاء فلیرجع الیہ اور دوسری جگہہ امام نووی نے لکھا ہو اَمَّا النَّاسِیْ فَلَا تَبْطُلُ صَلٰوتُہٗ بِالْکَلَامِ الْقَلِیْلِ عِنْدَنَا وَبِہٖ قَالَ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْہُوْرُ وَدَلِیْلُنَا حَدِیْثُ ذِی الْیَدَیْنِ

مسئلہ چہاردھم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کریہہ ہے جو کہ مرقات وغیرہ دیکھا فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز مین تین قدم پے درپے چلنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے اس لیے کہ عمل کثیر ہے ھٰذا لَاِنَّ الْعَمَلَ یَحْتَجُّ اِلَی الْاَسْنِیِّ الْکَثِیْرِ کَثَلٰثِ خُطُوَاتٍ مُّتَوَالِیَاتٍ

فائدہ عمل کثیر اوسکو کہتے ہین جسکو غیر آدمی دیکھکر یہہ خیال کرے کہ یہہ شخص نماز مین نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم صاحب کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے....

پہلی حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ابی حازم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو اَنَّ نَفَرًا جَاؤُا اِلٰی سَہْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَدْ تَمَارَوْا فِی الْمِنْبَرِ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ ھُوَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ ھُوَ وَمَنْ عَمِلَہٗ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ یَوْمٍ جَلَسَ عَلَیْہِ قَالَ فَقُلْتُ لَہٗ یَا اَبَا عَبَّاسٍ فَحَدِّثْنَا قَالَ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی امْرَاَۃٍ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ اِنَّہٗ لَیُسَمِّیْھَا یَوْمَئِذٍ اُنْظُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ یَعْمَلُ لِیْ اَعْوَادًا اُکَلِّمُ النَّاسَ عَلَیْھَا فَعَمِلَ ھٰذِہِ الثَّلٰثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ اَمَرَ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوُضِعَتْ ھٰذَا الْمَوْضِعَ فَھِیَ مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَۃِ وَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَیْہِ فَکَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ وَرَآءَہٗ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَھْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ فِیْ اَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ اٰخِرِ صَلٰوتِہٖ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ ھٰذَا لِتَاْتَمُّوْا بِیْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلٰوتِیْ یعنی چند آدمی جھگڑا کرتے ہوے اس بات مین کہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس لکڑی سے بنا ہوا تہا سہل بن سعد کے پاس آئے سو اوس نے کہا کہ تحقیق مین البتہ پہچانتا ہون جس لکڑی سے منبر بنا تہا اور جس شخص نے اوسکو بنایا تہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اول اُس دن جس مین آپ منبر پر بیٹھے تھے سو مین نے کہا ای ابا عباس پس بیان کر ہمسے سہل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو ایک عورت کی طرف بھیجا ابو حازم کہتے تھے کہ سہل اوس دن اوس کا نام لیتے تھے کہ اپنے غلام کو تو کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیون کا منبر بنائے جسپر مین بیٹھکر لوگون سے کلام کرون سو بنائے اوس نے یہہ تین درجے منبر کے پھر

الْقَوْمِ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ الحديث

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز پڑہائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز زوال کے بعد کی دو نمازون مین سے ابن سیرین (راوی) نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے اوسکو نام رکہا تہا ولیکن مین اوسکو بہول گیا ہون اوس نے کہا کہ پس آپنے ہمکو دو رکعت نماز پڑہائی پہر آپنے سلام پہیر دی پہر آپ ایک لکڑی کی طرف کہڑی ہوئی جو مسجد مین رکھی ہوئی تہی پس آپنے اوسپر تکیہ لگایا گویا کہ آپ غصے مین تھے اور آپنے اپنے دا ہنے ہاتہہ کو اپنے بائین پر رکہا اور اپنے ہاتہون کی اونگلیون کو آپسمین ڈالا اور اپنے داہنے رخسارے کو اپنی بائین ہاتہہ کی ہتہیلی پیر رکہا اور جلد باز قوم کی مسجد کے دروازے سے باہر نکلے تو اونہون نے کہا کہ کیا نماز چہوٹی کی گئی ہے ...... اور قوم مین حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما تھے پس خوف کیا اونہون نے اسے کہ کلام کرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قوم مین ایک مرد تہا لنبا تہا اوسکا ہاتہہ اوسکو لوگ ذوالیدین کہتے تہے اوس نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بہول گئے ہو یا کہ نماز چہوٹی کی گئی ہے سو آپنے فرمایا کہ نہ مین بہولا ہون اور نہ نماز چہوٹی کی گئی ہے پہر آپنے لوگون سے پوچہا کہ ایسے ہی ہوا ہے جیسے کہ ذوالیدین کہتا ہے لوگون نے عرض کی کہ ہان سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے.... یعنی نماز کیواسطے پس آپنے نماز پڑھی جو چہوڑی تہی پہر سلام کہی آخر حدیث تک یعنی جب کہ نماز دو رکعت ابہی باقی رہتی تہی تو سب لوگ نماز کے اندر تھے اور یہہ سب کلام حضرتؐ اور صحابہ کی نماز کے اندر واقع ہوئی بہول کر اس خیال سے کہ ہم نماز مین نہین ہین **فائدہ** امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ حدیث ذوالیدین سے ایک یہ فائدہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین بھول کر کلام کرنے سے نماز فاسد نہین ہوتی ہے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین جمہور علماء سلف اور خلف کے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر اور عروہ اور عطا اور حسن اور شعبی اور قتادہ اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد اور تمام محدثین راضی ہو اللہ اون سے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ یہہ حدیث منسوخ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہہ حدیث منسوخ نہین ہے جیسے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اس کا منسوخ نہونا بڑی بسط و تفصیل

اسپر کہ عمل کثیر اور کئی قدم چلنا جب نماز مین بہول کر ہو جاوے تو اوسکو باطل نہین کرتا ہے جیسے کہ بہول کر کلام کرنے سے نماز باطل نہین ہوتی ہو اور اس مسئلہ مین ہمارے اصحاب کیواسطے دو وجہین ہین زیادہ صحیح اون مین یہہ ہے کہ نماز باطل نہین ہوتی ہو واسطے اس حدیث کو اس لیئے کہ صحیح مسلم مین ثابت ہوچکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کی طرف چلے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکلے اور ایک روایت مین ہے کہ آپ حجرہ مین داخل ہوئے پہر نکلے اور سب لوگ پہر آئے اور اپنی نماز پر بنا کی اور دوسری وجہ مشہور مذہب مین یہہ ہے کہ نماز اس کی باطل ہو جاتی ہے اور یہ مشکل ہے اور تاویل اس حدیث کی بہت دشوار ہے اُس شخص پر جو اس صورت مین نماز کو باطل کرتا ہے انتہی دیکھو انصاف اسی کا نام ہے باوجودیکہ یہہ مسئلہ امام نووی کے مذہب کا مخالف تہا پہر بہی صاف کہدیا کہ اس حدیث کی کوئی تاویل نہین ہو سکتی ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ یہہ قدم پے درپے نہین تہے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ عائشہ کی حدیث اور ذوالیدین کی حدیث مین تو یہہ تاویل ممکن نہین ہے اس لیئے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کیواسطے جو دروازہ کہولنے کو حضرت چلے تہے تو وہان آکر کہڑے نہین ہو رہے تہے بلکہ فی الفور پلٹ کر چلے گئے تہے اور سہل بن سعد کی حدیث مین بہی یہ تاویل نہین ہو سکتی ہو اس لیئے کہ منبر کے تین درجے تہے وہ بہی آپ اُترے اور پہر جب آپ نے منبر کی جڑہ مین سجدہ کیا تو دو قدم اور بہی منبر سے اوتر کر چلے ہونگے ورنہ منبر کی جڑہ مین سجدہ کیسے ہو سکیگا اور ذوالیدین کی حدیث مین تو یہ تاویل ممکن ہی نہین ہے جیسے کہ امام نووی نے فرمایا ہے وہو الحق البحت الذی لا یحول الوہم حولہ **مسئلہ پانزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ سب سے اول زیادہ لائق امامت کے وہ شخص ہو جو سنت کو زیادہ تر جانتا ہو عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَاَولَی النَّاسِ بِالْاِمَامَۃِ اَعْلَمُہُمْ بِالسُّنَّۃِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین ابی مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُہُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُہُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُہُمْ ہِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْہِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُہُمْ سِنًّا وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یَقْعُدُ فِیْ بَیْتِہٖ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا سو رکھا گیا پس وہ غابہ کی جھاؤ کی لکڑی سے ہے اور تحقیق دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اُسپر کھڑے ہوئے سو آپنے تکبیر کہی اور تکبیر کہی لوگون نے پیچھے آپکے اور حضرت منبر پر سے پھر اوٹھایا (یعنی سر کو رکوع سے) پس اوترے اور چلے پیچھے کی طرف یہانتک کہ سجدہ کیا آپنے منبر کی جڑہ مین پھر اسی طرح لوٹا یا یہانتک کہ اپنی آخر نماز سے فارغ ہوئے پھر حضرت لوگون پر متوجہ ہوئے اور فرمایا ای لوگو مین نے یہ نماز اسواسطے پڑھی ہے تاکہ تم میری نماز کا طریقہ جان لو اور میری تابعداری کرو **دوسری حدیث** ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَیْہِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰی فَفَتَحَ لِی ثُمَّ رَجَعَ اِلَی مُصَلَّاہُ وَذَکَرَتْ اَنَّ الْبَابَ کَانَ فِی الْقِبْلَۃِ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑھتے اور دروازہ آپ پر بند ہوا ہوا تھا سو مین آئی اور طلب کی مینے دروازہ کھولنے کی سو حضرت چلے اور دروازہ کو کھولا پھر اپنی نماز پڑھنے کی جگہہ مین پھر گئے اور عائشہ نے ذکر کیا کہ دروازہ قبلے کی طرف تھا **تیسری حدیث** ذوالیدین کی ہے جو مسئلہ سیزدہم مین گذر چکی ہے **فائدہ** اِن حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عمل کثیر کرنے سے نماز باطل نہین ہوتی ہے اس لئے کہ حضرت کا کئی بار منبر سے اوترنا اور چڑہنا فعل کثیر ہے اور اسی طرح حضرت کا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کیواسطے چل کر دروازہ کھولنا اور پھر اپنی جگہہ پر پلٹ کر چلے جانا عمل کثیر ہے اور اسی طرح ذوالیدین کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جذع لکڑی کی طرف چلے جانا اور لوگون کا مسجد سے نکل جانا اور پھر آکر نماز کو اوسی پر بنا کرنا عمل کثیر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حجرہ مین گئے پھر نکلے حالانکہ ان سب صورتون مین سبکی نماز صحیح ہوگئی کسی کی نماز بھی فاسد نہوئی اسی وجہ سے **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِی ھٰذَا الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْعَمَلَ الْکَثِیْرَ وَالْخُطُوَاتِ اِذَا کَانَتْ فِی الصَّلٰوۃِ سَھْوًا لَا تُبْطِلُھَا کَمَا لَا تُبْطِلُھَا الْکَلَامُ سَھْوًا وَفِی ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ وَجْھَانِ لِاَصْحَابِنَا اَصَحُّھُمَا لَا یُبْطِلُھَا لِھٰذَا الْحَدِیْثِ فَاِنَّہٗ ثَبَتَ فِی مُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَشٰی اِلَی الْجِذْعِ وَخَرَجَ السَّرْعَانُ وَفِی رِوَایَۃٍ دَخَلَ الْحُجْرَۃَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَجَعَ النَّاسُ وَبَنٰی عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالْوَجْہُ الثَّانِی وَھُوَ الْمَشْھُوْرُ فِی الْمَذْھَبِ اَنَّ الصَّلٰوۃَ تَبْطُلُ بِذٰلِکَ وَھٰذَا مُشْکِلٌ وَتَاْوِیْلُ الْحَدِیْثِ صَعْبٌ عَلٰی مَنْ اَبْطَلَھَا یعنی اس حدیث ذوالیدین مین دلیل ہے

امام اعظم کا یہہ سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اوس حدیث کی جو کہ ابوداؤد اور ترمذی مین طلق بن علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسا احدکم فی الصلوٰۃ فلینصرف فلیتوضأ و لیعد الصلوٰۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیوضو ہووے ایک تمہارا نماز مین تو چاہئے کہ پھر جاوے یعنی نماز کو چھوڑ دے اور چاہئے کہ وضو کرے اور چاہئے کہ اعادہ کرے نماز کو **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین جس کا وضو ٹوٹ جاوے وہ اپنی نماز کو نئے سرے سے پھر پڑھے اور ابتدا سے اوس کا اعادہ کرے جو نماز پہلے پڑھ چکا تھا اوس کا کچھہ اعتبار نہین ہے

مسئلہ ہژدھم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز مین ہاتھہ کے ساتھہ اشارہ سے بھی سلام کا جواب نہ دے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے ولا یرد السلام بلسانہ ولا بیدہ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قال قلت لبلال کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرد علیہم حین کانوا یسلمون علیہ وھو فی الصلوٰۃ قال کان یشیر بیدہ یعنی اوس نے کہا کہ مین نے بلال کو کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین ہوتے ہوئے لوگ باہر سے آکر سلام کہتے تھے تو آپ اون کو سلام کا جواب کسطرح دیتے تھے اوس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھہ سے اشارہ کرتے تھے یعنی ہاتھہ سے سلام کا جواب لوگون کو دیتے تھے **دوسری حدیث** موطا امام مالک مین نافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قال ان عبد اللہ ابن عمر مر علی رجل وھو یصلی فسلم علیہ فرد الرجل کلاما فرجع الیہ عبد اللہ بن عمر فقال لہ اذا سلم علی احدکم وھو یصلی فلا یتکلم و لیشر بیدہ یعنی تحقیق عبد اللہ بن عمر ایک مرد پر گذرے اور حالانکہ وہ نماز پڑھہ رہا تھا سو عبد اللہ بن عمر نے اوس پر سلام کہی سو جواب دیا اوس مرد نے ساتھہ کلام کے پس عبد اللہ بن عمر اوس کی طرف پھرے اور اوسکو کہا کہ جب تمہارے ایک پر سلام کہی جاوے اور وہ نماز پڑھتا ہو پس نہ کلام کرے اور چاہئے کہ اپنے ہاتھہ سے اشارہ کرے **فائدہ** ان دو حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے آدمی کو کوئی شخص باہر سے آکر سلام کہے تو اپنے ہاتھہ کے اشارہ سے سلام کا جواب دیدے

عـــہ اور جو حدیث کہ حنفیہ جواز بنا مین پیش کرتے ہین وہ ضعیف ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہی

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کرائے قوم کی وہ شخص جو قرآن کو زیادہ پڑھا جانتا ہو پس اگر قراءت میں سب برابر ہون تو جو سب سے سنت کا زیادہ عالم ہو پس اگر سنت مین برابر ہون تو سب سے پہلے ہجرت والا اور اگر ہجرت مین برابر ہون تو جو عمر مین سب سے زیادہ ہو اور نہ امامت کرائے کوئی مرد کسی مرد کی اوس کے مکان مین اور نہ بیٹھے اوسکی نشست گاہ مین مگر ساتھہ اذن اوس کے **دوسری حدیث** اوسی مین ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمَّہُمْ اَحَدُہُمْ وَاَحَقُّہُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَأُہُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تین آدمی ہون تو ایک اون کی امامت کرائے اور زیادہ تر حقدار امامت کا وہ ہے جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سب سے زیادہ تر لائق امامت کی وہ شخص ہے جو قرآن کی قراءت اچھی طرح پڑھ سکے عمدہ قاری کے ہوتے ہوئے امامت سنت زیادہ تر جاننے والے کا نہین ہے **مسئلہ شانزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ غلام کی امامت مکروہ ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَیُکْرَہُ تَقْدِیْمُ الْعَبْدِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُہَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِیْنَۃَ کَانَ یَؤُمُّہُمْ سَالِمٌ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَفِیْہِمْ عُمَرُ وَاَبُوْ سَلَمَۃَ ابْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ یعنی جب پہلے مہاجرین مدینہ مین آئے تو امامت کرواتا تہا اون کی سالم غلام ابی حذیفہ کا اور اون مین عمر اور ابو سلمہ بہی موجود تہے **دوسری حدیث** مسند امام شافعی مین ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے اَنَّہُمْ کَانُوْا یَاْتُوْنَ عَائِشَۃَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ ہُوَ وَعُبَیْدُ ابْنُ عُمَیْرٍ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ وَنَاسٌ کَثِیْرٌ فَیَؤُمُّہُمْ اَبُوْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَائِشَۃَ وَاَبُوْ عَمْرٍو غُلَامُہَا حِیْنَئِذٍ لَمْ یُعْتَقْ **فائدہ** ان دونون حدیثون سے ثابت ہوا کہ غلام کی امامت جائز ہے مکروہ نہین ہے **مسئلہ ہفدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَمَنْ اَحْدَثَ فِیْ رُکُوْعِہٖ اَوْ سُجُوْدِہٖ تَوَضَّأَ وَبَنٰی **ترجمہ** اور جو شخص کہ بے وضو ہوا رکوع مین یا سجود مین تو وضو کرے اور بنا کرے یعنی ایک شخص نے مثلا ظہر کی چار فرضون مین سے دو پڑھے تہے تو اوسکا وضو ٹوٹ گیا تو اب وہ شخص وضو کر کے جہان سے نماز چہوڑی تہی اوسی جگہہ سے آکر شروع کرے اور جو دو رکعت اوس کی باقی رہگئی تہی فقط وہی ادا کرے اور یہ مذہب

عــہ یہ حدیث مشکوۃ کی باب الامامہ کی تیسرے فصل مین ہے ۱۲

یہانتک کہ آپ نے سورہ کو ختم کیا پھر آپ ایک مشک کی طرف کھڑے ہوئے سو کھولا سر بند اوس کا پھر پانی کو ایک لگن میں ڈالا پھر بہت اچھی طرح وضو کیا درمیانہ نہ زیادہ کیا پانی کو اور پہونچایا طرف اعضا کی سو آپ کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی پس میں کھڑا ہوا اور وضو کیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا سو آپ نے میرے کان کو پکڑا اور مجھکو پھیرا اپنے داہنے طرف کیا پس تمام ہوئی نماز آپ کی تیرہ رکعت پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہانتک کہ کہراٹی لینے لگے پس خبر دی آپ کو بلال رضی اللہ عنہ نے سو آپنے نماز پڑھی یعنی صبح کی اور وضو نکیا آخر حدیث تک **فائدہ** اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے سوا اور مہینے میں بھی وتر جماعت کے ساتھ پڑھنے جائز ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ وتروں کی جماعت کرائی غیر رمضان میں **علاوہ ازیں** فضیلت جماعت کی باب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی اکیلی نماز پڑھنے سے ستائیس حصہ زیادہ ثواب رکھتی ہے اون کا عموم بھی اسپر دلالت کرتا ہے کہ وتروں کی جماعت غیر رمضان میں بھی جائز ہے **مسئلہ بستم** اور ایک مسئلہ امام اعظم رحمہ اللہ کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے [ل] وَلَوْ خَطَبَ قَاعِدًا اَوْ عَلٰی غَيْرِ طَهَارَةٍ اَجْزَاَهٗ یعنی اگر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ بیٹھکر پڑھے یا بیوضو پڑھے تو جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثوں کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت [۵۲] ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّاَكَ اَنَّهٗ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهٗ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ یعنی اوس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہو جاتے پھر خطبہ پڑھتے کھڑے ہوکر پس جو خبر دے تجھکو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ بیٹھکر پڑھتے تھے تو تحقیق اوس نے جھوٹ کہا پس تحقیق قسم ہے اللہ کی میں نے آپکے ساتھ دو ہزار سے زیادہ بار نماز پڑھی ہے **دوسری حدیث** اوسی میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت [۵۳] ہے اَنَّهٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا یعنی تحقیق وہ مسجد میں داخل ہوا اور

اور زبان سے نہ بولے **تنبیہ** اگر کوئی شخص بنا بر تقلید یہ اعتراض کرے کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر بعد کو جب کلام کرنا نماز مین منسوخ ہوا تو یہہ بھی منسوخ ہوگیا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ دعوی نسخ بالکل مردود ہے اس لئے کہ شرائط نسخ کے جو اول مسئلہ کے بیان مین مذکور ہوچکے ہین یہان پائے نہین جاتے ہین **اور** نیز نماز مین کلام کرنا منسوخ ہوا ہے نہ اشارہ کرنا ہاتھ سے اشارہ کی ممانعت کسی حدیث مین صریح موجود نہین ہے اور نسخ کلام نسخ اشارہ کو مستلزم نہین ہے **اور** نیز عبد اللہ ابن عمر رض کی حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز مین کلام کرنا منسوخ ہوا ہے ہاتھ سے اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینا منسوخ نہین ہوا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نسخ کلام کی بعد اشارہ سے سلام کا جواب دینا صحابہ رض مین جاری تھا **مسئلہ نوزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا يُصَلِّي الْوِتْرَ بِجَمَاعَةٍ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ یعنی مہینے رمضان کے سوا اور تمام برس مین جماعت کے ساتھ وتر نہ پڑھے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے **قَالَ** بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ وَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ الحدیث یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ مینے اپنی خالہ میمونہ کے پاس ایک رات گذاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کے ساتھ ایک ساعت بات کرتے رہے پھر آپ سو گئے پس جب کہ آخر رات کا تیسرا حصہ رہا یا بعض اوس کا اوٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی پس پڑھا اس آیت کو تحقیق آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آنے جانے مین البتہ نشانیان ہین واسطے عقل والون کے

جمعہ کے دن دو خطبے پڑھے جاوین اس لیے کہ حضرت دو خطبے پڑھتے تھے اور امام شافعی کہتے ہین کہ جمعہ دو دو خطبون کے سوا جائز نہین اور صاحبین کہتے ہین کہ سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنا اوسکو کوئی خطبہ نہین کہتا ہے حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو یہہ آیت سند لاتے ہین فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ کہتے ہین اس مین مطلق ذکر اللہ ہے تھوڑا ہو یا بہت ہو **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ آیت مجمل ہے اور فعل پیغمبر کا اوسکا مفسر ہے **پس** مراد اس سے وہی خطبہ طویل ہے جو ذکر اللہ اور تشہد اور درود اور وعظ وغیرہ کو شامل ہو **اور** نیز جب یہہ آیت اوتری اوس وقت سے اس سے یہ بات نہین سمجھی اور کبھی ایسا خطبہ نہین پڑھا جسکو امام صاحب نے جائز رکھا ہے بلکہ ہمیشہ خطبہ طویل پڑھتے رہے پس معلوم ہوا کہ رسول نے اس آیت کو نہین سمجھا امام اعظم نے سمجھا **اور** نیز اس ذکر اللہ مین جمعہ کی نماز بھی داخل ہے بلکہ اصل مراد وہی نماز ہے پس اس سے لازم آویگا کہ نماز بھی فقط الحمد للہ یا سبحان اللہ کہنے سے ادا ہو جاوے اور فقط اتنا ہی ذکر اللہ نماز کی جگہہ کافی ہو جاوے پس وضو کیا اور مسجد مین آ کر سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہا پس اسی مین نماز ادا ہو چکی پس گھر کو روانہ ہوئے حالانکہ یہ بات کتاب و سنت و اجماع امت باطل ہے **پس** ذکر اللہ سے فقط سبحان اللہ وغیرہ مراد رکھنا بھی قطعاً باطل ہوا **مسئلہ بست و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھتا ہو تو اوس وقت تحیۃ مسجد پڑھنی جائز نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ جَاءَ سُلَیْکُ الْغَطَفَانِیُّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَرَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَہٗ یَا سُلَیْکُ قُمْ فَارْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَتَجَوَّزْ فِیْہِمَا ثُمَّ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْہِمَا یعنی سلیک غطفانی جمعہ کے دن آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے سو وہ بیٹھ گیا پس حضرت نے فرمایا اے سلیک کھڑا ہو اور دو رکعت ہلکی پڑھ لے پھر فرمایا جب آوے کوئی تمین سے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتین ہلکی پڑھ لیوے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہ تمام حدیثین صریح دلیل ہین واسطے مذہب شافعی اور احمد اور اسحاق اور فقہاء محدثین کے اس بات مین کہ جب کوئی شخص جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے آوے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو مستحب ہے

عبدالرحمن بن ام حکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا سو اوس نے کہا کہ اس خبیث کی طرف دیکھو بیٹھ کر خطبہ
پڑھ رہا ہے اور حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے جب دیکھتے ہین کسی تجارت کو یا کھیل کو چلے جاتے ہین طرف
اوس کی اور چھوڑ دیتے ہین تجھکو کھڑے ہوئے **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھکر خطبہ
پڑھنا کافی نہین ہے ورنہ کعب بن عجرہ اوس خطیب کو خبیث نہ کہتے یا حضرت ہی کبھی بیٹھکر پڑھتے
خاصکر اخیر عمر مین جبکہ نفلون کو اکثر اوقات بیٹھکر پڑھا کرتے تھے پس خطبہ بیٹھکر پڑھنا مخالف فعل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین ومن بعدہم کے ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور اکثرین کے کہ خطبہ جمعہ کا نہین صحیح ہے بیٹھکر
اوسکو جو طاقت قیام کی رکھتا ہو اور نہین صحیح ہے مگر ساتھ دو خطبون کے کہا قاضی نے کہ عام علما کا مذہب
یہہ ہے کہ جمعہ بغیر دو خطبہ کے صحیح نہین ہوتا ہے اور ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے اجماع علما کی اس بات پر
کہ جو شخص کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو اوس کو بیٹھکر خطبہ پڑھنا جائز نہین ہے **مسئلہ**
بست ونہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے فَاِنِ اقْتَصَرَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی جمعہ کے دن منبر پر کھڑا ہو کر اگر فقط
ذکر اللہ یعنی سبحان اللہ یا اللہ اکبر خطبہ کی جگہہ کہہ لیوے تو بس کافی اور جائز ہے دو خطبہ پڑھنے کی کچھہ
حاجت نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین
جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کَانَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ یَجْلِسُ
بَیْنَہُمَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیُذَکِّرُ النَّاسَ فَکَانَتْ صَلٰوتُہٗ قَصْدًا وَخُطْبَتُہٗ قَصْدًا یعنی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کیواسطے دو خطبے تھے اون کے درمیان آپ بیٹھتے تھے خطبون مین قرآن پڑھتے تھے اور لوگون
کو وعظ فرماتے تھے پس آپکے نماز درمیانہ تھی اور آپکا خطبہ بھی درمیانہ تھا **دوسری حدیث**
ابوداود مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ
خُطْبَتَیْنِ کَانَ یَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی یَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ ثُمَّ یَجْلِسُ
لَا یَتَکَلَّمُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبہ پڑھتے تھے جب منبر پر چڑھتے تو بیٹھہ جاتے
تھے یہانتک کہ موذن فارغ ہوتا اذان سے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے پھر بیٹھہ جاتے اور
نہ کلام کرتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ

عـه ـ مضمون صحیح مسلم ج ۱ کے صفحہ ۲۸۲ میں ہی ۱۲-۱۱

کیا فائدہ اور کیا حاصل ہے اگر ارادہ خطبہ کیوقت نماز پڑھنی امام صاحب کے نزدیک جائز ہوتی تو یہ تاویل کچھ مفید ہوتی واذلیس فلیس پہر باوجود ان تمام وجوہات کے ایسا کون عاقل ہے کہ ان تاویلات فاسدہ سے ظاہر حدیث کو چھوڑ دے اور ایسا کون ذی شعور ہے کہ یخطب کا معنے ارادہ خطبہ پڑھنے کا کرے

مسئلہ بست وسوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَيُصَلِّي الْإِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي الْأُولَى لِلْافْتِتَاحِ وَثَلَاثًا بَعْدَهَا ثُمَّ يَبْتَدِئُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلَاثًا بَعْدَهَا یعنی عید کی نماز پڑہاوے امام لوگون کو دو رکعت تکبیر کہے پہلی رکعت مین واسطے شروع کرنے نماز کے اور تین تکبیرین بعد اوس کے پہر دوسری رکعت مین قرات پڑہے پہر بعد اوس کے تین تکبیرین کہے پس یہ دو مسئلے ہین پہلا مسئلہ تین تکبیر کا دوسرا مسئلہ دوسری رکعت مین قرات سے بعد تکبیر کہنے کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کے یہہ دونون مسئلے مخالف ہین ان دو حدیثون کے

پہلی حدیث ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ مین کثیر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہو وہ اوس کے دادا سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونون عیدون مین اول رکعت مین قرات سے پہلے سات تکبیرین کہتے تہے اور دوسری رکعت مین قرات سے پہلے پانچ تکبیرین کہتے تہے

دوسری حدیث مسند امام شافعی مین جعفر بن محمد سے مرسل روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَبَّرُوا فِي الْعِيدَيْنِ وَالْاِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلُّوا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَهَرُوا بِالْقِرَاءَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دونون عیدون اور استسقا کی نماز مین سات اور پانچ تکبیرین کہین اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور قرات کو پکار کر پڑھا

فائدہ ان حدیثون سے صاف ثابت ہو کہ پہلی رکعت مین سات تکبیرین کہے اور دوسری مین پانچ کہے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ دونون رکعتون مین تکبیرین قرات سے پہلے کہے پس ثابت ہوا کہ امام اعظم کے یہ دونون مسئلے ان حدیثون کی مخالف ہین

تنبیہ حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اس حدیث سے سند لاتے ہین جو ابو داؤد مین سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ مینے ابو موسیٰ اور حذیفہ سے پوچہا

اوس کرواسطے دورکعتین تحیۃ المسجد اور اون کے پڑہنے سے پہلے بیٹہنا مکروہ ہے انتہی **تنبیہ**
حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ اس حدیث کی یہ تاویلات کرتے ہین کہ یہہ قصہ کلام منع
ہونے سے پہلے واقع ہوا ہے یا یہ قصہ اسی شخص کے ساتہہ خاص تہا یا ابہی آپ خطبہ مین شروع
نہین ہوئے تہے یا یہہ خطبہ جمعہ کا نہین تہا **سو جواب** انکا یہہ ہے کہ پہلے دونون تاویلون کے
باطل ہونے پر تو خود یہی حدیث صریح دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اوس مین صاف عام طور سے ارشاد
فرمادیا ہے کہ جب کوئی جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو دو رکعت پڑہ لیوے **اور** تیسری
تاویل بہی باطل ہے اس لئے کہ حدیث مین صریح موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے
تہے اگر خطبہ نہ پڑہتے ہوتے تو سلیک آکر بیٹہہ کیون جاتے بلکہ جمعہ کی سنت پڑہتے جو بالاتفاق پڑہی
جاتی ہین اونکا آکر بیٹہہ جانا صریح دلیل ہے اسپر کہ حضرت خطبہ پڑہ رہے تہے ومع ذلک یہ تاویل ظاہر
حدیث کے برخلاف ہے پس مردود ہوگی اور چوتہی تاویل بہی باطل ہے اس لئے کہ جابر کی حدیث
مذکور مین صریح موجود ہے کہ وہ جمعہ کا دن تہا اور خطبہ بہی جمعہ کا تہا **اور** نیز جب عام طور سے ارشاد
ہوچکا کہ جب کوئی جمعہ کے دن جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو دو رکعت پڑہ لیوے تو پہر
اس تاویل فاسد کا کہان ٹہکانا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول والامام یخطب مین یہ تاویل کرنا
کہ مراد اوس سے ارادہ خطبہ کا ہے نہ پڑہنا خطبہ کا یہہ تاویل بہی قطعًا باطل ہے اس لئے کہ ظاہر حدیث کے
سراسر برخلاف ہے اور جب کہ تاویل صحابی کی ظاہر حدیث کے مخالف قابل حجت نہین ہے تو پہر ایسے ویسے
کٹ ملاؤن کی تاویل تو کس گنتی شمار مین ہے اور جن احادیث مین خطبے کے وقت عمومًا چپ کرنے کا حکم
آیا ہے اون حدیثون کی یہ حدیث جابر کی مخصص ہے اور یہ حکم تحیۃ المسجد خطبہ کیوقت مستحب ہونے
کا عموم امر انصات سے مخصوص ہے ساتہ اونہین وجوہات کے جو مسئلہ چہارم مین مذکور ہوچکے ہین
اور نیز خطبہ کیوقت فوت شدہ نمازون کا پڑہنا حنفیون کے نزدیک جائز ہے اندرینصورت ممانعت
کی حدیثون کا عموم ظنی ہوگیا پس تخصیص اون کی بالاتفاق جائز ہوگی پہر باوجود اس کے یہ تاویل
کیسی جائز ہے **اور** نیز امام اعظم کے نزدیک تو مجرد خروج امام سے نماز پڑہنی منع ہوجاتی ہے
چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے وَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ مِنْ غَیْرِ فَصْلٍ حالانکہ خطبہ کا ارادہ
تو بعد خروج ہوتا ہے جب مؤذن اذان دے چکے پہر اس حدیث مین ارادہ کی تاویل کرنے سے

یعنی اوس نے کہا کہ کفن دے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑون سفید خالص مین روئی سے
نہین تھا اون مین کرتہ اور نہ عمامہ **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسیطرح
تفسیر کیا ہے اس حدیث کو شافعی اور جمہور علما نے وہ کہتے ہین مستحب یہہ ہے کہ کفن مین کرتہ اور دستار
نہو اور یہی ٹھیک بات ہے جسکو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث
کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ عمامہ اور قمیص اون تین کپڑون مین سے نہین تھا
بلکہ وہ تینون کے علاوہ تھا سو جواب اسکا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہ لکھا ہے وَهٰذَا
ضَعِيفٌ فَلَمْ يَثْبُتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي قَمِيصٍ وَّعِمَامَةٍ یعنی یہہ تاویل ضعیف
ہے اس لیے کہ حضرت کا قمیص اور عمامہ مین کفن دیا جانا ثابت نہین ہوا انتہی **مسئلہ**
بست و ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے وَيُسْتَحَبُّ الْاِسْفَارُ بِالْفَجْرِ یعنی مستحب ہے روشن کرنا ساتھ فجر کے یعنی صبح کی نماز
اوس وقت پڑھے جب کہ آسمان روشن ہو جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہے ان حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
سے روایت ہے قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ
النِّسَاءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ یعنی اوس نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تھے نماز پڑھتے صبح کی پس پلٹ جاتین عورتین اپنی چادرون کو لپیٹی ہوئی نہین
پہچانی جاتی تھین اندہیرے سے **دوسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ
وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ
یعنی محمد بن عمرو بن حسن بن علی کہتے ہین کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
نماز کا حال پوچھا اوس نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے اول وقت
سخت گرمی مین اور پڑھتے نماز عصر کی جب کہ آفتاب خوب روشن ہوتا اور مغرب کو جب کہ آفتاب
ڈوب جاتا اور عشا کو جب آدمی بہت ہو جاتے تو جلدی پڑھتے اور جب آدمی کم ہوتے تو دیر کرتے
اور پڑھتے نماز صبح کی اندہیرے مین **تیسری حدیث** صحیح بخاری مین انس رضی اللہ تعالی عنہ

کہ حضرت دونون عیدون مین کس طرح تکبیر کہتے تہے ابو موسی نے کہا کہ چار تکبیرین کہتے جنازہ کی تکبیرون کی طرح حذیفہ نے کہا کہ اوس نے سچ کہا ہے **سو** جواب اسکا ۴ اس حدیث سے سات تکبیرین کہنے کے مخالفت نہین نکلتی ہے ورنہ کثیر بن عبد اللہ اور جعفر بن محمد کے حدیث سے بہی تین کی مخالفت ثابت ہو جاوے گی پس تین تکبیرین کہنا بالکل ناجائز ہو جاویگا بلکہ اس سے فقط اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ کبہی تین بہی کہی ہونگی سو اسکا ہم انکار نہین کرتے کبہی سات بہی کہہ لیوے اور کبہی تین بہی کہہ لیوے دونون امر جائز ہین ہم سات سات ہین کہ پس ایک کو جائز کہنا اور دوسرے کو ناجائز یا مکروہ . . . . . ٹھہرانا بیشک ان حدیثون کے مخالف ہے جو کثیر اور جعفر کی حدیث گذر چکی ہے **مسئلہ بست و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُ الْمَيِّتِ وَلَا لِحْيَتُهُ یعنی نہ شانہ پہیرا جاوے میت کے بالون کو اور نہ اوس کی ڈاڑہی کو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہلانے والی عورتون کو فرمایا (جب آپ کی صاحبزادی زینب نے انتقال کیا) کہ اوس کے نہلانے مین طاق کرو تین بار یا پانچ بار یا سات بار ام عطیہ نے کہا کہ ہمنے اوس کے بالون کو کنگہی سے صاف کر کے تین جگہہ گوندا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ میت کے بالون کو کنگہی کی جاوے اور گوندا جاوے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور اسحاق اور امام احمد اور اوزاعی اور ظاہر بات یہہ ہے کہ یہ حضرت کے اذن سے کیا گیا ہے جیسے کہ اور سب غسل کے طریق مین حضرت سے اذن لیا گیا انتہی **مسئلہ بست و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ میت کو کفن مین کرتہ بہی دیا جاوے عبارت ہدایہ کی یہ ہے اَلسُّنَّةُ اَنْ يُّكَفَّنَ الرَّجُلُ فِيْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ اِزَارٍ وَّقَمِيْصٍ وَّلِفَافَةٍ یعنی سنت یہ ہے کہ کفن دیا جاوے مرد تین کپڑون مین تہبند اور کرتہ اور لفافہ مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ

ثوبان وقد ضعف ثابتا یحیی بن معین وضعفہ غیر واحد یاں دو

یہ عن ابی موسی ھو ابو عائشۃ ولا یعرف ولا نعرف اسمہ ورواہ البیہقی من روایۃ مکحول عن رسول ابی موسی و حذیفۃ عنہما قال

الغَلَسِ حَتّٰی مَاتَ لَمْ يَعُدْ اِلٰی اَنْ يُسْفِرَ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھے اور پھر ایک مرتبہ زردی مین پڑھی پھر بعد اوس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اندھیرے مین صبح کی نماز پڑھتی رہے یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا اسفار مین پھر کبھی نہ پڑھی **آٹھوین حدیث** موطا امام مالک مین ہر کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے عاملون اور ابی موسی اشعری کی طرف لکھ بھیجا اَنْ صَلُّوا الصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ یعنی صبح کی نماز پڑھو اس حال مین کہ تارے ظاہر اور آپسمین ملے ہوئے ہون **نانوین حدیث** موطا امام مالک مین ہے اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ صَلَّی الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهِمَا بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا یعنی تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ بقرہ پڑھی **دسوین حدیث** اوسی مین ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ قَرَأَ فِيهِمَا بِسُورَةِ يُوسُفَ وَالْحَجِّ قِرَاءَةً بَطِيئَةً قِيلَ لَهُ اِذًا لَقَدْ كَانَ يَقُومُ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ قَالَ اَجَلْ یعنی تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ یوسف اور حج پڑھی بہت آرام قراءت سے **گیارہوین حدیث** محلی شرح موطا مین ہے وروی ابن ابی شیبہ كَانَ النَّاسُ يُغَلِّسُونَ الْفَجْرَ مِنْ زَمَنِ عُثْمَانَ مَا يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا یعنی ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے مین لوگ فجر کی نماز اندھیرے مین پڑھتے تھے ایک دوسرے کو کوئی پہچان نہین سکتا تھا **بارہوین حدیث** محلی مین ہر وَعَنْ اَبِي مُوسٰی وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ اَنَّهُمْ كَانُوا يُغَلِّسُونَ یعنی ابوموسی اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ وہ صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھا کرتے تھے **تیرہوین حدیث** صحیح بخاری مین عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰی مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّی الصَّلٰوتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَحْدَهَا بِاَذَانٍ وَاِقَامَةٍ وَالْعَشَاءَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّی الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُولُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ یعنی مین عبد اللہ کو ساتھ مکہ کی طرف نکلا سو ہم مزدلفہ مین آئے پس اُس نے دونون نمازین پڑھین ہر نماز تنہا ساتھ اذان اور اقامت کی اور عشا دونون کے درمیان پھر پڑھی نماز صبح کی جب کہ صبح نکلے بعض کہتے تھے کہ صبح نکلی ہے اور بعض کہتے تھے کہ صبح نہین نکلی **چودہوین حدیث** موطا امام مالک مین فرافصہ

سے روایت ہے اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُورِھِمَا قَامَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی قُلْنَا لِاَنَسٍ کَمْ کَانَ بَیْنَ فَرَاغِھِمَا مِنْ سُحُورِھِمَا وَدُخُولِھِمَا فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ قَدْرُ مَا یَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِیْنَ اٰیَۃً[1] یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کہائی پس جب سحری سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف کھڑے ہوئے اور نماز پڑہی سو ہمنے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ اون دونوں کی سحری سے فارغ ہونے مین اور نماز مین داخل ہونے مین کتنی دیر ہوئی اوس نے کہا کہ جتنی دیر مین آدمی پچاس آیتین پڑھ لیوے **چوتھی حدیث**[2] صحیح بخاری مین ابی حازم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّہٗ سَمِعَ سَھْلَ ابْنَ سَعْدٍ یَقُولُ کُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِیْ اَھْلِیْ ثُمَّ یَکُونُ سُرْعَۃٌ بِیْ اَنْ اُدْرِکَ صَلٰوۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اوس نے سنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہتے تھے مین سحری کہاتا تھا اپنے اہل مین پھر مجھکو جلدی ہوتی کہ مین فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پاؤن **پانچوین حدیث** ابو داؤد مین ہے کَانَ یُصَلِّی الصُّبْحَ وَمَا یَعْرِفُ اَحَدُنَا جَلِیْسَہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْرِفُہٗ فَکَانَ یَقْرَأُ فِیْھَا بِالسِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے اور نہین پہچانتا تھا کوئی ہمسے اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو جسکو پہچانتا تہا اور تھے پڑھتے اوس مین ساٹھ آیتین سو آیت تک **چھٹوین حدیث** ابن ماجہ مین ہے حَدَّثَنَا مُغِیْثُ بْنُ سُمَیٍّ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَلَمَّا سَلَّمَ اَقْبَلْتُ عَلَی ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا ھٰذِہِ الصَّلٰوۃُ قَالَ ھٰذِہٖ صَلٰوتُنَا کَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ اَسْفَرَ بِھَا عُثْمَانُ یعنی حدیث بیان کی ہمسے ابن سمی نے اوسنے کہا کہ مین نے عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ صبح کی نماز اندہیرے مین پڑھی سو جب اوس نے سلام کہی تو مین ابن عمر کی طرف متوجہ ہوا مین نے کہا کہ یہہ نماز کیسی ہے اوس نے کہا کہ یہہ نماز ہماری وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ ہم پڑہا کرتے تھے سو جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے روشن کر کے صبح پڑہی **ساتوین حدیث** ابو داؤد مین ہے اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الصُّبْحَ مَرَّۃً بِغَلَسٍ ثُمَّ صَلّٰی مَرَّۃً اُخْرٰی فَاَسْفَرَ بِھَا ثُمَّ کَانَتْ صَلٰوتُہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ

[1] یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب تعجیل الصلوٰۃ میں ہے

[2] یہ حدیث مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طحاوی نے معانی الآثار میں ... ۱۲

اپنے وقت معتاد سے پہلے پڑھے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث عبد اللہ بن مسعود کی ہرگز ہرگز
ناسخ نہین ہوسکتی ہے اس لئے کہ شرائط نسخ کے یہان پائے نہین جاتے ہین تاخر ناسخ کا منسوخ
سے ثابت نہین ہے اور تطبیق بہی بوجہ احسن ممکن ہے اسلئے کہ عبد اللہ بن مسعود کی روایت کے یہہ معنی
ہین کہ اُسدن بعد شروع وقت کے مطلق تاخیر نکی بلکہ بمجرد طلوع صبح صادق بلا تاخیر نماز پڑھے جیسا
کہ عبد الرحمن کی حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسدن ایسے وقت مین آپنے صبح کی نماز ادا کی کہ
بعضے لوگ کہتے تھے کہ ابہی صبح صادق نہین نکلی پس اوس کا یہہ مطلب ہے کہ غلس مین جو آپ کا ہمیشہ
کا وقت معتاد تہا اوسدن آپنے اوس وقت معتاد سے صبح کی نماز پہلے ادا کی اور وقت معتاد آپکا
غلس تہا خیر یسیر تہا یعنی بعد طلوع صبح صادق کے آپ ہمیشہ ذرا تاخیر کیا کرتے تہین اُسدن مطلق کچہہ تاخیر نہ کی
اس حدیث سے یہہ ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ آپکا وقت معتاد اسفار تہا بلکہ مسلم کی ایک روایت مین قبیل
وقتہا بغلس صاف آگیا ہے یعنی غلس مین جو آپکا وقت معتاد تہا اوسدن اوس وقت سے پہلے ادا کی
اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ اِسْتِحْبَابُ الصَّلٰوةِ
فِي اَوَّلِ الْوَقْتِ فِي كُلِّ الْاَيَّامِ وَلٰكِنْ فِي هٰذَا الْيَوْمِ اَشَدُّ اسْتِحْبَابًا وَلَيْسَ زِيَادَةُ التَّبْكِيْرِ
فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَاَجَابَ اَصْحَابُنَا عَنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ بِاَنَّ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
فِي غَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ يَتَاَخَّرُ عَنْ اَوَّلِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لَحْظَةً اِلٰى اَنْ يَاْتِيَهٗ بِلَالٌ وَفِي هٰذَا الْيَوْمِ لَمْ
يَتَاَخَّرْ لِكَثْرَةِ الْمَنَاسِكِ فِيْهِ فَيَحْتَاجُ اِلَى الْمُبَالَغَةِ فِي التَّبْكِيْرِ لِيَتَّسِعَ الْوَقْتُ لِفِعْلِ الْمَنَاسِكِ انتہی
یعنی مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا مستحب ہونا فجر کی نماز کا اول وقت مین تمام دنون مین ولیکن
اس دن مین سب سے زیادہ مستحب ہے اور اسدن مین اور دنون سے جلدی کرنی سنت ہے اور جواب دیا ہے
ہمارے اصحاب نے ان روایتون سے باینطور کہ معنی اُسکا یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسدن کے سوا اور
دنون مین طلوع فجر کے بعد ایک لحظہ دیر کرتے تھے یہانتک کہ آپکے پاس بلال آتا اور آپنے اسدن مین
طلوع صبح صادق کے بعد مطلق کچہہ دیر نہین کی ساتھ بہت ہونے عبادات حج پس حاجت پڑی
طرف مبالغہ کی اول وقت مین تاکہ وقت فراخ ہوجاوے اور سب کام حج کے ادا ہوجاوین انتہی
اور یہ بات ظاہر ہے کہ غلس کا وقت دراز اور طویل ہوتا ہے بہت دیر تک رہتا ہے اول یا آخر یا وسط
اوس کی جس جزء مین صبح کی نماز ادا ہوگی سب کو غلس ہی مین کہا جاویگا پس حدیث عبد اللہ بن

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ مَا اَخَذْتُ سُوْرَۃَ یُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَۃِ
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِیَّاهَا فِی الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا یعنی نہین پکڑی مین نے
سورہ یوسف مگر قرأت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی سے اوسکو صبح کی نماز مین جو کثرت سے اوس کو
مکرر پڑہا کرتے تہے **فائدہ** ان حدیثون سے صاف صاف صریح طور سے ثابت ہوتا ہے کہ
غلس مین صبح کی نماز پڑہنا مستحب ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات صبح کی نماز
غلس مین پڑہا کرتے تہے بلکہ ابوداؤد کی حدیث جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اوسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر مین فقط ایک ہی مرتبہ اسفار کرکے صبح کی نماز ادا کی ہے
اور بعد اوس کے باقی عمر ہمیشہ آخری دم تک غلس مین پڑہتے رہے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین
ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر اور ابوہریرہ اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور
قیلہ بنت مخرمہ **اور** ترمذی مین لکہا ہے وَهُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهٗ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ
اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ التَّابِعِیْنَ وَبِهٖ
یَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ یَسْتَحِبُّوْنَ التَّغْلِیْسَ بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ انتہی یعنی اسی تغلیس
کو اختیار کیا ہے بہت اہل علم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے اونہین سے ہین ابوبکر اور عمر اور
جو اون کے بعد ہین تابعین مین سے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین شافعی اور اسحاق اور احمد مستحب جانتے
ہین اندہیرے مین صبح کی نماز پڑہنے کو **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِیْ
هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ اِسْتِحْبَابُ التَّغْلِیْسِ بِالصُّبْحِ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ
وَالْجُمْهُوْرِ انتہی یعنی ان حدیثون مین دلیل ہے صبح کی نماز غلس مین پڑہنے کی مستحب ہونے پر
اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان
حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ تغلیس کی حدیثین منسوخ ہین اور وہ اپنی سند یہ حدیثین
لاتے ہین **پہلی حدیث** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی قَالَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوةً اِلَّا لِمِیْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَیْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَّ
صَلَّی الْفَجْرَ یَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِیْقَاتِهَا یعنی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ
کبہی نماز پڑہی ہو مگر اپنے وقت پر مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی مزدلفہ مین اور اوس دن صبح کی نماز

پہچانی نہین جاتی تہین اور غلس کا اندھیرا باقی ہوتا تھا یہہ غلس اسفار حنفیہ مین کہان متصور ہے اور پہر اس حدیث اسفار مین یہہ حکم ہے کہ جتنا اسفار کرو وتنا ہی ثواب زیادہ ہے پس اسی لازم آویگا کہ آخر فرد اسفار جو طلوع آفتاب کے عین متصل ہے اوس مین بہی ثواب زیادہ ہو حالانکہ اس وقت پڑہنے والے کو منافق فرمایا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین صاف موجود ہے تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا اِلَّا قَلِيلًا یعنی یہہ نماز منافق کی ہے بیٹہکر آفتاب کی انتظار کرتا ہے یہانتک کہ جب زرد ہو جاوے اور شیطان کے دونون قرنون مین ہووے کہڑا ہوتا ہے اور چار ٹہونگے مارتا ہے **دوم** باین طور اس کی تطبیق ہو سکتی ہے کہ شروع نماز غلس مین ہو اور تطویل قرارت اسقدر ہو کہ اختتام نماز تک وقت اسفار آجاوے کما هو مذهب الطحاوی **سوم** تطبیق باین طور ہو سکتی ہے جو امام خطابی نے لکہی ہے کہ اسفار کا حکم چاندنی راتون مین ہے اس لئے کہ اون مین صبح کی روشنی اور چاند کی روشنی مین اشتباہ رہتا ہے اور نیز یہہ بہی ممکن ہے کہ اسفار کا حکم ابر کی راتون مین ہو اس لئے کہ اون مین بہی روشنی صبح دیر کے ساتہ ظاہر ہوتی ہے پس باوجود ضعیف ہونے ناسخ کے اور عدم علم تاخر ناسخ کے اور امکان تطبیق کے دعوی نسخ قطعًا باطل او رفاسد ہے اور مردود ہے مدعی نسخ کے منہ پر **علاوہ** ازین غلس کی حدیثون کو بخاری اور مسلم اور دیگر اصحاب صحاح نے روایت کیا ہے اور اسفار کی حدیثون کو بخاری و مسلم نے روایت نہین کیا ہے پس صحیحین کی حدیثون کو بالاتفاق ترجیح ہوگی **تیسری** دلیل حنفیہ یہہ لاتے ہین جو ابراہیم نخعی کا قول ہے مَا اجْتَمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِثْلَ مَا اجْتَمَعُوا عَلَى التَّنْوِيرِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کسی شے پر جمع نہین ہوئی جیسے کہ صبح کے روشن کرنے پر جمع ہوئے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اگر مراد اون کی یہہ ہے کہ وہ کل صحابہ یا اکثر صحابہ کا مذہب نقل کرتے ہین تو یہہ بات صحیح نہین اس لئے کہ اونکو جمہور صحابہ سے ملاقات نہین ہوئی بلکہ فقط ایک دو صحابی سے اون کی ملاقات ثابت ہے چنانچہ تقریب مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہا ہے اور اس طبقے والے وہ لوگ ہین جنکو صرف ایک دو صحابی سے ملاقات ہوئی ہے اور بعضون کو اون مین سے سماع کسی صحابی سے ثابت نہین ہے میزان الاعتدال مین لکہا ہے کہ ابن مسعود سے ارسال اون کا حجت نہین ہے **اور** نیز ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

مسعود سے تطبیق ہوگئی **علاوہ** ازین اور حدیثون سے مداومت تغلیس کی ثابت ہوتی ہو جیسا کہ
ساتوین حدیث سے صاف ثابت ہو چکا ہے پھر نسخ کا دعوی کہان گیا **دوسری حدیث**
حنفیہ اپنی سند مین لاتے ہین اَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ یعنی صبح کو روشن کرکے پڑھو اوس مین
زیادہ تر ثواب ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث تغلیس کی ناسخ نہین ہو سکتی ہے اس لئے کہ یہ
حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ اس کے نسائی والی اسناد مین دو راوی ضعیف ہین اول ابراہیم بن یعقوب ناصبی
مذہب ہے دوسرا راوی ابن ابی مریم ضعیف اور مختلط ہے چنانچہ تقریب مین لکہا ہے ابو بکر ابن عبد اللہ بن
ابی مریم الغسانی الشامی وقد ینسب الی جدہ قیل اسمہ بکیر وقیل عبد السلام ضعیف وکان
قد سرق بیتہ فاختلط انتہی یعنی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم غسانی شامی ہے اور کبہی اپنے دادے
کی طرف نسبت کیا جاتا ہے بعضے کہتے ہین نام اوسکا بکیر ہے اور بعضے کہتے ہین عبد السلام ہے ضعیف ہے اور
اوس کے گھر مین چوری ہوگئی تہی پر اوس کی حدیث رل مل گئی تہی انتہی اور نیز اسکا متاخر ہونا بہی ثابت
نہین ہوتا ہے اور نیز بہت حدیثون سے تغلیس کی مداومت ثابت ہوتی ہے جو اس ناسخ کے بطلان پر دلالت کرتی
ہے اگر منسوخ ہوتی تو پھر آخر دم تک تغلیس مین نماز پڑہنے کی کیا معنے ہوئے **اور** نیز اس حدیث کے تغلیس
کے ساتھ تطبیق بہی کئی طور سے ممکن ہے **اول** باین طور کہ مراد اسفار سے ظہور صبح کا ہے ایسی طرح
پر کہ صبح مین کسی کو شک باقی نہ رہے اور یقین کامل ہو جاوے اور اس اسفار مین بمعنی تیقن طلوع صبح صادق
کا ہو فی الجملہ امتداد بہی موجود ہے جس مین افراد متعدد فرض ہو سکین اس لئے کہ ایک تیقن وقت کا وہ ہے
کہ خاص اون لوگون کو جنکو معرفت تام وقت طلوع صبح کے ہے تیقن طلوع صبح ہو اور اون کو نہو پھر
اوس کے بعد ایک فرد زمانہ کا وہ ہے کہ جو لوگ اون سے کم ملکہ معرفت وقت رکہتے ہین اونکو بہی تیقن
ہو جاوے وعلی ہذا القیاس بہت سے افراد اسیطرح نکل سکتے ہین پہر رفتہ رفتہ ایک فرد زمانہ کا وہ ہے
کہ ہر ایک شخص کو دخول وقت صبح صادق کا تیقن ہو جاوے اور یہہ تمام افراد غلس ہی مین نکل سکتے
ہین اب یہہ حدیث اسفار جو بمعنی تیقن طلوع صبح صادق ہے اور درحقیقت غلس کے ساتھہ جمع ہو گئی بے تکلف
صادق ہے کسی طرح کی اس مین منافات نہین ہے اور جس غلس کا استحباب حدیث سے ثابت ہے وہ
ایسا غلس ہے کہ نماز مین بقدر سو آیتون کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرائت پڑہتے تہے اور دیگر ارکان
نماز بہی بطمانیت اور تعدیل ادا فرماتے تہے اور بعد تمام نماز جو عورتین گھرون کو پلٹ جاتین تہین

له قال الشافعي واحمد واسحٰق الاسفار ان يضح الفجر فلا يشك فيه ولم يروا ان معنى الاسفار تاخير الصلوة انتهى ترمذى ١٢

جواب اسکا یہہ ہے کہ اس کی تصحیح کسی محدث نے نہین کی ہے بلکہ محلی مین اس کی سند کو ضعیف لکھا ہے پس معارض روایات صحیحہ تغلیس کے نہین ہو سکتی ہے **اور** نیز صحیحین کی حدیثون کو ترجیح دیجاویگی **اور** نیز تیر دیکھنے کیوقت تو بہت سخت زردی ہو جاتی ہے اور وہ وقت بالاتفاق مکروہ ہے اس لیئے کہ آفتاب زرد کرکے نماز پڑہنے کی ممانعت آچکی ہے جیسے کہ مذکور ہو چکا ہے **اور** نیز بہت حدیثون مین عام طور سے اول وقت مین نماز ادا کرنے کی تاکید آچکی ہے **از انجملہ** یہہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتَ اِذَا کَانَتْ عَلَیْکَ اُمَرَاءُ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اَوْ یُؤَخِّرُوْنَھَا عَنْ وَقْتِھَا قُلْتُ فَمَا تَامُرُنِیْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا فَاِنْ اَدْرَکْتَھَا مَعَھُمْ فَصَلِّ فَاِنَّھَا لَکَ نَافِلَۃٌ یعنے کس طرح حال ہوگا تیرا اوسوقت جبکہ تجھپر حاکم ہونگے جو نماز کو مار دینگے یا اپنے وقت سے اوسکو تاخیر کرینگے مین نے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہو (یعنی مین ایسے وقت مین کیا کرون) فرمایا نماز اپنی وقت پڑہ لی پر اگر اون کے ساتھ تو اوسکو پاوے تو پڑھ لے پس تحقیق وہ واسطے تیرے نفل ہے انتہی اور ظاہر بات ہے کہ اول وقت صبح کا غلس ہوتا ہے پس اب ان حدیثون کے مقابلہ مین اوسکا کچھہ اعتبار نہین ہوگا اور اگر کوئی حنفی اس مسئلے مین صاحب انتصار کی تاویلات فاسدہ سے دلیل لاوے تو اوسکو لازم ہے کہ اول اختیار الحق کا ذرا مطالعہ کر لیوے بعد اوس کے انتصار کا نام اپنی زبان پر لاوے **مسئلہ بست و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ اَنْ یَّنْقُشَ الْمَسْجِدُ بِالْجَصِّ وَالسَّاجِ وَمَاءِ الذَّھَبِ یعنی نہین ڈر ہے اس بات مین کہ مسجد کو چونہ اور ساج اور سونے کے پانی سے نقش کیا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابوداؤد مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُمِرْتُ بِتَشْیِیْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّھَا کَمَا زَخْرَفَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا گیا مین ساتھ پختہ کرنے مسجدون کے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا البتہ زینت کروگے تم مسجدون کی جیسے کہ زینت کی ہے یہود اور نصاری نے انتہی اور ایک یہہ ہے جو کہ حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قِیْلَ لَہٗ اَلَا

اور عمر فاروق وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تغلیس صبح کی ثابت ہو چکی ہے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا

پھر یہہ قول ونکا کیسے صحیح ہو سکتا ہے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے شرح موطا مین لکھا ہے وَمِمَّا

یَقطَعُ بِعَدَمِ النَّسخِ کِتَابَۃُ عُمَرَ اِلیٰ عُمَّالِہٖ وَاِبی مُوسیٰ الاَشعَرِیِّ اَن صَلُّوا الصُّبحَ وَالنُّجُومُ بَادِیَۃٌ

مُشتَبِکَۃٌ کَمَا سَیَجِیءُ فِی الکِتَابِ فَلَو کَانَ التَّغلِیسُ مَنسُوخًا لَمَا خَفِیَ عَلیٰ عُمَرَ وَاَبِی مُوسیٰ

وَلَاَنکَرَ عَلَیہِ الصَّحَابَۃُ ذٰلِکَ وَاَیضًا سَیَجِیءُ فِی الکِتَابِ اَنَّ اَبَا بَکرِ الصِّدِّیقَ کَانَ یَقرَأُ

بِالبَقَرَۃِ فِی صَلوٰۃِ الصُّبحِ وَھُوَ یَقتَضِی تَغلِیسَہٗ بِالصُّبحِ یعنی اوس چیز سے جو کہ تغلیس کے نہ

منسوخ ہونے کا یقین دلاتی ہے لکھنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے طرف اپنے عاملون کے

اور طرف ابی موسیٰ اشعری کی یہہ کہ صبح کی نماز پڑھو اوس حال مین کہ ستارے ظاہر اور آپسمین

ملے ہون جیسے کہ کتاب مین آویگا پس اگر تغلیس منسوخ ہوتی تو حضرت عمر اور ابو موسیٰ پر پوشیدہ

نرہتی اور البتہ صحابہ اوسپر انکار کرتے اس بات کا اور نیز کتاب مین آویگا کہ تحقیق ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ بقرہ پڑھی اور وہ تغلیس صبح پر دلالت کرتی

ہے پھر بعد اوس کے شیخ سلام اللہ صاحب نے تغلیس صبح کی اثبات مین بہت آثار صحابہ سے نقل

کئے ہین پھر اوس کے آخر مین حاشیہ^عہ^ لکھتے ہین فَاِذَا ثَبَتَ التَّغلِیسُ مِن ھٰؤُلَاءِ الصَّحَابَۃِ الکِبَارِ

فَمَا رُوِیَ عَنِ النَّخعِیِّ مَا اجتَمَعَ اَصحَابُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَلیٰ شَیءٍ مَّا اجتَمَعُوا

عَلَی التَّنوِیرِ لَو صَحَّ مَحمُولٌ عَلیٰ مَن اَدرَکَہُ النَّخعِیُّ مِنَ الصَّحَابَۃِ مِن اَھلِ العِرَاقِ انتہیٰ یعنی

جب کہ صبح کی نماز اندہیرے مین پڑھنی ان صحابہ کبار سے ثابت ہو چکی تو اب جو کہ ابراہیم نخعی سے مروی

ہے اگر صحیح ہو تو اسپر محمول ہوگا جن صحابہ کے ساتھہ ابراہیم نخعی نے ملاقات کی ہے اہل عراق سے انتہیٰ

یعنی ابراہیم نخعی کے قول مین کل صحابہ مراد نہین ہو سکتے کہ ان کبار صحابہ سے تغلیس ثابت ہو چکی پس

لامحالہ بعض صحابہ مراد ہونگے اور نیز اوس کی صحت مین کلام ہے اور نیز تنویر سے مراد تیقن صبح بہی

ہو سکتی ہے جیسے کہ اسفار مین مذکور ہو چکا ہے پس باوجود ان وجوہ قویہ اور دلائل صریحہ کے جو نسخ

کے باطل ہونے پر دلالت کرتے ہین دعویٰ نسخ کرنا بڑا ہی سخت تعصب ہے یا غایت درجے کی جہالت ہے

چوتھی حدیث حنفیہ یہہ سند لاتے ہین نَوِّر یَا بِلَالُ بِالفَجرِ قَدرَ مَا یُبصِرُ القَومُ

مَوَاقِعَ نَبلِھِم یعنی روشن کر ای بلال صبح کو اتنا قدر کہ دیکھین لوگ جگہہ اپنے تیر گرنے کی کو سو

عہ یہ عبارت مصفّا الخ میں نقل کی گئی ہے ۱۲ عہ یہ عبارت مصفّا الخ ... التغلیس ... ۱۲

ہے سو امام اعظم کا یہہ مذہب مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال صلّیت مع انس بن مالک علی جنازۃ رجل فقام
حیال راسہ ثم جاؤا بجنازۃ امرأۃ من قریش فقالوا یا ابا حمزۃ صل علیہا فقام
حیال وسط السریر فقال له العلاء بن زیاد هکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قام علی الجنازۃ مقامک منہا ومن الرجل مقامک منہ قال نعم وفی روایۃ فقام عند
عجیزۃ المرأۃ ترجمہ اوس نے کہا کہ مین نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھہ ایک مرد
کے جنازے پر نماز پڑھی سو انس اوس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے پھر لوگ قریش کی ایک
عورت کا جنازہ لائے سو انھون نے کہا اے ابا حمزہ اس پر جنازہ کی نماز پڑھو پس کھڑے ہوئے
انس تخت کے وسط کے برابر یعنی درمیان اوس کے پس اوسکو علاء بن زیاد نے کہا اسی
طرح دیکھا ہے تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے پر کھڑے ہوتے جگہہ کھڑے ہوتے
تیرے کی اوس عورت سے اور مرد پر جگہہ کھڑے ہوتے تیرے کی اوسکے اوس نے کہا ہان اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ عورت کے کمر کے برابر کھڑے ہوئے **مسئلہ** اور
ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ شہید
کا جنازہ پڑھا جاوے اور غسل نہ دیا جاوے الشہید من قتلہ المشرکون او وجد فی المعرکۃ
وبہ اثر او قتلہ المسلمون ظلما فیکفن ویصلی علیہ ولا یغسل یعنی شہید وہ ہے جسکو
مشرکین قتل کر ڈالین یا معرکہ مین پایا جاوے اور اوس پر کچھ نشان ہو یا مسلمان اوس کو
ظلم سے مار ڈالین پس کفن دیا جاوے اور اوس کا جنازہ پڑھا جاوے اور غسل نہ دیا جاوے
اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو صحیح بخاری
مین جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین
الرجلین من قتلی احد فی ثوب واحد ثم یقول ایہم اکثر اخذا للقرآن فاذا
اشیر لہ الی احدہما قدمہ فی اللحد وقال انا شہید علی ہؤلاء یوم القیمۃ وامر
بدفنہم بدمائہم ولم یصل علیہم ولم یغسلوا یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جمع کرتے تھے دو مردون کو احد کے شہیدون سے ایک کپڑے مین پھر فرماتے کہ ان مین زیادہ

اَمنعہم مسجدک ثم نجیبہ قال لا عریش کعریش موسٰی وکان سقف مسجدہ من الجرید وکا
نت ساریتہ اور ایک حدیث اوسی میں ہے لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عد ذلک من اشراط
الساعۃ قال یزخرف المساجد وتطول المنارۃ اور ایک حدیث اوسی میں ہے کہ علی رضی اللہ تعالی
عنہ قال حین مر بمسجد مزخرف لمن ہذہ البیعۃ انتہی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا
کہ کیا ہم آپ کی مسجد کو گرا کر نئی بنا دیں فرمایا نہیں عریش مثل عریش موسی کی اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے قیامت کی نشانیاں میں سے ایک یہہ بیان کیا کہ مسجدیں زینت کی جاویں گی اور حضرت
علی رضی اللہ تعالی عنہ جب ایک مسجد زینت والی پر گذرے تو فرمایا یہہ کسکا گردوارہ ہے
مگر صاحب کمال نے ان حدیثوں کی سند بیان نہیں کی ہے **مسئلہ بست و ہشتم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے واذا
خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام یعنی جب امام منبر پر چڑھنے کے واسطے نکلے تو نہ نماز پڑھے اور
نہ کلام کرے یعنی جس وقت امام نکلے اوسی وقت سے کلام کرنی منع ہو جاتی ہے خواہ ابھی خطبہ
بھی شروع نہ کیا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث
سے جو کہ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے تو اپنے بھائی کو جمعہ کے دن چپ رہو اور حالانکہ امام
خطبہ پڑھتا ہو پس تحقیق تو نے لغو کیا **فائدہ** اس حدیث کے تحت میں امام نووی نے شرح صحیح
مسلم میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول والامام یخطب دلیل ہے اسپر کہ واجب ہونا
سکوت کا اور منع ہونا کلام کا فقط اوسی حالت میں ہے جب کہ امام خطبہ پڑھتا ہو (یعنی امام کے نکلنے
بعد قبل شروع خطبہ کے کلام کرنا جائز ہے) اور یہی ہے مذہب ہمارا اور امام مالک اور جمہور علما
کا انتہی **مسئلہ بست و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کو یہہ ہے جو کہ
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ویقوم الذی یصلی علی الرجل والمرأۃ بحذاء الصدر
یعنی اور کھڑا ہووے جو نماز جنازے کی پڑھے مرد اور عورت پر برابر سینے کے یعنی امام جنازے
کی نماز میں سینہ کے برابر کھڑا ہووے خواہ جنازہ مرد کا یا عورت کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے

تو وہ یہہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے چالیس سے کم مین زکوۃ دینے کی نفی نہین نکلتی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل نصاب زکوۃ اونٹون کی بیان کر دی ہے تو اگر چالیس سے کم مین زکوۃ واجب ہوتی تو پہر استیناف کرنا فرما دیتے یا ہر پانچ مین بکری فرما دیتے یا پچیس مین بنت مخاض فرما دیتے پہر ان دو عددون اسفل کو ترک کر کے تیسرے عدد اعلے کو ذکر کیون کیا یا ترتیب اول سے شروع کیون نہین کیا **اور** نیز السکوت فی معرض البیان بیان اصول کا قاعدہ مقرر ہو چکا ہے یعنی بیان کرنے کی جگہہ چپ کر جانا یہ بہی بیان ہوتا ہے پس یہ سکوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ چالیس سے کم مین زکوۃ نہین ہے **مسئلہ سی و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا صاحب کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے اِذَا كَانَتِ الْخَيْلُ سَائِمَةً ذُكُوْرًا وَّاِنَاثًا اَوْ اِنَاثًا فَصَاحِبُهَا بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اَعْطٰى عَنْ كُلِّ فَرَسٍ دِيْنَارًا وَاِنْ شَاءَ قَوَّمَهَا وَاَعْطٰى عَنْ كُلِّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ یعنے جب گہوڑے چرنے والے نر او مادہ ہون تو مالک اونکا مختار ہے خواہ ہر گہوڑے کی زکوۃ ایک دینار دیوے اور خواہ اوس کے قیمت ڈالکر ہر دو سو درہم سے پانچ درہم زکوۃ دیوے انتہی مطلب یہہ ہے کہ گہوڑون مین زکوۃ واجب ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم صاحب کا یہہ مسئلہ مخالف ہوا ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ابو داؤد اور ترمذی مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا لَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق معاف کیا ہے مین نے زکوۃ گہوڑون کی اور غلامون کی پس لاؤ صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم مین ایک درہم اور ایک سو نوے تک کوئی چیز واجب نہین پس دو سو کو پہونچے تو اوس مین پانچ درہم ہین **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے مسلمان پر زکوۃ اوس کے غلام مین اور نہ اوس کے گہوڑے مین **تیسری حدیث** دار قطنی مین علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْ

قرآن پڑہا ہوا کون ہے پس جب آپکے واسطے دونون سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اوسکو پہلے
قبر مین داخل کرتے پہر فرماتے کہ مین انپر گواہ ہون قیامت کے دن اور آپنے حکم فرمایا اون کے دفن
کرنے کا اپنے خونون کے ساتھ اور نہ نماز پڑھے آپنے اونپر اور نہ اون کو غسل دیا **فائدہ** اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ شہید پر نماز نہ پڑہی جاوے ... اور نہ اُسکو غسل دیا جاوے **تنبیہ** حنفیہ
جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند سے حدیث لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ
تعالی عنہ پر نماز پڑہی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ثابت نہین ہوئی بلکہ کل طریقون
سے ضعیف ہے کما بسط فے التخریج پس اس حدیث بے سند سے دلیل کرنا جائز نہین ہے اور بفرض
محال صحیح بہی ہو تو جب بہی بخاری کی صحیح کو ترجیح ہوگی اس لئے کہ بعد قرآن کے وہ سب کتابون سے زیادہ
صحیح ہے کما ہو معلوم **مسئلہ سی ونہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ثُمَّ اِذَا زَادَتْ عَلَی مِائَةٍ وَعِشْرِیْنَ تُسْتَانَفُ
الْفَرِیْضَةُ فَیَکُوْنُ فِی الْخَمْسِ شَاةٌ مَعَ الْحِقَّتَیْنِ وَفِی الْعَشْرِ شَاتَانِ یعنی جب اونٹ ایک سو بیس سے
زیادہ ہوجاوین تو زکوۃ پہر نئے سرے سے شروع کی جاوے پس ہر پانچ اونٹ مین ایک بکری دی
جاوے اور دس مین دو بکری اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے
اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی
عِشْرِیْنَ وَمِائَةٍ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّةٌ یعنی جب ایک
سو بیس سے زیادہ ہون تو ہر چالیس اونٹون مین بنت لبون ہے (یعنی جو تیسرے برس مین داخل ہوا ہو)
اور ہر پچاس مین حقہ ہے (یعنے جو چوتہے برس مین داخل ہوا ہو) **فائدہ** مطلب اسکا
یہہ ہے کہ امام اعظم کہتے ہین کہ اگر ایک سو بیس سے پانچ اونٹ زیادہ ہوجاوین تو اوسمین ایک
بکری دینی واجب ہے اور اگر دس زیادہ ہوجاوین تو دو بکری واجب ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس
پس اون کے نزدیک ایک سو بیس کے بعد چالیس سے کم اونٹون مین زکوۃ واجب ہے اور
اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک سو بیس کے بعد چالیس سے کم مین زکوۃ واجب
نہین بلکہ جب چالیس پورے ہون تو بنت لبون اور ہر پچاس مین حقہ دیا جاوے اور جو اس
سے کم ہو تو اوس مین زکوۃ دینا واجب نہین ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے

یعنی صدقہ فطر کا آدہا صاع ہے گیہون سے ہو یا آٹے سے یا ستو وغیرہ سے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِیْبٍ یعنی ہم نکالا کرتے تھے زکوۃ فطر کی ایک صاع طعام یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع منقے سے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ صدقہ فطر کا ایک صاع ہر نفس پر واجب ہے اگر گیہون دیوے تو بہی ایک صاع دیوے اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور کا اور دلیل جمہور کے یہہ حدیث ابو سعید کی ہے اور اس کی دلالت اسپر دو وجہ سے ہے اول یہہ کہ اہل حجاز کی لغت مین طعام خاص کرکے گیہون ہی کا نام ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ اور باقی چیزون کے ساتہہ اسکو بیان کیا ہے دوسری وجہ یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزون مختلف کا ذکر فرمایا ہے جنکی قیمت مختلف ہے اور اون سے ہر قسم مین صاع واجب فرمایا پس معلوم ہوا کہ معتبر ایک صاع پورا ہے ہر قسم سے اوس کی قیمت کی طرف خیال نہین ہے پہر فرمایا وَلَیْسَ لِلْقَائِلِیْنَ بِنِصْفِ صَاعٍ حُجَّۃٌ اِلَّا اَحَادِیْثُ مُعَاوِیَۃَ وَسَنُجِیْبُ عَنْہُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاعْتَمَدُوْا اَحَادِیْثَ ضَعِیْفَۃً ضَعَّفَہَا اَہْلُ الْحَدِیْثِ وَضُعْفُہَا بَیِّنٌ یعنی نہین ہے واسطے نصف صاع کہنے والون کی کوئی دلیل مگر حدیث معاویہ کی اور ہم قریب ہے کہ اوس کا جواب دینگے اگر چاہے اللہ تعالی اور اعتماد کیا ہے اونہون نے ضعیف حدیثون پر جنکو اہل حدیث نے ضعیف کیا ہے اور ضعف اونکا ظاہر ہے انتہی راقم الحروف عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ایک یہ وجہ بہی ہے کہ اس حدیث مین طعام اور چیزون کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے اور انکے سوا اور کوئی چیز نہین ہے جسکو طعام کہا جاوے اس لئے کہ اور سب چیزین اوس مقابلہ معدود ہو چکے ہین پس لامحالہ اوسی گیہون ہی مراد ہوگی پس گیہون مین بہی ایک صاع پورا واجب ہوگا **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو اون کی سند وہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے اوس نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان زندہ تھے اوسوقت ہم زکوۃ فطر کی ہر چہوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک ایک صاع طعام وغیرہ سے نکالا کرتے تھے سو ہمیشہ اوسی کو نکالتے رہے یہانتک کہ معاویہ ہمارے پاس آیا (یعنی حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکہ کو جاتا تہا) سو اوس نے منبر پر لوگون کو

الخضراوات صدقة ولا في العرايا صدقة ولا في أقل من خمسة أوسق صدقة ولا في العوامل صدقة ولا في الجبهة صدقة قال الصقر الجبهة الخيل والبغال والعبيد

یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہے سبزیون مین صدقہ اور نہین ہے عطایا کی ہوئی کھجورون مین صدقہ اور نہین ہے پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور نہین ہے عوامل مین زکوۃ اور نہین ہے جبہہ مین زکوۃ صقر راوی نے کہا کہ جبہہ گھوڑا اور خچر اور غلام ہین **فائدہ** امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل ہے باب مین ہے کہ گھوڑے اور غلام جب تجارت کیواسطے نہون تو اون مین زکوۃ نہین ہے اور سا تہہ اسی کے قائل ہین تمام علما سلف اور خلف کے لیکن ابوحنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جب زیادہ کو ہون تو اون مین زکوۃ ہے اور اونکے پاس اس بات مین کوئی دلیل نہین ہے اور یہہ حدیث صریح ہے اونکے رد مین انتہی ملخصاً **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس سے گھوڑا غازی کا ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ تاویل ظاہر حدیث کی برخلاف ہے کسی قسم کے گھوڑے کی اس مین قید نہین بلکہ ہر قسم کے گھوڑے کو عام ہے پس نہ جائز ہوگی تخصیص اوس کی بغیر کسی دلیل کے **مسئلہ سی و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ولا یخرج عن مماليكه للتجارة یعنی نہ نکالے صدقہ فطر کا اپنے غلامون سے جو واسطے تجارت کے خرید کیے ہون اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس في عبده صدقة إلا صدقة الفطر یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے مسلمان کے غلام مین صدقہ لیکن صدقہ فطر کا **فائدہ** امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم مین کہا یہہ حدیث صریح ہے صدقہ فطر کے واجب ہونے مین مالک پر اپنے غلام کی طرف سے برابر ہے کہ خدمت کے واسطے ہو یا تجارت کے واسطے ہو اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور علما کا انتہی **مسئلہ سی و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے صدقة الفطر نصف صاع من بر أو دقيق أو سويق

کلام سے اوپر ثابت ہو چکا ہے **مسئلہ سی و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا تَدْفَعُ الْمَرْأَةُ اِلٰى زَوْجِهَا یعنی نہ زکوۃ دیوے
عورت اپنے خاوند کو اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے جو کہ صحیح
بخاری اور صحیح مسلم مین زینب بیوی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سے روایت ہو قالت قال
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ
اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجْزِيْ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ
قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ
بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ فَقَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ اَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ
فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ
وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ وَاللَّفْظُ
لمسلم یعنی زینب نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای گروہ عورتون کی صدقہ دو اگرچہ
اپنے زیورون سے ہو اوس نے کہا کہ مین ... عبد اللہ (یعنی اپنے خاوند) کی طرف لیٹ گئی پس
مین نے اوسکو کہا کہ تحقیق تو مرد فقیر ہی اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو صدقہ کرنے کا
حکم فرمایا ہے پس تو حضرت کے پاس جا اور اونسے پوچہہ پس اگر تجہکو صدقہ دینا جائز اور کافی ہو تو تجہکو
دیدون ورنہ تمہارے سوا اور کسی غیر کو دیدون اوس نے کہا کہ مجہکو عبد اللہ نے کہا بلکہ تو ہی
حضرت کے پاس جا اوس نے کہا پس چلی مین طرف حضرت کی پس ناگہان انصار کی ایک عورت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے مین کہڑی ہوئی تہی جو میری حاجت تہی وہی اوس کی حاجت
تہی اوس نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو ہیبت آتی تہی خوف سے

خطبہ سنایا اور وعظ کیا تو اوس مین ایک یہہ بات بہی اوس نے لوگون کو کہی کہ میری رای مین یہ آتا ہی
کہ آدہا صاع شام کی گیہون کا کہجور وغیرہ کی ایک صاع پوری کے برابر ہوجاتا ہے (یعنی کہجور وغیرہ
کی ایک صاع کے بدلے اگر گیہون آدہا صاع دیدیوے تو کافی ہے) پس لوگون نے اسی کو لے لیا
ابو سعید کہتے ہین لیکن مین تو ہمیشہ ایک صاع پورا گیہون کا دیتا رہون گا جب تک کہ زندہ
رہون گا جیسے پہلے دیا کرتا تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکہا ہے والجمہور یجیبون عنہ بانہ قول صحابی وقد خالفہ ابو سعید وغیرہ ممن ہو اطول
صحبۃ واعلم باحوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واذا اختلف الصحابۃ لم یکن قول بعضہم
باولی من بعض فیرجع الی دلیل اخر وجدنا ظاہر الحدیث والقیاس متفقۃ علی
اشتراط الصاع من الحنطۃ کغیرہا فوجب اعتمادہ وقد صرح معاویۃ بانہ رای راٰہ
لا انہ سمعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان عند احد من حاضری مجلسہ مع کثرتہم
من الحنطۃ علم من موافقۃ معاویۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لذکرہ کما جری لہم
فی غیر ہذہ القضیۃ یعنی جمہور علما اس حدیث معاویہ کا یہہ جواب دیتے ہین کہ یہہ قول ایک صحابی کا
ہی اور تحقیق مخالف ہوگئے ہین اوس کے ابوسعید وغیرہ صحابہ جنکی حضرت کے ساتہ بہت دراز صحبت ہے
اور جو زیادہ تر جاننے والے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو اور جب کہ صحابہ آپس مین مخالف ہوجاوین
تو بعضون کا قول بعض سے اولی نہین ہے پس دوسری دلیل کی طرف رجوع کیا جاویگا اور پایا ہمنے
ظاہر حدیث کو اور قیاس کو متفق اوپر شرط ہونے ایک صاع گیہون کی مثل غیر اوس کی کے پس واجب
ہوگیا اوسپر اعتماد کرنا اور تحقیق معاویہ نے اس بات کی خود تصریح کردی ہو کہ یہہ فقط میری رای
ہے اونے اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنا ہے اور با وجود کثرت ہونے اوس کے حاضرین
مجلس کے اگر کسی کے پاس اس گیہون کا علم ہوتا موافق معاویہ کے تو اوسکو ذکر کردیتا جیسے کہ اور بہت معاملون
مین اونسے ایسا واقع ہوا ہے انتہی اور قطع نظر اسسے اگر حدیث بہی نہوتی تو جب بہی صحابی کا قول حجت
نہین ہے اور یہان تو حدیث صحیح متفق علیہ موجود ہے پس یہان تو سنت کے مقابلہ مین قول صحابی کا
بالاتفاق حجت نہین ہوگا **ابن ہمام** حنفی نے لکہا ہے قول الصحابی حجۃ عندنا ما لم ینفہ شئ
من السنۃ انتہی اور حنفیہ جن حدیثون کی سند لاتے ہین وہ سب کی سب ضعیف ہین جیسا کہ امام نووی کی

سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکوٰۃَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ اَوْ رَجُلٍ اَوِ امْرَأَۃٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کی ہی زکوۃ فطر کی رمضان سے ہر نفس پر مسلمانون سے آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے **فائدہ** اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نفس پر مسلمانون سے صدقہ واجب کیا ہے کسی قسم کی اس مین قید نہین مالک نصاب کا ہو یا نہو سب پر صدقہ واجب ہے امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہی اسپر کہ صدقہ فطر کا واجب ہے اوسپر جو اپنی قوت اور اپنے گھر والون کی قوت سے زیادہ کا مالک ہو اور یہی مذہب ہے شافعی اور جمہور کا انتہی اور صاع کہتے ہین انگریزی حساب سے پونے تین سیر کو **مسئلہ سی و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیُؤَدِّی الْمُسْلِمُ الْفِطْرَۃَ عَنْ عَبْدِہِ الْکَافِرِ اور ادا کرے مسلمان فطر کا صدقہ اپنے غلام کافر کی طرف سے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ مسئلہ سی و ششم مین ابھی گذر چکی ہے اس لئے کہ اس مین صریح موجود ہے کہ مسلمان ہی پر صدقہ واجب ہے کافر پر واجب نہین ہے چنانچہ من بیانیہ اسپر صاف دلالت کرتا ہی اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول من المسلمین صریح ہے اسبات مین کہ صدقہ فطر کا نہ نکالا جاوے مگر مسلمان سے پس نہین لازم اوسپر صدقہ اپنے غلام اور بیوی اور اولاد کی طرف سے اگر کافر ہون اگرچہ واجب ہے اون پر نفقہ اون کا اور یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا انتہی **مسئلہ سی و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یَصُوْمُوْنَ یَوْمَ الشَّکِّ اِلَّا تَطَوُّعًا **ترجمہ** اور نہ روزہ رکھین لوگ دن شک کے مگر نفلی روزہ یعنی جس دن شک ہو کہ رمضان کا چاند ہوا ہے یا نہین تو نفلی روزہ اوسدن رکھنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ

کوئی آپکے سامنے نہین ہوسکتا تہا اُس نے کہا کہ پس بلال رضہ ہمپر نکلے سو ہمنے اوسکو کہا کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور اونکو خبر دی اس بات کی کہ آپکے دروازے مین دو عورتین کہڑی پوچہتے ہین کہ کیا اپنی خاوندون پر اور جو یتیم اون کی گود مین ہین اونپر صدقہ کر دینا اونکو کفایت کرتا ہے اور نہ خبر کرا ونکو اس بات کی کہ وہ کون ہین سو بلال رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئے اور آپسے پوچہا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونون عورتین کون ہین بلال رضہ نے کہا کہ ایک تو انصار کی عورت ہے اور ایک زینب ہے آپنے فرمایا کونسی زینب ہے اوس نے کہا عبداللہ کی بیوی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونکے واسطے دوگنا ثواب ہے ایک ثواب قرابت والون پر خرچ کرنے کا اور ایک ثواب صدقہ کا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے خاوند کو زکوۃ اور صدقہ وغیرہ دینا جائز ہے بلکہ اور غیر لوگون کو دینے سے اس مین دوگنا ثواب ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہہ تاویل کرتے ہین کہ صدقہ سے یہان مراد صدقہ نفلی ہے زکوۃ مراد نہین سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات کون ذی شعور کہہ سکتا ہے اور یہہ کس دین کی بات ہے کہ ایک شخص کو صدقہ نفلی دینا جائز ہو اور اوسکو صدقہ فرضی یعنی زکوۃ دینی جائز نہو جسکو صدقہ نفلی دینا جائز ہے اوسکو زکوۃ دینی بہی جائز ہے قرآن شریف مین صریح موجود ہے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۤءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیہ یعنی ہر قسم کے صدقات فرضی ہون یا نفلی واسطے فقرا اور مساکین کے ہین آخر آیت تک اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فقیرون کو ہر قسم کے صدقات دینے جائز ہین فرضی ہون یا نفلی بلکہ یہان نفلی صدقہ دینا جائز ہے وہان زکوۃ دینی بطریق اولی جائز ہے اور نیز زینب نے عبداللہ کو یتیمون کے ساتہہ ملا کر پوچہا ہے اور یتیمون کو زکوۃ دینی بالاتفاق جائز ہے پس جو اونکے ساتہہ مذکور ہے اوسکو بہی جائز ہوگی **مسئلہ سی و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى الْحُرِّ الْمُسْلِمِ اِذَا كَانَ مَالِكًا لِّمِقْدَارِ النِّصَابِ فَاضِلًا عَنْ مَسْكَنِهٖ وَثِيَابِهٖ وَاَثَاثِهٖ وَفَرَسِهٖ وَسِلَاحِهٖ وَعَبِيْدِهٖ یعنی صدقہ فطر کا واجب اوپر آزاد مسلمان کے جب کہ مالک ہو واسطے مقدار نصاب کے جو اوس کے گہر سے اور کپڑے سے اور گہر کے اسباب سے اور گہوڑے سے اور ہتہیار سے اور غلام سے زیادہ ہو مطلب یہہ کہ جو شخص نصاب سے کم کا یعنی مثل چالیس روپے کا مالک ہو اوسپر صدقہ فطر کا واجب نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو

بھی وارد نہین ہوتا **دوم** اگر مراد اس سے روزہ رمضان کا رکھا جاوے تو استثنا صحیح نہین ہو سکیگا اس لئے کہ اسصورت مین معنی اسکا یہہ ہو جاویگا کہ رمضان کے روزے کو اپنے وقت سے کوئی شخص مقدم نکرے مگر وہ شخص رمضان کو مقدم کر لیوے جسکی ہمیشہ روزہ رکھنے کی عادت ہو اور اس صورت مین خواہ مستثنی منہ مستثنی کی جنس قریب نکالی جاوے یا جنس بعید نکالی جاوے کسی صورت سے اس کا معنے صحیح نہین ہو سکتا ہے حالانکہ مستثنی مفرغ مین مستثنی منہ کا جنس قریب ہونا لازم ہے پس لامحالہ یہان سے مراد روزہ نفلی ہوگا یا عام روزہ ہوگا **سوم** شیخ عبدالحق حنفی نے لمعات شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے وَالْمَشْهُورُ فِي تَعْلِيلِهِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ التِّرْمِذِيُّ التَّقَوِّي بِالْفِطْرِ لِرَمَضَانَ لِيَدْخُلَ فِيهَا بِنَشَاطٍ وَقِيلَ الْحِكْمَةُ فِيهِ خَشْيَةُ اخْتِلَاطِ النَّفْلِ بِالْفَرْضِ انتہی یعنی اس کی علت بیان کرنے مین مشہور وجہ یہہ ہے جیسے ترمذی نے اس کی تصریح کی ہو کہ قوت حاصل کرنا ہے ساتھہ فطر کے واسطے رمضان کے تاکہ اوس مین خوشی کے ساتھہ داخل ہووے اور بعضون نے کہا حکمت اسمین یہہ ہو کہ نفل فرض کے ساتھ مل نجاوے انتہی اس علت کے بیان کرنیسے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مراد اوسی روزہ نفلی ہو فرضی روزہ مراد اوس سے نہین پس ان وجوہ سے یہ تاویل باطل ہوئی **چہارم** رمضان کے روزے رمضان کے چاند دیکھنے سے پہلے توکسیطرح سے ادا ہو ہی نہین سکتے ہین اس لئے کہ سبب وجوب کا چاند دیکھنا ہے جب چاند دیکھا جاویگا تو اوسوقت روزے واجب ہونگے ابھی قبل چاند سے تو واجب نہین ہوئے ہین پھر قبل وجوب کے ادا کیسے جائز ہو سکتے ہے ایسا ہو تو گرمی کے روزے قبل وجوب جاڑے کی موسم مین جائز ہو جاوین حالانکہ یہہ بات بالاجماع باطل ہے اور جبکہ قبل وجوب کے ادا جائز ہی نہین ہو تو پھر یہہ نہی کس چیز سے واقع ہوئی اور اس ممانعت کا کیا معنے ہوا شعبان کے دنون مین رمضان کا روزہ ادا کرنا تو سرے سے جائز ہی نہین ہے **مسئلہ سی ونھم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو وَإِذَا قَالَ لِلّٰهِ عَلَيَّ صَوْمُ يَوْمِ النَّحْرِ أَفْطَرَ وَقَضَى وَإِنْ صَامَ فِيهِ يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ یعنی اگر کہا کہ مجھپر اللہ کے واسطے بقرعید کے دن کا روزہ ہو افطار کرے اور قضا کرے اور اگر اوسمین روزہ رکھہ لیوے تو جائز ہے ذمہ سے نکل جاویگا مطلب یہہ کہ اگر کوئی شخص یہہ نذر مانے کہ اگر میرا فلان کام مثلا ہو جاویگا تو مین اللہ کیواسطے بقرعید کے دن روزہ رکھونگا تو یہہ نذر اوس کی صحیح ہو اوسپر اوسدن روزہ رکھنا جائز ہو اگر اوسدن نرکھیگا تو اوس کی قضا واجب

أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْ ذَٰلِكَ الْيَوْمَ یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ مقدم کرے کوئی رمضان سے روزہ ایک دن کا یا دو دن کا مگر وہ شخص جس کی عادت روزہ رکھنے کی ہو لپس چاہیے کہ روزہ رکھے اسدن کا **دوسری حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور لنسائی اور دارمی وغیرہ مین عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اوس نے کہا کہ جس شخص نے شک کے روز روزہ رکہا اوس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی **تیسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکہو وقت دیکھنے چاند کے اور افطار کرو وقت دیکھنے چاند کے پس اگر ابر کیا جاوے تمپر تو شعبان کے تیس دن پورے کرو **فائدہ** ان حدیثون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شک کے دن کوئی روزہ رکہنا جائز نہین ہو نہ فرضی اور نہ نفلی مگر جسکی ہمیشہ عادت ہو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہو واسطے مذہب شافعی اور مالک اور جمہور کے یہہ کہ نہین جائز ہو روزہ رکہنا دن شک کے اور نہین جائز ہو روزہ رکہنا تیسوین شعبان کی رمضان کا جب کہ تیسوین کی رات ابر ہو انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین لَا يُصَامُ الْيَوْمُ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ إِلَّا تَطَوُّعًا یعنی نہ روزہ رکہو دن شک کے مگر نفل روزہ **سو جواب** اسکا یہہ ہو کہ یہہ حدیث ضعیف ہی نہین صحیح ہو حجت پکڑنا ساتہہ اوس کے اور اگر بفرض محال صحیح بہی ہو تو معارض ہوگی ان حدیثون سے جو صحیح متفق علیہ ہین پس صحیحین کی حدیثون کو ترجیح دیجاویگی اور حدیث لا یتقدمن رمضان کی حنفیہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اسسے روزہ رمضان کا ہے اس لئے کہ تقدم اوسی صورت مین ثابت ہوگا نفلی مین تقدم ثابت نہین ہوگا کیونکہ شعبان تو کل مہینے مین نفلی روزہ جائز ہے اوسمین تقدم رمضان صادق نہین آویگا **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہہ کہ اسکا یہہ معنے نہین ہو کہ خود رمضان کا روزہ اپنے وقت سے مقدم کرے بلکہ اسکا معنے یہہ ہو کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے مقدم کرے پس اندرین صورت کوئی بہی استحالہ لازم نہین آتا اور تقدم رمضان کا شبہ

کرنا بالاجماع حرام ہے اس لئے کہ وہ مثل مردار کی ہے جب ضرورت ہوا ور نص موجود نہو تو اوسوقت
قیاس کرنا جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے جیسے کہ ہدایہ شریف مین لکہا ہے والقیاس فی مقابلۃ النص
المنقول غیر مقبول انتہی **اور** نیز یہہ دلیل روزہ کفارہ اور نذر غیر معین اور نفلی مین بہی جاری ہے
پہر اس سے لازم آتا ہے کہ وہ بہی اسدن مین رکہنا جائز ہوجاوے حالانکہ اونکا رکہنا اسدن مین تمہارے
نزدیک بہی جائز نہین ہے **اور** نیز ہم تسلیم نہین کرتے ہین کہ یہہ روزہ اوس کے حق مین مشروع
ہے اس لئے کہ نذر معین گو فی نفسہ جائز اور مشروع ہے ولیکن چونکہ اوس نے اسکو ایسے وقت
سا تہہ مقید کیا ہے جسمین روزہ رکہنا مطلق حرام ہے اس وجہ اور اس سبب سے وہ بہی ممنوع ہوگیا شرع
نہ ہا جیسے کہ مذہب جمہور علما کا ہے کہ تمام **مسئلہ پچاسواں** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَمَنْ دَخَلَ فِیْ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ اَوْ فِیْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ ثُمَّ
اَفْسَدَ قَضَاہُ **ترجمہ** اور جو شخص داخل ہوا نفلی نماز مین یا نفلی روزہ مین پہر اوسکو توڑدیا
تو اوسکو قضا کرے اس کا مطلب یہہ ہے کہ جو شخص نفلی روزہ رکہکر توڑ ڈالی اوس کی قضا اوس پر واجب
ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ان دو حدیثون کے ہے **پہلی حدیث**
صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّیْ اِذًا صَائِمٌ ثُمَّ اَتَانَا
یَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُھْدِیَ لَنَا حَیْسٌ فَقَالَ اَرِیْنِیْہِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا
فَاَکَلَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ طَلْحَۃُ فَحَدَّثْتُ مُجَاھِدًا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ ذٰلِکَ بِمَنْزِلَۃِ
الرَّجُلِ یُخْرِجُ الصَّدَقَۃَ مِنْ مَالِہٖ فَاِنْ شَاءَ اَمْضَاھَا وَاِنْ شَاءَ اَمْسَکَھَا یعنی اوس نے
کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز
ہے یعنی کچہہ کسی قسم کا کہانا ہے پس ہمنے کہا نہین فرمایا پس اب مین روزہ دار ہون پہر دوسرے روز
ہمارے پاس آپ تشریف لائے سو ہمنے کہا ای رسول اللہ کہجور کا حلوا ہمارے پاس ہدیہ بہیجا گیا ہے
سو آپ نے فرمایا وہ مجہکو دکہاؤ پس تحقیق مین آج صبح کو روزہ دار تہا سو آپ نے کہایا طلحہ (راوی)
کہتے ہین کہ مین نے یہہ حدیث مجاہد کے پاس بیان کی پس اوس نے کہا کہ یہہ روزہ نفلی بمنزلہ صدقہ
کے ہے جسکو آدمی اپنے مال سے نکالتا ہے اگر جی چاہا تو دیدیا اور جی چاہا تو اپنے پاس روک رکہا

ہوگی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ والنحر یعنی منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے عید فطر کے دن اور بقرعید کے دن **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَيْنِ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمَ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْاٰخَرُ يَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ یعنی یہہ دونون دن ہین کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین روزہ رکہنے سے ایک دن تمہارے افطار کا روزے سے دوسرا دن جس مین تم اپنی قربانی کا گوشت کہاتے ہو **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دو دن کے روزہ رکہنے سے بقرعید کے دن اور عید فطر کے دن **چوتھی حدیث** صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روزہ رکہنے سے عید فطر کے دن اور عید اضحی کے دن **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عید کے دن روزہ رکہنا حرام ہے خواہ کوئی روزہ ہو۔ نذر کا ہووے یا نفلی ہووے یا کفارہ کا ہووے یا نذر معین کا ہووے **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَلَوْ نَذَرَ صَوْمَهُمَا مُتَعَيِّنًا لِعَيْنِهِمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُوْرُ لَا يَنْعَقِدُ نَذْرُهُ وَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُمَا وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَنْعَقِدُ وَيَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُمَا قَالَ فَاِنْ صَامَهُمَا اَجْزَاَهُ وَخَالَفَ النَّاسَ كُلَّهُمْ فِيْ ذٰلِكَ یعنی اگر خاص کرا نہین دو دن کے روزے کی نذر مانی تو امام شافعی اور جمہور علما کے نزدیک یہہ نذر منعقد نہین ہوتی ہے اور نہ اوس کی قضا لازم آتی ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نذر صحیح ہے اور اوسپر قضا لازم ہے اور اگر خاص عیدون کے دن مین روزہ رکھے تو اوسکو کفایت کرتا ہے اور مخالفت کی ہے امام ابو حنیفہ نے تمام جہان کی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اون کے مقابلہ مین قیاس کو پیش کرتے ہین یا یہ طور کہ اوسنے جائز روزے کی نذر مانی ہے اور یہی غیر چیز کی وجہ سے ہے پس نذر صحیح ہوجاویگی الخ ولیکن نص کے مقابلہ مین قیاس

اوس کے موافق لوگوں کے اسپر کہ روزہ نفلی کا توڑنا اور دن کو درمیان کہا لینا جایز ہے اور روزہ باطل ہو جاتا ہے قضا اوس کی واجب نہین ہوتی ہے اُس مین آدمی مختار ہے ابتدا مین بہی اور بعد رکہنے کے بہی اور ساتہہ اسی کے قائل ہے ایک جماعت صحابہ کی اور احمد اور اسحاق اور دوسرے لوگ اصل کلام اون کا یہہ ہے وَفِی الرِّوَایَۃِ الثَّانِیَۃِ التَّصْرِیْحُ بِالدَّلَالَۃِ لِمَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ وَمُوَافِقِیْہِ فِیْ اَنَّ صَوْمَ النَّافِلَۃِ یَجُوْزُ قَطْعُہٗ وَالْاَکْلُ فِیْ اَثْنَاءِ النَّہَارِ وَیَبْطُلُ الصَّوْمُ لِاَنَّہٗ نَفْلٌ فَہُوَ اِلٰی خِیَرَۃِ الْاِنْسَانِ فِی الْاِبْتِدَاءِ وَکَذَا فِی الدَّوَامِ وَمِمَّنْ قَالَ بِہٰذَا جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَاٰخَرُوْنَ انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سندین کئی پیش کرتے ہین **پہلی** سند ان دونون آیتون کو لاتے ہین لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو دوسری آیت فَمَا رَعَوْہَا حَقَّ رِعَایَتِہَا یعنی نہ نگاہ رکہی اونہون نے حق نگاہ رکہنے اوس کا کہتے ہین اس مین خدا تعالی نے اون کی مذمت کی ہے اسپر کہ یہود نصاری نے ایسی عبادتون کو اختیار کیا جو اللہ تعالی نے اون پر نہین لکہی تہین پہر اون کی اونہون نے رعایت نہ کی جو حق رعایت کا تہا سو جواب **اول** اس کا یہہ ہے کہ اس کو نفلون پر قیاس کر لینا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ نفل تو اسلام مین مشروع امر ہے بلکہ موجب ثواب عظیم ہے اور جس رہبانیت کو اونہون نے اختیار کیا تہا وہ اصل مین مشروع نہین ہے بلکہ در اصل وہ عبادت بدعت اور ناجائز تہی جیسے کہ اول آیت سے صاف ثابت ہے رَہْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْہَا مَا کَتَبْنٰہَا عَلَیْہِمْ یعنی ایسی فقیری اونہون نے بدعت نکالی جو ہمنے اونپر نہین لکہی تہی اور جب کہ اصل مین وہ رہبانیّت اون کی بدعت ٹہیری اور ما التزام مالا یلزم کا ہوا تو پہر اوسکا تمام کرنا یا اوس کی قضا کا واجب ہونا کیسے جائز ہوگا جواب **دوم** اس کا کہ یہہ آیت اون کی رعایت نکرنے کی مذمت کے باب مین نہین ہے بلکہ ظاہر یہہ آیت اون کی اس رہبانیت اور عبادات شاقہ کی ایجاد کرنے اور اس نئی بدعت کر نکالنے کی مذمت مین نازل ہوئی ہے اس لیے کہ وہ رہبانیت التزام مالا یلزم کا تہا پہر اوس کی رعایت کا کیسے حکم ہوتا اور اوس کی نہ رعایت رکہنے کا یہہ مطلب ہے کہ جب اونہون نے اکثار عبادت اور اعمال شاقہ اختیار کئے تو وہ اوس مین تنگ گئے اور تہک کر اصل عبادت سے بہی رہگئے اور تہوڑی عبادت جو مشروع تہی اوس کے ادا کرنے سے بہی عاجز آئے نہ یہہ کہ رہبانیت مبتدعہ کی رعایت نکرنے کی وجہ سے اون کی مذمت ہوئی

عبارت صحیح مسلم دہلی کی جلد اول صفحہ ۳۶۹ بین سطر ۱۲

یعنی نفلی روزے کا بھی یہی حال ہے آدمی کو اوس بین اختیار ہی خواہ رکھکر تمام کرے خواہ توڑ ڈالے کسی قسم کا اس مین مواخذہ نہین ہے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی اور مسند امام احمد مین ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہو قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَلَى يَسَارِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّ هَانِئٍ عَنْ يَمِينِهِ فَجَاءَتِ الْوَلِيدَةُ بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ أُمَّ هَانِئٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدْ أَفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ لَهَا أَكُنْتِ تَقْضِينَ شَيْئًا قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ إِنْ كَانَ تَطَوُّعًا وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهُ وَفِيهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمَا إِنِّي كُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ أَمِيرُ نَفْسِهِ إِنْ شَاءَ صَامَ وَإِنْ شَاءَ أَفْطَرَ یعنی اوس نے کہا کہ جسدن مکہ فتح ہوا آئین فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائین طرف بیٹھ گئین اور ام ہانی آپ کی داہنی طرف تہی پس لڑکی پانی کا برتن لائی سو مین نے آپ کو پکڑا دیا سو آپ نے اوس مین سے پیا پہر ام ہانی کو پکڑا دیا سو اوس نے اوس مین سے پیا پس اوسنے کہا ای رسول اللہ کے البتہ مین نے روزہ توڑ ڈالا ہی اور مین روزہ دار تہی سو آپ نے اوسکو فرمایا کیا تو کوئی روزہ قضا کر رہی تہی (یعنی تیرا کوئی فرض یا واجب روزہ پہلے کا قضا ہوا ہوا تہا جس کے بدلہ آج روزہ رکہا تہا) اوس نے کہا نہین آپ نے فرمایا اگر نفلی روزہ تہا تو تجھکو نقصان نہین دیتا اور ایک روایت مین ترمذی اور احمد کے یہہ ہے کہ ام ہانی نے کہا ای رسول اللہ کے خبردار ہو تحقیق مین نے روزہ رکہا ہوا تہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفلی روزہ رکہنے والا اپنی جان کا امیر اور مختار ہے اگر جی چاہا تو روزہ تمام کر لیا اور جی چاہا تو توڑ دیا **فائدہ** ان دونون حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص نے نفلی روزہ رکہا ہو اوسکو اختیار ہے خواہ تمام کرے خواہ توڑ ڈالے اوسپر اوس کی قضا واجب نہین ہوتی ہے اس لئے کہ حدیث مین صاف موجود ہے کہ یہہ تجھکو نقصان اور ضرر نہین پہونچاتا پس اگر قضا واجب ہوتی تو پہر یہہ صریح ضرر ہے اسی طرح دوسری روایت مین ہے کہ نفلی روزہ رکہنے والا اپنی جان کا سردار ہے پس اگر اوسکا تمام کرنا واجب ہوگیا اور قضا اوس کی اوسپر لازم ہوگی تو پہر اپنے نفس کا امیر کیسے ہوا امیر ہونے کی حالت مین قضا کا واجب ہونا ممکن نہین ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین صریح دلیل ہو واسطے مذہب شافعی اور

فقال لہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق سلمان رضہ انتہی ۱۲

لائق حجت کے نہین چنانچہ شرح نخبہ کے حاشیہ مین لکہا ہے اِعْلَمْ اَنَّ کَوْنَ الْمُرْسَلِ حَدِیْثًا ضَعِیْفًا مَرْدُوْدًا لَا یُحْتَجُّ بِہٖ مَذْھَبُ جَمَاھِیْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ وَکَذَا الشَّافِعِیُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْفُقَھَاءِ وَاَصْحَابِ الْاُصُوْلِ یعنی جان رکہہ تو کہ تحقیق مرسل حدیث جمہور محدثین اور اکثر فقہا اور اصول والون کے نزدیک ضعیف اور مردود ہے لائق حجت پکڑنے کی نہین ہے اور امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے ثُمَّ مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَالْمُحَدِّثِیْنَ اَوْ جُمْھُوْرِھِمْ وَجَمَاعَۃٍ مِّنَ الْفُقَھَاءِ اَنَّہٗ لَا یُحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام شافعی اور جمہور یا تمام محدثین اور جماعت فقہا کا یہہ مذہب ہے کہ مرسل حجت پکڑنے کی لائق نہین ہے انتہی پس اب اس حدیث سے حجت پکڑنا جائز نہوگا خاصکر صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثون کے مقابلہ مین تو بطریق اولی لائق حجت نہین رہے گی اور بر تقدیر صحت اس امر کو استحباب پر محمول کیا جاویگا یعنی پہر قضا کرکے رکہنا مستحب ہے اور موجب اس حمل کی وہ حدیثین صحیحہ مذکورہ ہین جو نفلی روزہ توڑ دینے کے اختیار پر دلالت کرتے ہین پس اتنے سب حدیثون مین بوجہ حسن تطبیق ہو جاویگی فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِیْلَیْنِ وَاجِبٌ مَّا اَمْکَنَ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ فِی التَّلْوِیْحِ پس باوجود امکان تطبیق کی ایک حدیث کو رد کر دینا کسی مسلمان کو کب جائز ہے اور اس سے شیخ ابن ہمام کا قول بہی مردود ہوگیا جو انہون نے کہا ہے کہ اس امر کو استحباب پر حمل کرنے کا کوئی موجب نہین ہے اس قول ابن ہمام کی یہہ ہے کہ موجب اس حمل کی وہ حدیثین صحیحہ صریحہ مذکورہ ہین جو نفلی روزہ توڑنے کے اختیار پر دلالت کرتے ہین اس سے زیادہ تر موجب کس جانور کا نام ہے **اور** نیز یہہ بہی احتمال ہے کہ یہہ روزہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما کا نذر کا ہو یا قضا کا ہو اس وجہ سے انکو قضا کا حکم فرمایا ہو جیسے کہ علماء شافعیہ کا مذہب ہے **تیسری سند** حنفیہ یہہ لاتے ہین کہ نفلی حج اور عمرہ توڑنے سے اوس کی قضا واجب ہو جاتی ہے پس یہان بہی نفلی روزہ توڑنے سے قضا واجب ہوگی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ ایک امر نفلی توڑنے سے قضا کا واجب ہونا اسکو مستلزم نہین ہے کہ تمام ہر قسم کے نوافل توڑنے مین اوس کی قضا واجب ہو جاوے ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے ہوسکتا ہے کہ یہان ہو اور وہان نہو خاصکر یہان یا بحث فیہ مین تو نصوص صحیحہ صریحہ موجود ہین جو نفلی روزہ توڑنے سے قضا واجب نہونے پر دلالت کرتے ہین **اور** ایک عذر حنفیہ یہہ پیش کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر سے افطار کر دیا ہوگا **سو جواب** اس کا

امام **نووی** کی کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہو کہ یہہ مذمت اون لوگون کی اکثار عبادت پر ہوئی ہے اس لیئے کہ پہلے امام نووی نے یہہ لکھا ہے وَحَاصِلُ الْحَدِيْثِ اَلْحَثُّ عَلَى التَّحَقُّقِ وَالْاِكْثَارِ مِنَ الْعِبَادَاتِ الَّتِيْ شَقَّتْ عَلَيْهِمُ الْمَلَلُ بِسَبَبِهَا اَوْ تَرْكُهَا اَوْ تَرْكُ بَعْضِهَا پہر بعد اوس کے یہہ لکھا ہے وَقَدْ ذَمَّ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْمًا اَكْثَرُوا الْعِبَادَةَ ثُمَّ فَرَّطُوْا فِيْهَا یعنی تحقیق مذمت کی ہو اللہ تعالی نے اوس قوم کی جنہون نے بہت عبادت اختیار کی پہر اوس مین قصور کیا یعنی تہک کر عبادت کرنے سے عاجز آگئے پس امام نووی کا اس آیت کو اس حدیث کے تحت مین لانا صریح دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہہ مذمت اون کی اکثار عبادت و اعمال شاقہ اختیار کرنے کی وجہ سے ہوئی **سوم جواب** اس کا یہہ ہے کہ آیتین اعمال متروکہ کی قضا کا حکم نہین کیا ہے پس اون سے قضا ثابت نہین ہو سکے گی **چہارم جواب** اس کا یہہ ہو کہ یہہ دونون آیتین مخصوص البعض ہین اس لیئے کہ عیدین کے دن نفلی روزہ رکہکر توڑنا حنفیہ کے نزدیک بہی جائز ہو اور اوسپر قضا بہی نہین آتی ہے موافق قول امام اعظم کے پس یہہ روزہ اون کے عموم سے مخصوص ہو گیا پس یہہ دونون آیتین اس تخصیص کی وجہ سے ظنی ہو گئین اب تخصیص اون کی ساتھ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہو اندرین صورت تخصیص ان کی ساتھ ان حدیثون مذکورہ کے جن سے نفلی روزہ میں اختیار ثابت ہوتا ہو بالاتفاق جائز ہوگی و قدمر بیانہ پس نفلی روزے کے توڑنے کا اختیار ان آیتون کے عموم ممانعت سے خارج رہیگا یعنی ممانعت اوس کو شامل نہین ہو سکے گی پس ان آیتون سے استدلال کرنا باطل ہو گیا **دوسری سند** حنفیہ یہہ حدیث لاتے ہین جو کہ ترمذی مین زہری سے روایت ہو وہ عروہ سے روایت کرتا ہے وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتا ہے قَالَتْ كُنْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِيَا يَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهُ سوم جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہو اس لیئے کہ مرسل ہے چنانچہ مشکوۃ مین لکہا ہو رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَ جَمَاعَةً مِنَ الْحُفَّاظِ رَوَوْهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهٰذَا اَصَحُّ یعنی روایت کیا ہو اس حدیث کو ترمذی نے اور ذکر کیا ہو اوس نے حافظون کی ایک جماعت کو جنہون نے روایت کیا ہے زہری سے وہ روایت کرتا ہو عائشہ سے مرسل طور پر اور نہین ذکر کیا ہو انہون نے اوس مین عروہ کا واسطہ اور یہہ مرسل ہونا زیادہ تر صحیح ہے انتہی اور حدیث مرسل

عائشہ رضی ... [illegible] ... صحیح نہین انتہی قال الحافظ ... [illegible] ... وضعفہ احمد والبخاری والنسائی بجہالۃ زمیل ...
و روی ... [illegible] ... عروۃ عن عائشۃ قال لم اسمع من عروۃ فی ہذا شیئا انتہی مختصرا نیل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الْأَخْبِيَةُ فَقَالَ آلْبِرَّ يُرِدْنَ فَأَمَرَ بِخِبَائِهِ فَقُوِّضَ وَتَرَكَ
الْاعْتِكَافَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ یعنی اوس نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ کرتے
تو فجر کی نماز پڑھتے پھر اعتکاف کی جگہہ مین داخل ہوتے اور جب آپنے رمضان کے عشرہ میں اعتکاف
کا ارادہ کیا تو ایک پردہ کہڑا کرنے کا حکم فرمایا پس کہڑا کیا گیا اور زینب رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے
واسطے پردہ کہڑا کرنیکا حکم کیا پس گاڑا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیویون نے بھی اپنا اپنا پردہ کہڑا
کرنے کا حکم کیا پس گاڑا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صبح کی نماز پڑھی تو آپنے کئی پردے
کہڑے ہوئے دیکھے فرمایا نیکی کا ارادہ کرتے ہین سو آپنے اپنے پردے کے اوکہاڑنے کا حکم فرمایا سو
اوکھاڑا گیا اور اس رمضان مین اعتکاف ترک کر دیا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے وَفِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ أَنَّ الْاعْتِكَافَ لَا يَصِحُّ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجَهُ وَأَصْحَابَهُ إِنَّمَا اعْتَكَفُوا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْمَشَقَّةِ فِي مُلَازَمَتِهِ فَلَوْ جَازَ فِي
الْبَيْتِ لَفَعَلُوهُ وَلَوْ مَرَّةً لَا سِيَّمَا النِّسَاءُ لِأَنَّ حَاجَتَهُنَّ إِلَيْهِ فِي الْبُيُوتِ أَكْثَرُ وَهٰذَا الَّذِي
ذَكَرْنَاهُ مِنِ اخْتِصَاصِهِ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَّهُ لَا يَصِحُّ فِي غَيْرِهِ هُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ
وَالْجُمْهُورِ سَوَاءٌ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ **یعنی** ان حدیثون مین دلیل ہے اسپر کہ اعتکاف نہین صحیح ہوتا ہے
مگر مسجد مین اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بیویین اور آپکے اصحاب سوا اسکے نہین اعتکاف کیا ہے
اونہون نے مسجد مین باوجود مشقت اور تکلیف کی اوس کی ملازمت مین پس اگر گہر مین اعتکاف کرنا جائز
ہوتا تو اوسکو لوگ کرتے اگرچہ ایک ہی مرتبہ سہی خاصکر عورتین کہ اونکی حاجت طرف اوس کی گہر ون
مین بہت ہے اور یہہ جو ذکر کیا ہے اوس کا مسجد کے ساتہہ خاص ہونا اور دوسری جگہہ صحیح نہونا یہی
مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور جمہور علماء کا خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو انتہی **مسئلہ چہل و
دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے
بِخِلَافِ مَا إِذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ أَقَلُّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِأَنَّهُ يُبَاحُ
لَهَا الْخُرُوجُ إِلَى مَا دُونَ السَّفَرِ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ یعنی بخلاف اسکے کہ ہو درمیان مکے اور عورت کے
کم سفر تین دن سے اس لئے کہ مباح ہے اوس کے واسطے نکلنا طرف اوس سفر کی بغیر محرم کے یہ
عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ دو دن رات یا ایکدن رات کا سفر عورت کو بغیر محرم کے کرنا جائز ہے حج ہو یا علاوہ

سـ۵ به عبارت صحیح مسلم دہلی کے ۱۷۱ جلد ۱ بین ہا ۱۲
سـ۵ به مضمون ہدایہ مطبوعہ دہلی کی جلد اول کے صفحہ ۱۵۷ سطر ۲ سے ۱۲

یہہ ہے کہ یہہ عذر بھی محض لغو اور باطل ہے اس لئے کہ حدیث مین عموم طور سے صریح موجود ہے کہ
نفلی روزہ والا اپنے نفس کا امیر ہے وہ عذر اس عموم حدیث مین کیسے چل سکے گا **اور** ایک عذر
حنفیہ یہ پیش کرتے ہین کہ اس حدیث مین قضا یا عدم قضا کا ذکر کچھہ نہین ہے پس احتمال ہے کہ قضا کر لیا
ہوگا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ نفلی روزہ رکھنے والا اپنے
نفس پر امیر ہے اس عذر کے باطل ہونے پر صریح دلالت کرتا ہے اس لئے کہ مجرد شروع سے نفلی روزے
تمہارے نزدیک واجب و لازم ہو جاتے ہین اونکا توڑنا ممنوع ہو جاتا ہے پھر اندر صورت اوس روزہدار
کا اپنے نفس پر امیر ہونا کیسے ممکن ہے پس حنفیون کی سب دلیلین باطل ہوگئین اور کوئی عذر اون کا
اب باقی نہ رہا بعضے حنفی اس حدیث سے سند لاتے ہین جسمین ذکر ہے کہ حضرت کے سامنے کھانا لایا
گیا تو آپنے فرمایا کھانے کو لیجاؤ مین روزہدار ہون **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ آپسے اوسکا وجوب ثابت
نہین ہوتا ہے اس لئے کہ ہم کہتے ہین کبھی ایسا ہی کیا ہوگا کبھی توڑ دیا اور کبھی نہین توڑا اسمین منافات
ہی کیا ہے مذہب اور استحباب کا یہی شان ہے کبھی کر لیا اور کبھی نہین کیا دونون طرف کا اختیار
ہوتا ہے پس اس مین یہہ کہنا صحیح نہین ہے کہ اس نے یہ کام کیون نہین کیا یا کیون کیا علاوہ ازین
اوس کے مستحب ہونے کے ہم بھی قائل ہین مستحب یہی ہے کہ اوسکو تمام کرے اور یہی اس حدیث سے
ثابت ہو جاتا ہے اور نیز اگر آپ کے نہ توڑنے سے اس کا
وجوب ثابت ہوتا ہے تو پھر اسی طرح آپکے توڑ دینے سے اوس کی حرمت ثابت ہو جاویگی فافہم
مسئلہ چہل وپنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے اَلْمَرْاَۃُ تَعْتَکِفُ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِھَا وَھُوَ الْمَوْضِعُ لِصَلٰوتِھَا ترجمہ
اور عورت اپنے گھر کی مسجد مین اعتکاف بیٹھے اور گھر کی مسجد وہ ہے جو گھر مین ایک جگہہ نماز کے واسطے
مقرر کی ہوتی ہے اور یہ مذہب اعظم کا ہے سو یہہ مذہب امام اعظم کا مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ
صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّعْتَکِفَ صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَکَفَہٗ وَاَنَّہٗ اَمَرَ بِخِبَاءٍ
فَضُرِبَ لَمَّا اَرَادَ الْاِعْتِکَافَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَاَمَرَتْ زَیْنَبُ بِخِبَائِھَا فَضُرِبَ وَاَمَرَ
غَیْرُھَا مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخِبَائِھَا فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

احرام مین اسواسطے کہ کیا جاتا ہے ساتھہ اوس کے جو کیا جاتا ہے ساتھہ حلال کے اوس کا سر اور منہہ ڈہانکنا
ساتھہ کفن کے مطلب اس کا یہہ ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے احرام کی حالت مین مر جاوے تو اوس کا سر اور منہہ کفن
کے ساتھہ ڈہانک دیا جاوے جیسے کہ اور سب لوگون کو کفن دیا جاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی اِنَّ
رَجُلًا وَقَصَتْہُ رَاحِلَتُہٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَ
سِدْرٍ وَکَفِّنُوْہُ فِیْ ثَوْبَیْہِ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْھَہٗ وَلَا رَأْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّیًا یعنی ایک
مرد کو اوس کی سواری نے روندڈالا اور حالانکہ وہ احرام مین تہا پس مر گیا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ پانی اور بیر کے پتون کے ساتہہ اوسکو غسل دو اور اوسی کے دونون کپڑون مین اوسکو کفن دو اور
اوسکے منہہ اور سر کو مت ڈہانکو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اوٹہایا جاوے گا **فائدہ**
فِیْ ھٰذِہِ الرِّوَایَاتِ دَلَالَۃٌ بَیِّنَۃٌ لِمَذْھَبِ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَمُوَافِقِیْھِمْ فِیْ اَنَّ الْمُحْرِمَ اِذَا مَاتَ
لَا یَجُوْزُ اَنْ یُلْبَسَ الْمَخِیْطَ وَلَا یُخَمَّرَ رَاْسُہٗ وَلَا یُمَسَّ طِیْبًا یعنی ان حدیثون مین دلیل ظاہر ہے واسطے مذہب
شافعی اور احمد اور اسحاق اور اون کے موافق لوگون کی اس بات مین کہ محرم جب مر جاوے تو نہین جائز ہے
اوسکو سلا ہوا کپڑا پہنانا اور اوس کا سر ڈہانکا جاوے اور اوسکو خوشبو نہ لگائی جاوے انتہی **تنبیہ**
حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ وہ اوسی شخص کے ساتھہ خاص تہا اوسکو احرام کے ساتھہ دفن
کرنے کی خصوصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوئی تہی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ محض دعوی
ہی اوسپر کوئی دلیل نہین اور دعوی بلادلیل مردود ہوتا ہی خاصکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو احرام
کے ساتھہ دفن کرنے کی یہہ علت بیان کی کہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اوٹہایا جاویگا پس یہہ علت صریحا عموم
پر دلالت کرتی ہی اور ایک حدیث بہی اس باب مین حنفیہ سند لاتے ہین لیکن وہ حدیث نہایت ہی ضعیف اور
بے سند ہے پس اس حدیث صحیح کے مقابلہ مین اوس کو ساتہہ حجت پکڑنا جائز نہین ہوگا **مسئلہ چہل**
و چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
اِذَا دَخَلَ مَکَّۃَ ابْتَدَأَ وَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ یَرْمُلُ فِی الثَّلٰثِ الْاُوَلِ مِنْھَا وَیَسْعٰی بَعْدَھَا
بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَھٰذِہٖ اَفْعَالُ الْعُمْرَۃِ ثُمَّ یَبْدَأُ بِاَفْعَالِ الْحَجِّ فَیَطُوْفُ طَوَافَ الْقُدُوْمِ
سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ وَیَسْعٰی بَعْدَہٗ مطلب اسکا یہہ ہے کہ جو شخص قارن ہو یعنی حج اور عمرہ کو جمع کرکے دونون

اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے پہلی
حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا
وَمَعَهَا مَحْرَمٌ یعنی ہرگز سفر نکرے عورت بغیر محرم کے دوسری حدیث بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ یعنی نہ سفر کرے کوئی عورت
بقدر چلنے ایک دن کے تیسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا
مَحْرَمٌ یعنی نہ حج کرے کوئی عورت سوا محرم کے چوتھی حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا یعنے
نہین حلال ہے کسی عورت کو کہ اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتی ہو کہ سفر کرے دو دن کا
بغیر اپنے خاوند کے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ عورت کو بغیر محرم کے دو دن بلکہ ایک
دن کا سفر کرنا بھی جائز نہین اور شیخ عبد الحق نے لمعات شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے لَيْسَ الْمُرَادُ
التَّحْدِيدَ بَلْ كُلُّ مَا يُسَمّٰى سَفَرًا فَالْمَرْأَةُ مَنْهِيَّةٌ عَنْهُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ وَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ
مِنَ الشَّارِعِ لِلسَّفَرِ وَاَحْكَامِهِ حَدٌّ مُعَيَّنٌ بَلْ يَشْمَلُ كُلَّ مَسَافَةٍ قَصِيرَةٍ وَطَوِيلَةٍ وَالْوَارِدُ
فِي الْاَحَادِيثِ السَّفَرُ مُطْلَقًا انتہی ملخصًا یعنی مراد حد مقرر کرنا نہین بلکہ جسقدر مسافت کا
نام سفر رکھا جاوے اُسمین عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہین اور محدثین کے نزدیک شارع
علیہ السلام کیطرف سے سفر اور اُسکے احکام کیواسطے کوئی حد معین ثابت نہین ہوئی بلکہ شامل
ہے ہر قدر سفر کو تھوڑا ہو یا بہت ہو اور حدیثون سے فقط سفر مطلق ثابت ہوتا ہے انتہی
پس شیخ صاحب کی کلام سے ثابت ہوا کہ دو دن رات اور ایک دن رات کے چلنے کو
بھی سفر کا عموم شامل ہے اور سفر کی کوئی حد مقرر نہین تھوڑا ہو یا بہت ہو سب کو سفر کہا
جاتا ہے بلکہ اگر ایک دن رات سے بھی کم ہو تو اُسمین بھی عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا
جائز نہین ہے پس اگر مکہ ایک دن یا دو دن کی راہ پہ ہو تو کسی عورت کو بغیر محرم کے حج کرنا جائز
نہین ہے مسئلہ چہل و سوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ کفایہ حاشیہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے وَمَذْهَبُنَا عَلٰى خِلَافِ حُكْمِ هٰذَا الْحَدِيثِ فِي مُحْرِمٍ يَمُوتُ فِي اِحْرَامِهِ حَيْثُ يُصْنَعُ مَا يُصْنَعُ بِالْحَلَالِ
مِنْ تَغْطِيَةِ رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ بِالْكَفَنِ عِنْدَنَا یعنی مذہب ہمارا اس حدیث کے برخلاف ہے محرم مین جو مرجاوے اپنے

کیا اوسپر اور نہ قربانی کی اور نہ حلق کیا اور نہ حلال ہوئے کسی چیز سے جو اوسپر حرام ہوئی تھی یہانتک
کہ قربانی کا دن آیا سو قربانی کی اوس نے اور حلق کیا اور جانا کہ حج اور عمرہ کا طواف پہلے طواف کے
ساتھ پورا کر چکا ہون یعنی دونوں کے واسطے فقط پہلا طواف ہی کافی ہوگیا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
کہا کہ اسیطرح کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
هٰذَا دَلِيلٌ عَلَىٰ اَنَّ الْقَارِنَ يَكْفِيهِ طَوَافٌ وَّاحِدٌ عَنْ طَوَافِ الرُّكْنِ وَاَنَّهُ يَقْتَصِرُ عَلَىٰ اَفْعَالِ الْحَجِّ وَ
تَنْدَرِجُ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ كُلُّهَا فِي اَفْعَالِ الْحَجِّ وَبِهٰذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهُوَ مَحْكِيٌّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ
وَعَائِشَةَ وَمَالِكٍ وَّاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَدَاوُدَ وَفِيهِ اَيْضًا فِي مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَفِيهِ دَلِيلٌ لِمَا قَدَّمْنَا
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَارِنًا وَّاَنَّ الْقَارِنَ يَكْفِيهِ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَسَعْيٌ وَّاحِدٌ
یعنی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ قارن کو طواف رکن کے بدلے فقط ایک طواف کفایت کرتا ہے اور اس پر
کہ وہ افعال حج پر بس کرے اور افعال عمرہ کے سب حج کے کامون مین ادا ہوجاتے ہین اور ساتھ اسی کے
قائل ہین شافعی اور یہی مذہب حکایت کیا گیا ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور مالک اور احمد اور اسحاق
اور داؤد سے اور اوسی مین دوسری جگہ ہے اور اس حدیث مین دلیل ہے واسطے اسکے جو ہمنے پہلے لکھا ہے
کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے (یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ جمع کیا ہوا تھا) اور اسپر کہ قارن کو فقط
ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے انتہی اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جو بعضے دو طواف
نقل کرتے ہین تو وہ ثابت نہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُو الْمُنْذِرِ لَا يَثْبُتُ
عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ انتہی **تنبیہ** جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین
کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے علیحدہ ایک ایک طواف کیا ہے یا مراد یہ ہے کہ بعد وقوف عرفہ کے
فقط ایک ہی طواف کیا **سو جواب** اس کا یہ ہے کہ یہ ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف ہے اس لئے کہ اس
حدیث مین کلمہ انما کا موجود ہے جو صریح دلالت کرتا ہے حصر پر اس سے دو طواف مراد لینی اس حصر کے صریح
خلاف ہین **اور** نیز دوسری حدیث مین بھی صریح موجود ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان فقط ایک ہی
طواف کیا اس حدیث مین وہ تاویل کہان چل سکے گی اور صفا اور مروہ کا ذکر اس تاویل کو باطل کیون نہین کریگا
علاوہ اس کے اس تاویل کو کسطرح صحیح دینے دیگا اور یہ حدیث اس باب مین حنفیہ سند لاتے ہین وہ
ضعیف ہے قابل حجت نہین ہے خاصکر صحیحین کی حدیثون کے مقابلہ مین بطریق اولی حجت نہین ہوسکتی ہے

ایک کے ساتھ نیت کی ہو وہ شخص دو طواف کرے اور دو ہی سعی کرے ایک طواف اور ایک سعی حج کی واسطے اور ایک طواف اور ایک سعی عمرہ کیواسطے کرے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کو **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَانُوْا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا یعنی لیکن جن لوگون نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا یعنی قران کیا تھا پس سوا اس کے نہین کہ اونہون نے فقط ایک ہی طواف کیا **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے یَقُوْلُ لَمْ یَطُفِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا اَصْحَابُہٗ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا یعنی اس نے کہا نہین طواف کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے صفا اور مروہ کے درمیان مگر ایک طواف **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّہٗ خَرَجَ فِی الْفِتْنَۃِ مُعْتَمِرًا وَّقَالَ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَیْتِ صَنَعْنَا کَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَاَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ وَّسَارَ حَتّٰی اِذَا ظَھَرَ عَلَی الْبَیْدَآءِ الْتَفَتَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَمْرُھُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْھِدُکُمْ اِنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَۃِ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا جَاءَ الْبَیْتَ طَافَ بِہٖ سَبْعًا وَّبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعًا لَّمْ یَزِدْ عَلَیْہِ وَرَاٰی اَنَّہٗ مُجْزِیٌ عَنْہُ وَاَھْدٰی وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ طَافَ لَھُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَلَمْ یَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ وَلَمْ یَنْحَرْ وَلَمْ یَحْلِقْ وَلَمْ یُحِلَّ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْہُ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰی اَنْ قَدْ قَضٰی طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ بِطَوَافِہِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ کَذٰلِکَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی ابن عمر علیہ حجاج کے فتنہ کے دنون مین عمرہ کی نیت سے نکلے اور اور کہا کہ اگر مین بیت اللہ سے روکا گیا تو کرینگے ہم جیسا کہ کیا ہمنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نکلا اور احرام باندھا ساتھ عمرہ کے اور چلے یہانتک کہ جب بیدا پر پہونچے تو اپنے یارون کی طرف دیکھا اور کہا نہین ہے حال اون دونون کا مگر ایک گواہ کرتا ہون مین تمکو اس بات پر کہ مین نے واجب کیا ہے حج کو ساتھ عمرہ کے پس چلے یہانتک کہ جب بیت اللہ مین پہونچے تو اوس کے گرد سات طواف کیئے اور صفا مروہ مین سات مرتبہ دوڑے اسپر کچھ زیادہ نہ کیا اور دیکھا اوس نے کہ وہ اوسکو کافی ہوگیا ہے اور قربانی کی اور ایک روایت مین ہے کہ دونون کیواسطے فقط ایک طواف اور ایک سعی کی اور ایک روایت مین ہے اور نہ زیادہ

اور امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے وَاَجَابُوْا عَنْ اَحَادِیْثِ الْبَابِ بِاَجْوِبَةٍ مُتَعَسِّفَةٍ مِنْهَا مَا سَلَكَهُ الطَّحَاوِيُّ عَلٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَمِنْهَا جَوَابُهُ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ بِاَنَّهَا اَرَادَتْ بِقَوْلِهَا جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمْعَ مُتْعَةٍ لَا جَمْعَ قِرَانٍ وَهٰذَا مِمَّا يُتَعَجَّبُ مِنْهُ فَاِنَّ حَدِيْثَ عَائِشَةَ مُصَرِّحٌ بِفَصْلِ مَنْ تَمَتَّعَ مِمَّنْ قَرَنَ وَمَا يَفْعَلُهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا كَمَا فِي حَدِيْثِ الْبَابِ الْمَذْكُوْرِ فَاِنَّهَا قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَتْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا الخ وَاسْتَدَلُّوْا عَلٰى مَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ بِمَا اَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَطَافَ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَسَعٰى لَهُمَا سَعْيَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَافِظُ وَطُرُقُهُ ضَعِيْفَةٌ وَكَذَا رُوِيَ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ بِاِسْنَادٍ ضَعِيْفٍ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ بِاِسْنَادٍ فِيْهِ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ اَصْلًا وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ اِنْ ثَبَتَتِ الرِّوَايَةُ اَنَّهُ طَافَ طَوَافَيْنِ فَيُحْمَلُ عَلٰى طَوَافِ الْقُدُوْمِ وَطَوَافِ الْاِفَاضَةِ وَاَمَّا السَّعْيُ مَرَّتَيْنِ فَلَمْ يَثْبُتْ اِنْتَهٰى عَلٰى اَنَّهُ يُضَعِّفُ مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا فِي الْفَتْحِ مِنْ اَنَّهُ قَدْ رَوٰى اَهْلُ بَيْتِهِ عَنْهُ مِثْلَ الْجَمَاعَةِ قَالَ جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ يَحْفَظُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لِلْقَارِنِ طَوَافٌ وَاحِدٌ خِلَافَ مَا يَقُوْلُ اَهْلُ الْعِرَاقِ وَمِمَّا يُضَعِّفُ مَا رُوِيَ عَنْهُ مِنْ تَكْرَارِ الطَّوَافِ اَنَّ اَمْثَلَ طُرُقِهِ عَنْهُ رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْهُ وَقَدْ ذُكِرَ فِيْهِ اَنَّهُ كَانَ يَمْتَنِعُ مِنِ ابْتِدَاءِ الْاِهْلَالِ

[Margin note:] صحیح یہ ہے کہ امام نووی کا کلام فتح الباری میں ابن المنذر سے لا یثبت عن علی [illegible] سے بعد [illegible] ہے ۱۲

۵ جلد دوم صفحہ ۲۰۳ [illegible]

علاوہ ازین جس حدیث مین دوسرے طواف کا ذکر ہی اوس مین دوسری طواف کو استحباب پر حمل کیا جاویگا تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہوجاوے پس اگر کوئی دوسرا طواف کرلے تو مستحب ہے اُس مین اوس کو ثواب ہے **مسئلہ چہل و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہو وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَدْخُلَ أَهْلُ الذِّمَّةِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ یعنی کچہہ خوف نہین ہی اس مین کہ اہل ذمہ کافر مسجد حرام مین داخل ہوجاوین مطلب یہہ ہے کہ اگر کافر ذمی مسجد حرام مین داخل ہووے تو کچہہ ڈر نہین ہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو اس آیت کے إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا یعنی سوا اس کے نہین کہ مشرک لوگ ناپاک ہین پس نہ نزدیک ہووین مسجد حرام کے اور مخالف ہو اس حدیث کے جوکہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ بَعَثَنِي أَبُوبَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ أَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ الحدیث یعنی بہیجا مجہکو ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوس حج مین جسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو امیر کیا تہا پہلے حجۃ الوداع سے قربانی کے دن ایک جماعت مین اوسکو حکم فرمایا کہ لوگون مین پکار کر کہدیوے خبردار ہو نہ حج کرے پیچہے اس سال کے کوئی مشرک اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہو اما قوله تعالى إنما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد فهو خاص بالحرم ونحن نقول لا يجوز إدخاله الحرم یعنی لیکن یہہ قول اللہ تعالی کا کہ سوا اس کے نہین مشرک ناپاک ہین پس مسجد حرام مین داخل نہووین پس یہہ آیت حرم کے ساتھہ خاص ہو اور ہم کہتے ہین کہ مشرک کا حرم مین داخل کرنا جائز نہین ہے انتہی **مسئلہ چہل و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَإِنْ قَدَّمَ الرَّمْيَ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ قَبْلَ الزَّوَالِ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ جَازَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ یعنے اگر چوتہے روز نحر کے مقدم کرے رمی کو پہلے زوال کے تو جائز ہے **فائدہ** حج کے دنون مین گیارہوین اور بارہوین اور تیرہوین کی زوال کے بعد پہاڑیون کو کنکریان مارتے ہین سو اگر تیرہوین کے دن زوال سے پہلے کنکر مار لیوے تو حنفیہ کے نزدیک جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو ان تین حدیثون کے پہلے حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ رَمَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ یعنی اوسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پہلے یہہ فرمایا کہ طواف کیا اونہون
نے جنہون نے عمرہ کا احرام باندہا ہوا تھا پہر فرمایا اور لیکن جن
لوگون نے اپنے مذہب کے واسطے ساتہہ اوس چیز کے جو روایت کیا
ہے اوس کو عبد الرزاق اور دارقطنی وغیرہ نے حضرت علی رضہ سے
کہ اونہون نے حج اور عمرہ کو جمع کیا اور دونون کے واسطے دو طواف
کئے اور دو سعی کین پہر کہا کہ مینے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو دیکہا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہین
اور ابن مسعود رضہ سے بہی اسناد ضعیف کے ساتہہ ایسی روایت
آئی ہے اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بہی ایسی ہی مروی ہے
و لیکن اوس کی اسناد مین حسن ابن عمارہ ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک
متروک ہے ابن حزم نے کہا کہ اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے ہرگز کوئی چیز ثابت نہین
ہوئی امام بیہقی نے کہا کہ اگر دو طوافون کی روایت ثابت بہی ہو جاوے
تو مراد اوس سے طواف القدوم اور طواف الافاضہ رکہا
جاوے گا اور لیکن دو بار سعی کرنا تو ہرگز ثابت نہین ہوا ہے علاوہ
اس کے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے برخلاف اس کے
ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ فتح الباری مین اون کے اہل بیت نے
مثل جماعت کی اون سے روایت کی ہے جعفر بن محمد صادق
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ واسطے قارن کے
فقط ایک ہی طواف ہے برخلاف قول اہل عراق کے پس
معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث دو طواف والی
ضعیف ہے اور نیز اون کی حدیث تکرار طواف کے ضعیف ہونے

بالحج بان یدخل علیہ عمرۃ وان القارن یطوف طوافین ویسعی سعیین والذین احتجوا بحدیثہ لا یقولون بامتناع ادخال العمرۃ علی الحج فان کان الطریق صحیحا عندہم لزمہم العمل بما دل علیہ والا فلا حجۃ فیہ ویضعف ایضا ما روی عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما من تکرار الطواف انہ قد ثبت عنہ فی الصحیحین وغیرہما من طرق کثیرۃ الاکتفاء بطواف واحد وقد احتج ابو ثور علی الاکتفاء بطواف واحد للقارن بحجۃ نظریۃ فقال قد اجزنا للحج والعمرۃ معا سفرا واحدا واحراما واحدا وتلبیۃ فکذلک یجزئ عنہما طواف واحد وسعی واحد حکی ہذا عنہ ابن المنذر ومن جملۃ ما یحتج بہ علی انہ یکفی لہما طواف واحد حدیث دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیمۃ وہو صحیح وقد تقدم ذلک لانہا بعد دخولہا فیہ لا یحتاج الی عمل اخر غیر عملہ والسنۃ الصحیحۃ الصریحۃ احق بالاتباع فلا یلتفت الی ما خالفہا انتہی یعنی حنفیون نے ان حدیثون کے کئی جوابات واہیات دیئے ہین بعض وہ ہین جو طحاوی سے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث پر گذرے ہین اور بعض اون مین سے یہہ ہے جو طحاوی نے کہا ہے کہ مراد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قول جمعوا بین الحج والعمرۃ الخ سے جمع متعہ ہے .... یعنی اونہون نے تمتع کیا تہا نہ قران اور یہہ جواب تعجبات سے ہے اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صریح ہے مغایرت مین متمتع کی قارن سے اور دونون کے احکام علحدہ علحدہ ہونے مین جیسے کہ حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے

سلم نے نحر یعنی دسوین کے دن پہاڑی کو کنکر مارے ضحی کے وقت اور لیکن نحر کے دن سے پیچھے پس جب آفتاب ڈھل جاوے **دوسری حدیث** ابوداؤد مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰخِرِ یَوْمِہٖ حِیْنَ صَلَّی الظُّھْرَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مِنًی فَمَکَثَ بِھَا لَیَالِیَ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ کُلَّ جَمْرَۃٍ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ وَیَقِفُ عِنْدَ الْاُوْلٰی وَالثَّانِیَۃِ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر دن نحر کے ظہر کی نماز پڑھی تو طواف زیارت کیا پھر آپ منا کی طرف پھر گئے پھر تشریق کے دنون مین وہین ٹھہرے رہے کنکر مارتے جب کہ آفتاب ڈھل جاتا ہر پہاڑی کو سات کنکریان ہر کنکر کے ساتھ تسبیح کہتے اور پہلی اور دوسری کے نزدیک کھڑے ہوتے **تیسری حدیث** صحیح بخاری مین وبرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتٰی اَرْمِی الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰی اِمَامُکَ فَارْمِہٖ فَاَعَدْتُ عَلَیْہِ الْمَسْئَلَۃَ فَقَالَ کُنَّا نَتَحَیَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَیْنَا یعنی مین نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ مین کسوقت کنکر مارون اوس نے کہا کہ جب تیرا امام کنکر مارے اوسوقت تو بھی کنکر مار پس لوٹایا مین نے سوال کو سو اوس نے کہا کہ ہم انتظاری کرتے رہتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تو ہم کنکر مارتے تھے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَمَّا اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ فَمَذْھَبُنَا وَمَذْھَبُ مَالِکٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاھِیْرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ الرَّمْیُ فِی الْاَیَّامِ الثَّلٰثَۃِ اِلَّا بَعْدَ الزَّوَالِ لِھٰذَا الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ یعنی لیکن تشریق کے دن (جو مذکور ہو چکے ہین) پس مذہب ہمارا اور مذہب امام مالک اور امام احمد اور جمہور علما کا یہہ ہے کہ نہین جائز ہی کنکریان ان تینون دنون مین مگر بعد زوال کے ساتھ اس حدیث صحیح کے انتہی پس ثابت ہوا کہ قبل زوال کے کنکر مارنے جائز نہین ہین اگر جائز ہوتے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کرتے یا صحابہ سے کوئی کرتا صحابہ کو انتظاری کرنی کیا ضرور تھی کبھی جواز کیواسطے کوئی نکوئی تو ضرور کرتا اور پھر اگر اسدن مین جائز ہو تو دوسرے تیسرے دن قبل زوال کے کنکر مارنے جائز نہین اور جواز ترک اوسکا اوس مین اسکو مستلزم نہین کہ ہر وقت مین جائز ہو جاوے اور دوسرے دنون کا نہ ترک کرنا اسکو مستلزم نہین کہ قبل زوال کے جائز ہو اور اثر تخفیف کا اوسی شخص کے حق مین ظاہر ہوتا ہے جو چوتھے دن مکے کو چلا آوے اور جو وہان ٹھیرا ہے اوس کے حق مین اثر تخفیف کا ترک مین ظاہر نہین ہوتا ہے سو جب تخفیف ترک اوس نے قبول نہ کی جس کی اوسکو رخصت تھی تو اپنے وقت سے مقدم کرنا بھی اوسکو جائز نہین ہے بسبب بوجہ مقدم ہونے کے رمی کا کرنا اوسپر واجب ہو گیا جیسکے بالکل ترک کرنے

کی یہہ دلیل ہے کہ بہت مشہور طریقہ اوس کے طریقون مین
سے وہ ہے جو عبد الرحمن نے اون سے روایت کی ہے
اور راوسی مین عبد الرحمن نے یہہ بہی ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی الله
تعالی عنہ حج کے اندر عمرہ داخل کرنے سے منع کرتے تھے اور
واسطے قارن کے دو طواف ہین اور دو سعی پس جو لوگ اس
حدیث کے ساتہہ استدلال کرتے ہین وہ حج مین عمرہ داخل کرنے کو
منع نہین کرتے پس اگر اون کے نزدیک یہہ حدیث علی رضی الله تعالی عنہ
کی صحیح ہے تو لازم آویگا اونکو حج مین عمرہ داخل کرنے سے منع کرنا
اور جو ابن عمر رضی الله تعالی عنہ سے تکرار طواف کا مروی ہے وہ ضعیف
ہے اس لئے کہ صحیحین وغیرہ مین اون سے ساتہہ اسانید صحیحہ کے
ثابت ہو چکا ہے کہ قارن کو فقط ایک طواف کافی ہے اور قارن
کے واسطے فقط ایک طواف کافی ہونے پر ابو ثور نے ایک دلیل
عقلی بیان کی ہے وہ یہہ ہے کہ حج اور عمرہ اکٹھے کے واسطے
سب کے نزدیک ایک ہی سفر ہے اور ایک ہی احرام اور ایک
ہی تلبیہ پس اسی طرح لازم آتا ہے کہ دونون کے واسطے ایک ہی
طواف اور ایک ہی سعی کافی ہو جاوے حکایت کی ہے یہ دلیل
اوس سے ابن منذر نے اور جو حدیثین کہ قارن کے واسطے ایک طواف
کافی ہونے پر دلالت کرتی ہین اون مین سے ایک یہہ حدیث ہے کہ
داخل ہوا عمرہ حج مین قیامت تک اور وہ صحیح ہے جیسا کہ گذرا
اس لئے کہ جب عمرہ حج مین داخل ہو گیا تو سوا حج کے عملون کے
اور کسی عمل کی حاجت نہ رہیگی پس حق یہہ ہے کہ سنت صحیحہ
صریحہ کا اتباع کیا جاوے اور جو اوس کے خلاف ہو اوس کی
طرف التفات نہ کیا جاوے * فافہم وبالله التوفیق

شاید دوا کیواسطے استعمال کیا ہوگا سو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف ہی اس
احتمال پر کوئی دلیل نہین ہے اور احتمال بلا دلیل مقابل مین ظاہر معنی حدیث کے قطعا باطل ہے خاصکر بیان
کان موجود ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے سو پہر حضرت کو ایسی مرض کون تہی جس کیواسطے ہر وقت
تیل مالش کرتے تہے اور نیز راوی نے وہ مرض کیون نہین بیان کی تاکہ حنفیہ کے دلیل ہوتی شاید وہ راوی
کوئی حنفیہ کا دشمن ہوگا اور نیز حنفیہ کے نزدیک تو ضرورت کیوقت بہی دم یا صدقہ دینا واجب ہے پہر اس
احتمال باطل سے کیا فائدہ ہے جبکہ یہہ حدیث دم یا کفارہ پر مطلق دلالت نہین کرتی ہے **مسئلہ چہل و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے
وَعِنْدَنَا وَعِنْدَ اَحْمَدَ فِي الْاَشْهَرِ يَجُوْزُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَلَا يَجُوْزُ قَبْلَ ذٰلِكَ یعنی نزدیک ہمارے
اور احمد کے مشہور روایت مین جائز ہے طواف زیارت پیچہے طلوع فجر کے اور نہین جائز ہے پہلے فجر
سے مطلب اس کا یہہ ہے کہ طواف زیارت دسوین دن کی رات مین فجر سے پہلے پہلے جائز نہین اور یہہ
مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد مین حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ
النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ مَضَتْ فَاَفَاضَتْ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْيَوْمَ الَّذِيْ يَكُوْنُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا یعنے اوس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کو دسوین کی
رات مین بہیجدیا سو اوس نے پہاڑی کو کنکر ماری فجر سے پہلے پہر طواف زیارت کیا اور یہہ دن وہ تہا
جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تہے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پہلے فجر کے
بہی کنکر مارنے جائز ہین **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس حدیث کو سند
لاتے ہین جو کہ ابو داؤد وغیرہ مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ یعنی کنکر مارو یہانتک کہ آفتاب نکل آوے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ
اس حدیث مین نہی تنزیہی ہی نہ نہی تحریمی نہین ہے یا یہہ کہ عذر والے لوگ اس کے عموم سے مخصوص ہین
والتخصیص جائز بالاتفاق کما مر تاکہ دونون حدیثون مین تطبیق ہو جاوے فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِيْلَيْنِ اَوْلٰى
مِنَ الْاِهْمَالِ **مسئلہ پنجاہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ مَكَّةَ اَوْ مِنَ الْغَدِ اَوْ مِنْ بَعْدِ

کی اوسکو رخصت تھی تو اپنے وقت پر رمی کرنا بطریق اولی واجب ہوگا و الا رمی کا ترک کر دینا اوس دن بھی اوسکو جائز ہونا چاہئے جیسے کہ ہر وقت رمی کرنا تم جائز رکھتے ہو

مسئلہ چہل و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا یُقَلَّدُ الشَّاۃُ عَادَۃً وَّلَا تَقْلِیْدُهَا عِنْدَنَا یعنی اور نہیں قلادہ ڈالی جاتی ہے بکری عادت مین اور نہین سنت ہے قلادہ ڈالنا بکری کو نزدیک ہمارے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اَهْدٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً اِلَی الْبَیْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مکے کی طرف ہدی بھیجی بکرین پس قلادہ ڈالا اون کو **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین اوسی سے روایت ہے قَالَتْ کُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَلَالٌ لَمْ یَحْرُمْ عَلَیْهِ شَیْءٌ یعنی اوس نے کہا کہ ہم بکریون کو قلادہ ڈالتی تہی پس اون کو ہم بہیج دیتی تہی یعنی مکے کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال رہتے تہے یعنی محرم نہین ہوتے تہے اور آپ پر کوئی چیز حرام نہین ہوتی تہی **فائدہ** قلادہ اوسکو کہتے ہین جو کہ اونٹ یا گای یا بکری کے گلے بہ جوتی کا ٹکڑا یا بالون کی رسی وغیرہ ڈالتے ہین تاکہ نشانی ہو جاوے اسپر کہ یہہ ہدی ہے اور **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فِیْهِ دَلَالَۃٌ لِمَذْهَبِنَا وَمَذْهَبِ الْاَکْثَرِیْنَ اَنَّهٗ یُسْتَحَبُّ تَقْلِیْدُ الْغَنَمِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب ہمارے کے اور مذہب اکثر علما کے اسپر کہ بکریون کو قلادہ ڈالنا مستحب ہے انتہی

مسئلہ چہل و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے فَاِنِ ادَّهَنَ بِزَیْتٍ فَعَلَیْهِ دَمٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی اگر مالش کرے ساتھ تیل کے پس واجب ہے اسپر خون یعنی ذبح کرنا دنبہ یا بکری کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو ترمذی مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدَّهِنُ بِالزَّیْتِ غَیْرِ الْمُقَتَّتِ یَعْنِیْ غَیْرَ الْمُطَیَّبِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت مین تیل خالص کے ساتھ مالش کرتے یعنی جسمین خوشبو نہو **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم خالص تیل کے ساتھ مالش کر لیوے تو اوسمین کچہہ گناہ نہین ہے اور نہ اوسمین کچہہ بکری دینی آتی ہے خواہ ضرورت کے ساتھ ہو یا بے ضرورت ہو **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ

بالزیت الذی لم یخالط شیئ من الطیب قال ابن المنذر وقد اجمع العلماء ما سوی ... و... انتہی ... الی النیل

احرام باندھنا جائز ہوگا و اللازم باطل بالاجماع فکذا الملزوم

کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم
مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذَا الْحُلَیْفَۃِ وَلِاَھْلِ الشَّامِ الْجُحْفَۃَ وَلِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَھْلِ
الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ فَھُنَّ لَھُنَّ وَلِمَنْ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ غَیْرِ اَھْلِھِنَّ لِمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ
فَمَنْ کَانَ دُوْنَھُنَّ فَمُھَلُّہٗ مِنْ اَھْلِہٖ کَذَاکَ وَکَذَاکَ حَتّٰی اَھْلُ مَکَّۃَ یُھِلُّوْنَ مِنْھَا
یعنی مقرر کیا ہے رسول اللہ علیہ وسلم مدینہ والونکے واسطے جگہہ احرام باندھنیکی ذوالحلیفہ اور شام والون کی جحفہ اور
نجد والون کی واسطے قرن اور اہل یمن کے یلملم پس یہ جگہین واسطے اونہین کے ہین اور واسطے اُس شخص کے جو آوے اونکے غیر سے
خاص اُسکے لئے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہے اور جو آدمی اس جگہہ کے اندر ہووے پس وہ اپنے گہر سے احرام
باندہے و علی ہذا القیاس جو جسجگہہ رہتا ہو وہین سے احرام باندہے یہانتک کہ مکے والے مکے سے **فایدہ**
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص میقات کے اندر رہتا ہو وہ اپنے گہر سے احرام باندہے اپنے گہر سے
حرم کی طرف آکے بڑہکر احرام باندہنا اُسکو جائز نہین ہے اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے
ان لوگون کے لئے یہہ جگہین مقرر کین اور ان چارون جگہون سے آگے بڑہکر احرام باندہنا
جائز نہین پس اگر جو میقات کے اندر رہتا ہو اوسکو بہی اپنے گہر سے آگے بڑہکر احرام باندہنا جائز
نہین ہوگا **دوسری حدیث** حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے فی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ
لِلّٰہِ قَالَ اِتْمَامُھُمَا اَنْ تُحْرِمَ بِھِمَا مِنْ دُوَیْرَۃِ اَھْلِکَ فَذَکَرَہٗ مَوْقُوْفًا وَاَخْرَجَہُ الْبَیْھَقِیُّ وَقَالَ رُوِیَ عَنْ
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا انتہی بتخریجہ **مسئلہ پنجاہ وسوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز ہے عبارت ہدایہ کی
یہ ہے وَیَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَۃِ اَنْ یَّتَزَوَّجَا فِیْ حَالَۃِ الْاِحْرَامِ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہے اُس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْکِحُ
الْمُحْرِمُ وَلَا یُنْکِحُ وَلَا یَخْطُبُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ محرم نہ نکاح کرے اور نہ پیغام کرے **فائدہ**
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَقَالَ مَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَۃِ
فَمَنْ بَعْدَھُمْ لَا یَصِحُّ نِکَاحُ الْمُحْرِمِ انتہی یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد اور جمہور علما
صحابہ میں سے اور جو اونکے پیچہے ہین یہی کہتے ہین کہ محرم کا نکاح صحیح نہین ہوتا ہے احرام
کی حالت مین انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین جو کہ بخاری

الْغَدِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ یعنی پہر آوے اوسی دن یعنی قربانی کے دن کہیں یا اوسکے بعد دوسرے روز یا اوسکے بہی بعد تیسرے دن پس طواف زیارت کرے مطلب اسکا یہہ ہے کہ دسوین تاریخ سے بعد یعنی گیارہوین اور بارہوین دن مین بہی طواف زیارت کرنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ بن عباس اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّیَارَۃِ یَوْمَ النَّحْرِ اِلَی اللَّیْلِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکہا ہے تاخیر کرنا طواف زیارت کو دسوین کے دن رات تک **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف زیارۃ کو دسوین تاریخ مین فقط رات تک موخر کرنا جائز ہے اس لیے کہ رات اوس کی غایت ہے پس بعد اوس کے گیارہوین تاریخ یا بارہوین تاریخ کو طواف زیارت جائز نہین ہوگا **مسئلہ پنجاہ و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَفِیْ ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ اِذَا صَعِدَ الْاِمَامُ الْمِنْبَرَ یَجْلِسُ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ یعنی ظاہر مذہب مین ہے کہ جب امام منبر پر چڑہکر بیٹہ جاوے تو موذن اذان کہے مطلب اسکا یہہ ہے کہ جب عرفات کے دن امام خطبہ پڑہنے لگے تو اول خطبہ سے اذان کہی جاوے اور خطبہ بعد اذان کے پڑہا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے حجۃ الوداع کے بیان مین روایت کی ہے اوسی حدیث طویل مین یہہ بہی ہے فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَیْكُمْ الخ جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے بہت طویل خطبہ بیان کیا پہر بعد اوس کے کہا جابر نے ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الظُّهْرَ الحدیث یعنی پہر بعد اسکے بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے اذان کہی پہر اقامت کہی پہر ظہر کی نماز پڑہی آخر حدیث تک **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عرفات کے دن خطبہ اذان سے پہلے پڑہا جاوے بعد اوس کی اذان کہی جاوے فقط **مسئلہ پنجاہ و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَمَنْ كَانَ اَهْلُ الْمِیْقَاتِ فَوَقْتُهُ الْحِلُّ مَعْنَاهُ الْحِلُّ الَّذِیْ بَیْنَ الْمِیْقَاتِ وَالْحَرَمِ عِنْدَنَا تَاخِیْرُهُ اِلَی الْحَرَمِ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص میقات یعنی احرام باندہنے کی جگہہ کے اندر رہتا ہو اوسکو اپنے گہر سے احرام باندہنا واجب نہین بلکہ حرم کے سوا جس جگہہ سے چاہے احرام باندہ لیوے اور اپنے گہر کے درمیان مین کسی جگہہ سے احرام باندہنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم

مَیْمُونَۃَ وَاَکْثَرُہُمْ عَنْہُمَا اَنَّہٗ تَزَوَّجَہَا حَلَالًا لِاَنَّہُمْ اَعْرَفُ بِالْقَضِیَّۃِ لِتَعَلُّقِہِمْ بِہٖ
بِخِلَافِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِاَنَّہُمْ اَضْبَطُ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَکْثَرُ وَالْجَوَابُ الثَّانِیْ تَاْوِیْلُ
حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ تَزَوَّجَہَا فِی الْحَرَمِ وَہُوَ حَلَالٌ وَیُقَالُ لِمَنْ ہُوَ فِی الْحَرَمِ مُحْرِمٌ وَاِنْ کَانَ
حَلَالًا وَہِیَ لُغَۃٌ شَائِعَۃٌ مَعْرُوْفَۃٌ وَمِنْہُ الْبَیْتُ الْمَشْہُوْرُ قَتَلُوا ابْنَ عَفَّانَ الْخَلِیْفَۃَ مُحْرِمًا +
اَیْ فِیْ حَرَمِ الْمَدِیْنَۃِ وَالثَّالِثُ اَنَّہٗ تَعَارَضَ الْقَوْلُ وَالْفِعْلُ وَالصَّحِیْحُ حِیْنَئِذٍ عِنْدَ الْاُصُوْلِیِّیْنَ
تَرْجِیْحُ الْقَوْلِ لِاَنَّہٗ یَتَعَدّٰی اِلَی الْغَیْرِ وَالْفِعْلُ قَدْ یَکُوْنُ مَقْصُوْرًا عَلَیْہِ وَالرَّابِعُ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَہٗ اَنْ یَّتَزَوَّجَ فِیْ حَالِ الْاِحْرَامِ وَہُوَ مِمَّا خُصَّ بِہٖ دُوْنَ الْاُمَّۃِ انتہی
یعنی جمہور علما نے میمونہ کی حدیث کے کئی جوابات دئے ہین سب مین زیادہ تر صحیح یہ ہو کہ آپ نے
جب میمونہ سے نکاح کیا اوس وقت آپ حلال تھے اسی طرح روایت کیا ہو اکثر صحابہ نے اور قاضی
وغیرہ نے کہا کہ احرام مین نکاح کرنے کی حدیث فقط ابن عباس ہی نے روایت کی ہو اور کسی نے نہین
کی اور خود میمونہ اور ابو رافع وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جب آپ نے میمونہ سے نکاح کیا اوس وقت
آپ حلال تھے اور وہ اس قصہ کے زیادہ تر واقف ہین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واسطے تعلق
اون کے کے ساتھ اس قصہ کے اور نیز وہ ابن عباس سے زیادہ تر یاد رکھنے والے ہین اور اکثر ہین دوسرا
جواب یہہ ہو کہ آپ نے نکاح اون سے حرم مین کیا اور آپ حلال تھے اور جو شخص کہ حرم میں ہو اسکو
محرم کہا جاتا ہو اگرچہ وہ حلال ہی ہو اور یہہ لغت عرب مین بہت مشہور اور معروف ہو چنانچہ ایک شاعر
نے کہا کہ خوارج نے قتل کیا ابن عفان خلیفہ کو احرام کی حالت میں یعنی مدینہ کی حرم مین (یعنی اس
شعر میں حضرت عثمان کو محرم بولا گیا ہے حرم مین ہونے کی وجہ سے اسی طرح احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی حرم مکے مین ہونے کی وجہ سے محرم بولا گیا ہو) تیسرا **جواب** یہہ ہو کہ یہان قول اور
فعل میں تعارض واقع ہوا ہے اور صحیح اہل اصول کے نزدیک اس صورت مین قول کو ترجیح ہو فعل پہ
اس لیے کہ قول غیر کی طرف متعدی ہوجاتا ہے اور فعل کبھی خاص ہوتا ہے چوتھا **جواب** یہہ ہے کہ احرام
کی حالت مین نکاح کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ خاص ہو امت کو اب نکاح کرنا جائز نہین ہے
انتہی اور **بعضے** حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ ابن عباسؓ کی حدیث کو ترجیح ہے اس لیے کہ وہ احفظ اور
بیشتر زیادہ ہو سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث کو فقط ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ویؤیدہ ما روی مالک ان لحیفا تزوج امرأۃ وھو محرم ففرق علیہ عمر نکاحہ فتح

علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ کو احرام کی حالت میں **سو جواب** اوّل اس کا یہہ ہے کہ دوسری روایت مسلم میں بھی صاف آچکا ہے کہ میمونہ خود کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو نکاح کیا اور آپ حلال تھے یعنی احرام کی حالت میں نہیں تھے عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ ابْنِ أُخْتِ مَيْمُونَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَزَادَ فِيهِ أَبُو يَعْلَى أَنْ رَجَعْنَا مِنْ مَكَّةَ تخریج **ثانیاً** تخریج ہدایہ میں لکھا ہے وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ مِنْ طَرِيقِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَهِمَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي قَوْلِهِ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ **یعنی** اور روایت کی ابو داؤد نے طرق سعید بن مسیب سے کہا اوس نے وہم کیا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے بیچ قول اپنے کہ نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضے اللہ تعالے عنہا کو اور وہ محرم تھے ۔ اور موید ہے اسی کے یہہ یہہ حدیث جو کہ مسند امام احمد اور ترمذی میں ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَكُنْتُ أَنَا الرَّسُولَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ یعنی اوس نے کہا کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کو اس حالت میں کہ آپ حلال تھے اور بنا کی ساتھہ اس کے اس حالت میں کہ آپ حلال تھے یعنی احرام میں نہیں تھے اور میں اون دونوں کے درمیان میں وکیل تھا اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اب اس حدیث سے صاف ثابت ہوگیا کہ آپ نے میمونہ کے ساتھہ احرام کی حالت میں نکاح نہیں کیا ہے بلکہ نکاح کی حالت میں آپ حلال تھے اس لئے کہ خود میمونہ جسکا یہہ واقعہ ہے یہہ کہتے ہیں کہ نکاح کے حالت میں آپ حلال تھے اور ابو رافع جو اون کے وکیل تھے اور اس واقعہ کے بہت واقف ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ نکاح کیوقت آپ حلال تھے پھر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے کلام کو جو اس قصہ کیوقت حاضر نہیں تھے ظاہر معنے پر کیونکر محمول کیا جاوے گا پس اوس کی تاویل کرنی لازم اور واجب ہے ساتھہ قرینہ ان حدیثوں کے تاکہ سب میں تطبیق ہو جاوے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَأَجَابَ الْجُمْهُورُ عَنْ حَدِيثِ مَيْمُونَةَ بِأَجْوِبَةٍ أَصَحُّهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا تَزَوَّجَهَا حَلَالًا هَكَذَا رَوَاهُ أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ قَالَ الْقَاضِي وَغَيْرُهُ وَلَمْ يَرْوِ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا مُحْرِمًا إِلَّا ابْنُ عَبَّاسٍ وَحْدَهُ وَرَوَتْ

صحیح مسلم جلد اول کے صفحہ ۴۵۴ میں ہے

نکاح کیا اوسوقت آپ محرم تھے ولیکن حل مین تھے سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ اول تو جو شخص حل مین
ہو اوسکو کسی لغت مین محرم نہین بولا جاتا ہے اور نہ محاورہ عرب مین یہ اطلاق کسی جگہہ آیا ہے پس مدعی کو اس کی
دلیل لانی لازم ہے دوم جب نکاح حل مین کیا تو لابدی تہا ہی حل مین ہی کی ہوگی پس اندرینصورت یہہ لفظ
محض لغو ہوجاویگا اس لئے کہ آپ نے بنا تو باتفاق مقام سرف مین کی ہے جو باتفاق حل مین ہے اوسمین
کسیکو توہم اور اختلاف بہی نہین تہا اور نہ کسی کو اوس مین بحث اور کلام تہی پہر راوی نے اس لفظ
کو کسی غرض سے بیان کیا سوم اس صورت مین مدعی پر دو باتون کا ثابت کرنا لازم ہے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے میمونہ کے ساتہہ نکاح مدینہ سے مکے کو آتے ہوئے راہ مین کیا ہے یا یہ کہ احرام کی حالت مین
آپ نکاح کیواسطے مکے سے باہر نکل گئے تہے اور حرم سے خارج مین جاکر نکاح کیا تہا سو اس کو مدعی
ثابت نہین کرسکتا ہے پس اس سے سب تاویلات باطل ہوگئین اور کوئی شبہ باقی نہین رہا فقط

مسئلہ پنجاہ وچہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ کفایہ حاشیہ
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلٰكِنْ لَا تَلْبَسُ الْمَصْبُوْغَ بِوَرْسٍ وَلَا زَعْفَرَانٍ وَلَا عُصْفُرٍ یعنی
اور نہ پہنے عورت احرام مین رنگا ہوا کپڑا ساتہہ ورس یا زعفران یا کسنب کے مطلب اس کا یہہ ہے
کہ عورت کو احرام مین کسنب کے ساتہہ رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابوداؤد مین حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى النِّسَاءَ فِيْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ
وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّتْ مِنْ
اَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرًا اَوْ خَزًّا اَوْ حُلِيًّا اَوْ سَرَاوِيْلَ اَوْ قَمِيْصًا اَوْ خُفًّا یعنی تحقیق اوس نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ عورتون کو منع فرماتے تہے احرام مین دستانہ اور برقعہ پہننے سے
اور اوس کپڑے سے جسکو زعفران اور ورس لگا ہو اور چاہیئے کہ پہنے عورت سوا اس کے جو چاہے رنگدار
کپڑون سے کسنب کا رنگا ہوا ہو یا ریشم ہو یا زیور ہو یا پائجامہ ہو یا کرتہ ہو یا موزہ ہو **فائدہ**
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتون کو احرام مین ورس اور زعفران کے سوائے اور قسم کے رنگدار
کپڑے معصفر وغیرہ پہننے جائز ہین جس کپڑے کی خواہش ہو بیشک پہنے پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کا یہہ مسئلہ
معصفر کپڑے سے عورت کو منع کرنا محض غلط ہے **مسئلہ پنجاہ وپنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا

روایت کیا اور اس حدیث کو میمونہ اور ابو رافع وغیرہ کئی متعدد لوگون نے روایت کیا ہے پس کثرت
عدد کی وجہ سے اوس حدیث کو ترجیح ہوگی ابن عباس کی حدیث پر اور نیز یہہ معاملہ خود اون کے ساتھ
واقع ہوا ہے پس جیسے کہ وہ اس واقعہ سے واقف ہین دوسرا نہین ہے اسوجہ سے بہی اسی حدیث کو ترجیح
ہوگی اور فقاہت کو اس باب مین کچھہ دخل نہین کما حققہ فی التلویح وبحر العلوم فی شرح المسلم وغیرہ
اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ عثمان کی حدیث مین احرام کی حالت مین نکاح کرنے سے نہی جو واقع ہوئی
ہے تو یہہ نہی تحریمی نہین نہی تنزیہی ہے یعنی محرم کے شان سے یہہ کام نہین تو جواب اس کا یہہ ہے
کہ تمہاری نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام مین نکاح کیا ہے اب تمہارے اس معنے کے رو سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بہی یہہ کہا جاویگا کہ احرام مین نکاح کرنا حضرت کے شان سے نہین تہا اور یہہ
کلمہ سخت بی ادبی کا ہے اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی شارع ہین اور پہر خود ہی
ایک ایسا کام کرین جو اون کے شان کی لائق نہو اور ایسا کلمہ اپنی زبان سے کون آدمی نکال سکتا ہے
کسی ایماندار کو طاقت نہین اور بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ جو جو تاویلات کہ ابن عباس کے قول وہو محرم
مین کی ہین وہ اکثر تاویلین یزید بن اصم کی حدیث وہو حلال مین بہی ہو سکتی ہین پہلی تاویل اس طور سے
اوس مین جاری ہو سکتی ہے کہ ھو حلال کا یہہ معنے ہے کہ نکاح تو آپ نے احرام مین کیا تہا مگر لوگون مین مشہور
اور ظاہر اوس وقت ہوا جس حالت مین آپ حلال تہے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ دوسری حدیث ابو رافع
کی اس تاویل کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اوس مین ہو حلال کو دو جملون کے ساتھہ مقید
کیا ہے پس ہو حلال کا جو معنے پہلے جملے مین ہوگا وہی دوسرے جملے مین ہوگا اس لئے کہ راوی نے دونون
جملون کو ایک سلسلہ مین جمع کیا ہے اور دونون کے ساتھہ یہی قید لگائی ہے پس اندرین صورت دوسرے جملے کا
بہی یہی معنے کرنا پڑیگا کہ جب آپ نے میمونہ کے ساتھہ بنا کی آپ اُسوقت محرم تہے لیکن جسوقت یہہ امر
لوگون مین مشہور ہوا اوس حالت مین آپ حلال تہے اور یہہ معنی صریح غلط اور باطل ہے اول اسوجہ سے کہ
آپ نے میمونہ کے ساتھہ بنا مقام سرف مین کی کہ رستہ مین مکہ کے ہے مدینہ کو پلٹ جانے کی حالت مین دوم
احرام کی حالت مین بنا کرنا لازم آویگا اور بوسہ اور لمس اور جماع وغیرہ بنا کے لوازمات سے ہے پہر یہ کیونکر کہنا
صحیح ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام مین بنا کی اور ایسے کام احرام مین کئے جو حج کو بالکل باطل کر
دیتے ہین دوسری تاویل حنفیہ اوس مین اس طور سے کرتے ہین کہ ہو حلال کا یہہ معنی ہوگا کہ جب آپ نے میمونہ سے

کرتا ہو احتمال ہے کہ اوس کے نزدیک بہی وہ حدیث ضعیف ہو لیکن بوجہ نہ ملنے حدیث صحیح کے اوسی سے
استدلال کیا ہے پہر اس سے صحت کہان لازم آئی اور نیز اس مین یہہ بہی احتمال ہے کہ مجتہد کو قیاس کرنے
کیوقت یہ حدیث نہ ملی ہو محض قیاس سے اوس کی حرمت نکالی ہو اسپر کوئی دلیل نہین ہے کہ مجتہد کو یہہ
حدیث قیاس کرنیکے وقت ملی اور اوس نے اوس سے استدلال کیا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعد اون کے مقلدین
نے یہہ حدیث اوس کے ساتہہ لگائی ہو پس صحت کو اسپر بنا کرنا بنا فاسد علی الفاسد ہے اور نیز جب کہ مجتہد کا
ایک حدیث سے استدلال کرنا اوس کی صحت پر دلالت کرتا ہے تو پہر اسی طرح سے کل مجتہدین کے دلائل
صحیح ہوجاوینگے مثلاً جس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہو وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت
کریگا اور جس حدیث سے امام احمد وغیرہ نے استدلال کیا ہے وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت کریگا پس
حدیث حلت ضبع سے جو امام شافعی و امام احمد وغیرہ نے استدلال کیا ہے وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت
کریگا اندریں صورت حلت کی حدیث بہت اقوی اور اصح ہوجاویگی اس لئے کہ اوسمین دو قسم کی صحت جمع
ہوگئی ہے ایک صحت محدثین کی اور دوسری صحت مجتہد مستدل کی پس حدیث حلت کو قطعاً ترجیح ہوگی
اور نیز اگر بالفرض صحت پر دلالت کرے تو بہی اس صحت کا کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ اعتبار اوسی
صحت اور ضعف کا ہے جسکو محدثین نے مقرر کیا ہے یعنی جو حدیث بموجب قواعد اہل حدیث کے صحیح ہوگی وہی
صحیح سمجہی جاویگی اور جو اونکے قواعد کے لحاظ سے ضعیف ہوگی وہ ضعیف سمجہی جاویگی صحیح وہی حدیث
گنی جاویگی جسپر صحیح کی یہہ تعریف صادق آویگی فالصحیح ما ثبت بنقل عدل تام الضبط غیر معلل ولا
شاذ یعنی صحیح وہی حدیث ہے جو ثابت ہووے ساتہہ نقل کرنے عادل کے جسکو حافظہ اور ضبط پورا ہو
نہ اوس مین کوئی علت ہو اور نہ شاذ ہو کذا قال الشیخ عبد الحق فی مقدمۃ شرح المشکوۃ اور جسپر یہ تعریف
صحیح کی صادق نہ آویگی وہ حدیث بیشک ضعیف سمجہی جاویگی خواہ کسی مجتہد نے اوس سے استدلال
کیا ہو یا نہ کیا ہو اس حالت مین استدلال مجتہد کا اوسکو کچہہ مفید نہین پس مدار صحت اور ضعف حدیث کی
اسناد پر ہے و بس اور اگر استناد مجتہد کا حدیث کی صحت کی دلیل ٹہرائی جاوے تو علم اصول محض لغو
ہوجاویگا اور بعضے حنفیہ یہہ حدیث سند لاتے ہین کل ذی ناب من السباع فاکلہ حرام سو
جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث عام ہے اور حدیث حلت ضبع کی خاص ہے اور تخصیص عام کی ساتہہ خبر
واحد کے بالاتفاق جائز ہے کسی وجہ سے کما ذکرنا سابقاً پس حدیث حلت ضبع کی اوس کی مخصص ہوجاویگی

مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ مرقات شرح مشکوٰۃ و ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے قَوْلُهُ اَدَيَأْكُلُ الضَّبُعَ اَحَدٌ دَلَّ عَلٰى كَرَاهَةِ اَكْلِهٖ كَمَا قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ مطلب اسکا یہہ ہے کہ ضبع کا گوشت کہانا حرام ہو اور ضبع ایک چارپایہ ہے مثل بھیڑیے کی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی اور مسند امام شافعی مین عبدالرحمن بن ابی عمار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ سَاَلْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الضَّبُعِ اَصَيْدٌ هِيَ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ اَيُؤْكَلُ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَنٌ صَحِيْحٌ یعنی اوس نے کہا کہ مین نے جابر بن عبداللہ سے سوال کیا ضبع کا کہ کیا وہ بہی شکار ہے سو اوس نے کہا ہان پہر مین نے کہا کہ کیا کہایا جاتا ہے اوس نے کہا ہان پہر مینے کہا کہ تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکو سنا ہو اوس نے کہا ہان اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن صحیح ہو **دوسری حدیث** ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبُعِ قَالَ هُوَ صَيْدٌ وَيُجْعَلُ فِيْهِ كَبْشًا اِذَا اَصَابَهُ الْمُحْرِمُ یعنے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا ضبع کا حال آپنے فرمایا وہ شکار ہے اور کفارہ دیوے بدلے اوس کو دنبہ جب کہ شکار کرے اوسکو محرم **فائدہ** ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ ضبع کا گوشت کہانا حرام نہین ہے بلکہ اور شکاری جانورون کی طرح یہہ بہی حلال ہے اور ساتہہ اسکے قائل ہین امام شافعی اور امام احمد **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہہ حدیث لاتے ہین جو کہ ترمذی مین خزیمہ سے روایت ہے قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الضَّبُعِ . . .

قَالَ اَوَيَأْكُلُ الضَّبُعَ اَحَدٌ یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کے گوشت کہانے کا سوال کیا آپ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ضبع کو کہاتا ہے سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہو جیسے کہ ترمذی نے اپنی جامع مین اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد کہا ہے لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ یعنی اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے پس یہہ حدیث حجت پکڑنے کی لائق نہین ہے اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ اجتہاد مجتہد کا جو اوس کی طرف سابق مین مستند ہو چکا ہے اوس کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہو تو اوس کا **جواب** یہہ ہے کہ کسی مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اوس کی صحت پر دلالت نہین

اخرجہ الحاکم بلفظ فقہ کبش مسن وہو حلال

غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ یعنی مقرر کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہہ احرام باندھنے کی مدینہ والون کے واسطے ذو الحلیفہ اور شام والون کیواسطے جحفہ اور نجد والون کیواسطے قرن اور یمن والون کیواسطے یلملم پس یہہ مکانات واسطے اُون کے ہین اور واسطے اونکے ہین جو اونپر آوے اون کے غیر سے واسطے اوس شخص کے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہے اور ایک روایت مین مسلم کے ہے اون لوگون مین سے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہو اور صحیح بخاری مین لکہا ہو وَدَخَلَ اِبْنُ عُمَرَ حَلَالًا یعنی ابن عمر حرم مکہ مین بغیر احرام کے داخل ہوئے **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ میقات پر آنے سے احرام خاص اوسی شخص پر لازم ہوتا ہو جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہو چنانچہ قید لِمَنْ اَرَادَ الْحَجَّ کی اوسپر دلالت کرتی ہو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ نرکہتا ہو بلکہ کسی اور کام تجارت وغیرہ کیواسطے مکے مین جاوے اوس پہ میقات سے احرام باندھنا لازم نہین ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فِيْهِ دَلَالَةٌ لِلْمَذْهَبِ الصَّحِيْحِ فِيْمَنْ مَرَّ بِالْمِيْقَاتِ لَا يُرِيْدُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً اَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ الْاِحْرَامُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہو واسطے صحیح مذہب کے اوس شخص کے حق مین جو احرام کی میقات پر گذرے اور حج اور عمرہ کا ارادہ نرکہتا ہو تحقیق اوسکو احرام باندھنا واجب نہین ہے واسطے داخل ہونے مکے کے انتہی اور دوسری جگہہ لکہتے ہین هٰذَا دَلِيْلٌ لِمَنْ يَقُوْلُ يَجُوْزُ دُخُوْلُ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ لِمَنْ لَمْ يُرِدْ نُسُكًا سَوَاءٌ كَانَ دُخُوْلُهُ لِحَاجَةٍ تَكَرَّرَ كَالْحَطَّابِ وَالْحَشَّاشِ وَالسَّقَّاءِ وَالصَّيَّادِ وَغَيْرِهِمْ اَوْ لَمْ يَتَكَرَّرْ كَالتَّاجِرِ وَالزَّائِرِ وَغَيْرِهِمَا وَسَوَاءٌ كَانَ اٰمِنًا اَوْ خَائِفًا اور ایسی ہی لکہا ہے شیخ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین لَا يُجَاوِزُ اَحَدٌ الْمِيْقَاتَ اِلَّا مُحْرِمًا یعنی نہ آگے بڑہے کوئی میقات سے مگر احرام باندہکر **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے پس نہین صحیح ہے حجت پکڑنا ساتھ اس کے اور بالفرض اگر صحیح بہی ہو تو جب بہی اس سے استدلال صحیح نہین ہے اس لیے کہ صحیحین کی حدیثون کو اسپر ترجیح دیجاویگی لانہما اصح الکتب بعد کتاب اللہ العزیز **اور** نیز عموم اس کا مخصوص کیا جاویگا ساتھہ اون حدیثون صحیحین کے اس لیے کہ تخصیص عموم کی ساتھہ خبر واحد کے کئی وجہ سے جائز ہے کما ذکرنا سابقا پس مراد اس سے وہی لوگ ہونگے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتے ہون اور حب کہ لمن اتی علیہن کی عموم مخصوص

اس لیے کہ ابن ابی شیبہ کی روایت مین اسی حدیث میں سے لکڑیاں لانیوالے اور کام کرنیوالے وغیرہ مستثنی کئے گئے ہین ۱۲

فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِیْلَیْنِ وَاجِبٌ مَّا اَمْکَنَ **اور** بعض حنفیہ کہتے ہین کہ یہان حرمت اور حلت متعارض ہوئی ہین اور حلت اور حرمت مین تعارض کیوقت حرمت کو ترجیح ہوتی ہی سو **جواب** اُسکا یہہ ہے کہ یہہ اوسی وقت ترجیح ہوتی ہی جبکہ دونون طرفین قوت اور صحت مین مساوی ہون اور جس مین دلیل حرمت کی ضعیف ہو اوسوقت اوسکو کالعدم سمجھا جاتا ہے فَیُعْمَلُ بِالْاَقْوٰی وَیُتْرَکُ الْاَضْعَفُ لِکَوْنِہٖ فِیْ حُکْمِ الْعَدَمِ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْاَقْوٰی کَمَا فِی التَّلْوِیْحِ اور جب کہ حرمت مردہ کالعدم ٹھہری تو یہہ ترجیح دینا بناءً فاسد علی الفاسد ہی پھر ترجیح کہان رہی ثابت ہوگیا کہ ضبع کا کہانا مباح ہی حرام نہین اور دلیل حرمت کی نہایت ہی ضعیف ہی **مسئلہ پچانوے** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ثُمَّ الْاٰفَاقِیُّ اِذَا انْتَھٰی اِلَیْھَا عَلٰی قَصْدِ دُخُوْلِ مَکَّۃَ عَلَیْہِ اَنْ یُّحْرِمَ قَصَدَ الْحَجَّ اَوِ الْعُمْرَۃَ اَوْ لَمْ یَقْصِدْ عِنْدَنَا یعنی پہر آفاقی (جو مکے کے حرم سے خارج رہتا ہی) جب میقات کو پاس آوے مکے مین داخل ہونے کی نیت سے تو اوسپر احرام باندہنا واجب ہے حج کا قصد ہو خواہ عمرہ کا قصد ہو خواہ کسی کا قصد نہو مطلب اسکا یہہ ہے کہ جس شخص کی نیت حج اور عمرہ دونون کی نہو اور ایسے ہی کسی کام کیواسطے مکے مین داخل ہونا چاہے تو اوسپر احرام باندہنا واجب ہے بغیر احرام کے اوسکو مکے مین داخل ہونا جائز نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** جوکہ صحیح بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکے مین داخل ہوئے اور آپکے سر پر سیاہ عمامہ تہا بغیر احرام کے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس شخص کی نیت حج اور عمرہ کرنے کی نہو اوسکو مکے مین بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بہی فتح مکے کے دن احرام نہین باندہا حالانکہ اوسدن دس بارہ ہزار صحابی آپکے ساتھ تھے **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذَا الْحُلَیْفَۃِ وَلِاَھْلِ الشَّامِ الْجُحْفَۃَ وَلِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَھْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ فَھُنَّ لَھُنَّ وَلِمَنْ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ

تہا پہر اوس حالت مین مکہ مین بغیر احرام کے کیون رہے اور تعظیم مکے کو جو تمہارے مزعوم ہے کیون ترک کردی حالانکہ تمہارے نزدیک تو احرام ترک کرنے مین کوئی عذر بہی مقبول نہین ہے **مسئلہ پنجاہ و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَاِنَّمَا يُبْعَثُ اِلَى الْحَرَمِ لِاَنَّ دَمَ الْاِحْصَارِ قُرْبَةٌ وَّلَمْ يُعْرَفْ قُرْبَةً اِلَّا فِیْ زَمَانٍ اَوْ مَكَانٍ فَلَا يَقَعُ قُرْبَةً دُوْنَهٗ فَلَا يَقَعُ بِهِ التَّحَلُّلُ مطلب اس کا یہہ ہے کہ جو شخص حج اور عمرہ کا احرام باندہکر مکے کو چلا اور راہ مین روک کیا کسی دشمن کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے تو اوس کیواسطے ہدی کے جانور کو اوسی رُک جانے کی جگہہ مین ذبح کرنا جائز نہین ہے بلکہ اوس جانور کو مکے کے حرم مین بہیجدیوے وہان جاکر ذبح ہووے اگر اوسے رُک جانے کی جگہہ مین اُس کو ذبح کریگا تو حلال نہین ہوگا کوئی کام مخالف احرام کے اوسکو کرنا جائز نہین ہوگا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَاْسَهٗ وَجَامَعَ نِسَاءَهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا یعنی اُس نے کہا روکے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس آپنے اپنے سر کو حلق کیا اور اپنی بیویون کے ساتہہ جماع کیا اور اپنی ہدی کو ذبح کیا یہانتک کہ آیندہ سال مین آپ نے عمرہ کیا **دوسری حدیث** صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ اَصْحَابُهٗ یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نکلے (عمرہ کی نیت سے) سو کفار قریش کے بیت اللہ کے درمیان آگئے (یعنی اونہون نے ہمکو بیت اللہ سے روک دیا) سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانورون کو ذبح کیا اور سر منڈایا اور صحابہ نے بال کترائے **تیسری حدیث** بخاری اور مسلم مین مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ یعنی اوس نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پہلے سر منڈانے سے اور صحابہ کو بہی اسی کا حکم فرمایا **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ اگر رُک جانیوالا اپنی ہدی کو اوسی رُک جانے کی جگہہ میں ذبح کر ڈالے تو حلال ہوجاتا ہے سب چیزین اوسپر حلال ہوجاتی ہین اسلئے کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے رُک جانے کے بعد اوسی

۹۲ یہ حدیث بہت جگہ ... مشکوۃ ... ۱۹۲ مین ہے

۹۳ یہ حدیث بخاری کے باب الاحصار مین ہے ۱۲

۹۴ یہ حدیث بخاری کے باب النحر قبل الحلق مین ہے ۱۲

۹۵ یہ حدیث بخاری کے باب ... مین ہے ۱۲

۹۶ قال في النيل فقال الجمهور يذبح المحصر الهدي حيث يحل سواء كان في الحل او في الحرم انتهى ۱۲

ہونے کے شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ قائل ہین تو پھر اس حدیث کے عموم کی تخصیص کو کیون نہین مانتے ہین
حالانکہ وہ حدیث بھی صحیح متفق علیہ ہے **اور** بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ساعت
مکہ حلال ہوگیا تھا اسواسطے احرام نہین باندھا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ
مین لڑائی کرنا فقط دن کی ایک ساعت مین حلال ہوا تھا جب کہ آپ عین مکہ مین داخل ہوگئے تھے اور
جب آپ میقات مدینہ پر آئے تھے وہ اس سے پہلے کئی دن کا ذکر ہے پھر وہان سے احرام باندھنا
حضرت کا ثابت کرنا ضرور ہے والا فہذا بناء الفاسد علی الفاسد **اور نیز دوسری حدیث**
کے تحت مین شیخ عبدالحق نے بھی صاف لکھدیا ہے کہ یہہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ
نرکھتا ہو اوسپر مکے مین داخل ہونیکے واسطے احرام لازم نہین انتہی پس اس حدیث مین یہ تاویل کیسے چل سکے گی
اور بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ وجوب احرام واسطے تعظیم اور تکریم اس جگہہ مبارک کے ہے پس واجب ہے
تعظیم اوس کی جیسے کہ شرع نے بیان کیا ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ محض قیاس بے اساس ہے
نصوص صریحہ کے مقابلہ مین اور نصوص کے مقابلہ مین قیاس کرنا بالاجماع حرام و ناجائز ہے اور صاحب
ہدایہ کے کلام سے بھی نصوص کے مقابلہ مین قیاس کا نامقبول ہونا مذکور ہو چکا ہے فتذکر پس یہہ قیاس نصوص
کے مقابلہ مین قطعاً باطل ہے **اور** نیز اگر اوس کی اسطور سے تعظیم کرنی واجب تھی تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم اور اون کے اصحاب نے فتح مکے کے دن احرام کو کیون ترک کیا اور تعظیم مکہ کو کیون چھوڑ دیا کیا پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کو یہہ تعظیم معلوم نہوئی اب حنفیہ کو یہہ تعظیم معلوم ہوئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ **اور نیز**
ہم کہتے ہین کہ یہہ تعظیم اوس کی خاص اوسی شخص کے حق مین ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو پس یہہ
تعظیم اوس کی مخصوص ہے ساتھہ ان حدیثون صحیحہ کے کما مر **اور** نیز حرم مکے مین بہت موذیات جانورون
کا قتل کرنا جائز ہے ہر حال مین پھر یہہ تعظیم مکے کی کہان گئی اور جب انکا قتل کرنا تعظیم مکے سے مخصوص ہے
پھر مکے مین داخل ہونیوالے کیواسطے احرام نہ باندھنا . . . .
اوس کی منافی کیسے ہو سکتا ہے **اور** نیز مکہ جو حلال ہوا تھا اوسی ساعت مین حلال ہوا تھا جب آپ مکہ
مین داخل ہوئے تھے اور جب کہ آپ مدینہ کی میقات پر آئے تھے وہ تو کئی دن پہلے کا ذکر ہے اس لئے
کہ عسفان سے مدینہ والے چل کر کئی دنون مکے پہونچتے ہین پھر اوسوقت میقات پر سے احرام نہ باندھنے
کا کیا معنے ہوا اور نیز بعد اوس ساعت کے بھی حضرت کئی دن مکہ مین رہے جس حالت مین پھر مکہ حرام ہوگیا

کیجا وین سانپ اور کوا جسمین سیاھی اور سفیدی ہو اور کتا پہاڑنے والا اور چیل **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ دَلَالَةٌ لِلشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِ فِي أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يُقْتَلَ فِي الْحَرَمِ كُلُّ مَنْ يَجِبُ عَلَيْهِ قَتْلٌ بِقِصَاصٍ أَوْ رَجْمٍ بِالزِّنَا أَوْ قَتْلٍ فِي الْمُحَارَبَةِ وَأَنَّهُ يَجُوزُ إِقَامَةُ كُلِّ الْحُدُودِ فِيهِ سَوَاءٌ كَانَ مُوجِبُ الْقَتْلِ وَالْحَدِّ جَرَى فِي الْحَرَمِ أَوْ خَارِجِهِ ثُمَّ لَجَأَ صَاحِبُهُ إِلَى الْحَرَمِ لِمُشَارَكَةِ فَاعِلِ الْجِنَايَةِ لِهٰذِهِ الدَّوَابِّ فِي اسْمِ الْفِسْقِ بَلْ فِسْقُهُ أَفْحَشُ لِكَوْنِهِ مُكَلَّفًا یعنی ان حدیثون مین دلیل ہے واسطے شافعی اور اوس کے موافقون کے اسبات مین کہ جائز ہے قتل کرنا ہر اوس شخص کا جسپر قتل واجب ہو ساتھہ قصاص کے یا رجم کرنیکے ساتھہ زنا کے یا قتل کے لڑائی مین اور اس بات مین کہ جائز ہے قائم کرنا کل حدون کا بیچ اوس کے خواہ موجب قتل اور حد کا حرم مین جاری ہوا ہو خواہ خارج مین ہوا ہو پہر پناہ پکڑی ہو اوس کے کرنیوالے نے طرف حرم مکہ کی اور یہہ حدیثین اسپر اسواسطے دلالت کرتی ہین کہ جنایت کرنیوالا فاسق ہونیکے نام مین ان چارپایون کا شریک ہے بلکہ اس شخص کا فسق اون سے زیادہ ہے اس لئے کہ وہ مکلّف ہے اور وہ چارپایے مکلف نہین ہین انتہی اس بیان با برہان سے صاف ثابت ہوگیا کہ حرم مکے مین حد قائم کرنی جائز ہے اس کی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہین ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ ابن خطل حد مین نہین مارا گیا تہا بلکہ مرتد ہونے کے سبب سے مارا گیا تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات بالکل غلط ہے فقط وہ مرتد ہونے کی وجہ سے نہین مارا گیا تہا بلکہ اوس نے ایک مسلمان کو بہی قتل کیا تہا اور اوس نے لونڈیان رکھی ہوئین تہین جو گاتی ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تہین چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ إِنَّمَا قَتَلَهُ لِأَنَّهُ كَانَ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلَ مُسْلِمًا كَانَ يَخْدِمُهُ وَكَانَ يَهْجُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَسُبُّهُ وَكَانَتْ لَهُ قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِهِجَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مطلب اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **اور** بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو اوسی ساعت مین **قتل** کیا تہا جس ساعت مین آپکے واسطے لڑائی حلال ہوئی تہی سو **جواب** اسکا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ وَتَأَوَّلُوا هٰذَا الْحَدِيثَ عَلَى أَنَّهُ قَتَلَهُ فِي السَّاعَةِ

۵۱ پ
عارسہ
صحیح مسلم
۱۲۰ کی ط ۳۸۲
ص ۳۸۲
۵۲ پ
عارسہ
صحیح مسلم
۱۲ کی
ص ۳۷۹
بیان ۱۲

جگہہ حدیبیہ مین قربانی کے. ور سر منڈایا اور حلال ہوگئے **مسئلہ پنجاہ و ہشتم** اور ایک مسئلہ
امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حج اور عمرہ سے
روکے جانے والے کے لئے سر منڈانا مباح ہے یعنی نہ واجب ہے اور نہ سنت ہے اور پہر اوس مباح کی
بہی کچہہ حاجت نہین ہے چنانچہ کفایہ حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے[۵۱] فَذٰلِكَ دَلِيْلُ الْاِبَاحَةِ لَا دَلِيْلُ
الْوُجُوْبِ مَعَ اَنَّ الْحَلْقَ وَجَبَ لِلْاِحْلَالِ وَالدَّمُ اُقِيْمَ مَقَامَهٗ فَيَسْتَغْنِيْ بِذٰلِكَ عَنِ
الْحَلْقِ اور تہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اون تین حدیثون کے جو کہ مسئلہ
پنجاہ و ہفتم مین اوپر مذکور ہو چکے ہین اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہی سر منڈایا اور
صحابہ کو بہی حلق کا حکم فرمایا اور امر مطلق وجوب کے واسطے ہوتا ہے اگر وجوب پر دلالت نکرے تو سنیت سے
کم نہین ہوگا **مسئلہ پنجاہ و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ
مرقات شرح مشکوۃ[۵۲] وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حرم مکہ مین حد کا قائم کرنا جائز نہین ہے
اوس شخص پر جو خارج مین خون کر کے حرم کے اندر چلا آوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث**[۵۳] صحیح بخاری اور مسلم مین
انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى
رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهٗ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ
اُقْتُلُوْهُ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکے مین داخل ہوئے اور آپکے سر پر خود تہی پس
جب آپ نے اوسکو اوتارا تو ایک مرد آیا اور اوس نے کہا کہ تحقیق ابن خطل کعبے کے غلاف کے
ساتھ لٹکا ہوا ہے آپنے فرمایا اوسکو قتل کر ڈال **فائدہ**[۵۴] امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا
ہے وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ حُجَّةٌ لِمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيْهِمَا فِيْ جَوَازِ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَ
الْقِصَاصِ فِيْ حَرَمِ مَكَّةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے امام مالک اور امام شافعی کے اور جو انکے
موافق ہین اسپر کہ حرم مکہ مین قصاص اور حدون کا قائم کرنا جائز ہے **دوسری حدیث**[۵۵] صحیح
بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ
الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَّا یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین فاسق حل اور حرم مین قتل

۵۵ عبارت صحیح مسلم ج ا کی صـ۳۷۹ مین ہی ۱۲

بلکہ اوسے بہی بعد کو سو آپ نے فرمایا اوسکو قتل کر ڈالو پس اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ ابن خطل کو مکہ حلال
ہونے کی ساعت میں قتل نہیں کیا تہا بلکہ حرمت لپٹ آنے کے بعد اوسکو قتل کیا گیا تہا پس اس
یہہ تاویل باطل ہوگئی اور **بعضے** حنفی یہ آیت سند لاتے ہیں وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا یعنی جو مکہ مین
داخل ہو وہ امن مین آیا سو **جواب** اس کا اول یہہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک جو شخص حرم سے باہر
کسی کو قتل کر کے حرم مین آکر پناہ پکڑے اوسکو نہایت تنگ کیا جاوے اور اوس کے ساتھ کلام نہ کیا جاوے
اور اوس کے ساتھ مجلس نہ کیجاوے اور اوس کے ساتھ بیع و شرا نہ کی جاوے اور اوس کے واسطے ہر کام مین
سخت مشکل اور تنگی ڈالی جاوے یہانتک کہ سخت لاچار اور بیقرار مضطر ہو کر حرم سے باہر نکل جاوے
پہر اوسپر خارج مین حد قائم کیجاوے پس اوس کے ساتھ یہہ معاملہ کرنا اس آیت کے صریح مخالف ہے اگر
وہ شخص حرم مکہ مین داخل ہونے سے امن مین آجاتا ہے تو پہر ایسے مشکل اور ایسے تنگی اوس کے ساتھ
کیون کئے گئے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَلِأَنَّ التَّضْيِيقَ الَّذِي ذَكَرُوهُ
لَا يَبْقَى لِصَاحِبِهِ أَمَانٌ فَقَدْ خَالَفُوا ظَاهِرَ مَا فَسَّرُوا بِهِ الْآيَةَ **دوم جواب** یہہ ہے جو کہ امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے قَالَ الْقَاضِي وَمَعْنَى الْآيَةِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ أَكْثَرِ
الْمُفَسِّرِينَ أَنَّهُ إِخْبَارٌ عَمَّا كَانَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ وَعَطْفُهُ عَلَى مَا قَبْلَهُ مِنَ الْآيَاتِ یعنی
قاضی نے کہا ہے کہ معنے اس آیت کے ہمارے نزدیک اور اکثر مفسرین کے نزدیک یہ ہین کہ یہہ خبر
دینا ہے اوس چیز سے جو اسلام سے پہلے کا حال تہا اور عطف اسکا پہلی آیتون پر ہے **سوم جواب**
جواب اسکا امام نووی نے یہ لکہا ہے وَقِيلَ آمِنٌ مِنَ النَّارِ یعنی بعضون نے کہا ہے کہ جو شخص مکہ مین
داخل ہوا آگ سے بیخوف ہوا انتہی پس ان وجوہ سے یہ استدلال باطل ہوگیا **اور** نیز جب مکہ
امن کی جگہہ ہے تو پہر مرتد کو قتل کرنا حرم مین تم لوگ کیون جائز رکہتے ہو **اور بعضے** حنفیہ یہہ
ما ہو جوابکم فہو جوابنا
کہتے ہین کہ ابن خطل کا کعبہ مین قتل کرنا قصاص کی وجہ سے نہین تہا اس لئے کہ قصاص مین
دعوی اور شہادت کی حاجت ہوتی ہے اور یہان کچہہ بہی نہین ہوا سو **جواب** اس کا یہہ
ہے کہ جب بغیر مطالبہ اور گواہی کے کعبہ مین قتل کرنا جائز ہوا تو مطالبہ اور گواہی کے ساتھ
بطریق اولی قتل کرنا جائز ہوگا **دوم** احتمال ہے کہ یہہ شخص مطالبہ اور شہادت سے مخصوص ہو
جیسے کہ اور امرون مین ہوا اور ابن ابی سرح مخصوص ہوئے ہین **سوم** راوی کی مطالبہ اور گواہی غ

الَّتِي أُبِيحَتْ لَهُ وَأَجَابَ أَصْحَابُنَا بِأَنَّهَا إِنَّمَا أُبِيحَتْ لَهُ سَاعَةَ الدُّخُولِ حَتَّى اسْتَوْلَى عَلَيْهَا
وَأَذْعَنَ أَهْلُهَا وَإِنَّمَا قَتَلَ ابْنَ خَطَلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ یعنی امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ حرم
مکہ مین حد کا قائم کرنا جائز نہین اور اونہون نے اس حدیث کی یہہ تاویل کی ہے کہ حضرتؐ نے ابن
خطل کو اوسی ساعت مین قتل کیا تہا جو ساعت آپکے واسطے مباح ہوئی تہی اور ہمارے اصحاب اس کا
یہہ جواب دیتے ہین کہ مکے مین لڑائی کرنا آپکے واسطے اوسی ساعت حلال ہوا جب ساعت آپ مکے مین داخل
ہوئے اور اوس پر غالب آگئے اور وہان کے لوگ باامن ہو گئے اور سوا اس کے نہین کہ آپنے ابن خطل
کو اس کے بعد قتل کیا تہا انتہے اور دوسری حدیثون سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے ابن خطل کو اوس ساعت اباحت مین قتل نہین کیا ہے بلکہ اوس کو اوس وقت قتل کیا تہا جس ساعت مین
کہ اوس کی حرمت پہر پلٹ آگئے تہے اس لئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب خود اپنے سر سے
اوتار کر عمامہ سیاہ اپنے سر پر رکھ لیا اوس کے بعد آپ کو ابن خطل کے خبر دی گئی تہی جیسے کہ حدیث
مذکور سے معلوم ہوتا ہے اور آپ نے عمامہ اوس حالت مین رکہا تہا جس وقت آپ خطبہ پڑہ رہے
تہے کعبے کے دروازے مین چنانچہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ
سَوْدَاءُ اور جس ساعت مین آپ خطبہ پڑہ رہے تہے اوس ساعت مکے کی حرمت ابدی پہر پلٹ آئی ہوئی
تہی چنانچہ مسلم کی دوسری حدیث مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکے کے سال
خزاعہ نے بنی لیث کا ایک مرد قتل کر ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی پس آپ
اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑہا اور فرمایا[سلہ] إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ
وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي
سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ الحدیث یعنی اللہ تعالی نے مکے سے ہاتہی والون کو
روکا اور اوس پر اپنے رسولؐ اور مسلمانون کو غالب کیا خبردار ہو تحقیق وہ نہین حلال ہوا واسطے
کسی کے مجہسے پہلے اور نہین حلال ہے واسطے کسی کے پیچہے میرے خبردار ہو تحقیق وہ حلال کیا گیا
واسطے میرے ایک ساعت دن کی خبردار رہو اور تحقیق وہ اس ساعت مین حرام ہے انتہی آخر حدیث تک
اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ جس ساعت مین آپنے خطبہ پڑہا تہا اس ساعت مین مکے کی حرمت
پہر پلٹ کر آگئی ہوئی تہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن خطل کی خبر اوسی ساعت مین دی گئی تہی

[سلہ] حدیث صحیح مسلم جلد اول کی صفحہ ۴۳۹ مین ہے ۱۲

النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی کوئی عورت ایماندار اگر بخشدیوے نفس اپنا واسطے نبی کے اگر چاہے نبی یہہ کہ نکاح کرے اوسکو خالص واسطے تیرے سوا مومنون کے۔

مسئلہ شصت و یکم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا تُشْتَرَطُ الْعَدَالَةُ حَتّٰى يَنْعَقِدَ بِحَضْرَةِ الْفَاسِقَيْنِ عِنْدَنَا یعنی نکاح کے گواہون مین عدالت شرط نہین بلکہ دو فاسقون کے روبرو بہی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابن حبان نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعا روایت کیا لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ نہین صحیح ہوتا ہے نکاح مگر ساتہہ ولی کے اور دو گواہون عادلون کے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَكُلُّ هٰؤُلَاءِ يَشْتَرِطُوْنَ شَهَادَةَ عَدْلَيْنِ اِلَّا اَبَا حَنِيْفَةَ یعنی کل یہہ لوگ شرط کرتے ہین گواہی دو عادلون کی مگر ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فاسقون کی شہادت بہی کافی ہے **مسئلہ شصت و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَنَا اَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْهَا التَّعْلِيْمُ وَيَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَيَوْمُ النَّحْرِ يَوْمَا اشْتِغَالٍ یعنی تحقیق مقصود خطبہ سے تعلیم ہے اور دن ترویہ کا اور دن قربانی کا دونون دن شغل کے ہین یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ دسوین کے دن حج مین امام خطبہ پڑہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ ثُمَّ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ الحدیث یعنی اوس نے کہا کہ خطبہ سنایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ

بیان کرنے سے یہہ لازم نہین آتا کہ نفس الواقع بہی مطالبہ نہوا ہو پہلے اوس کا مطالبہ ضرور ہوا
ہوگا اور شہادت بہی قطعًا ہو چکی ہوگی اسی وجہسے وہ تمام لوگون مین مشہور تہا اور خود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی اُس کا حال مفصل طور سے معلوم تہا اسی وجہ سے اُس شخص نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر خبر دی اور اسی وجہسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بلا تحقیق و استفسا
اوس کو قتل کر دینے کا حکم فرما دیا اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسکا مطالبہ نہوا ہوتا اور شہادت
نہو چکی ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اوسکا حال کیسے معلوم ہوتا اور بلا تامل بے تحقیق اوس کو قتل
کرنے کا حکم نفرماتے پس معلوم ہوا کہ دعوی مطالبہ وشہادت وغیرہ سب کچہہ پہلے ہو چکا ہوا تہا اسی وجہ
سے ہر ایک شخص کو اوس کا حال معلوم تہا تہلا ایک آدمی جو اسلام سے مرتد ہو گیا ہو اور ایک مسلمان
کو قتل کر ڈالا ہو اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالی نکالتا اگر وہ شخص قابو مین آجاوے تو پہر
ایسی حالت مین کیا ممکن ہے کہ وارثِ مقتول مطالبہ قصاص نکرین اور نیز مرتد کو کئی دن قید مین
رکہکر اوسی توبہ کرانے کا حکم ہے جیسے کہ صحیح مسلم اور اوس کی شرح مین اس کا بیان مفصل ...
موجود ہے پہر اگر محض مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جاتا تو اوسکو چند روز قید رکہکر اوس سے توبہ
ضرور طلب کیجاتی **اور نیز** حدیث صحیح مسلم مین صاف موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح
مکے کے دن خطبہ پڑہا اور فرمایا فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا
دَمًا یعنی پس نہین حلال ہے واسطے کسی شخص کے جو اللہ تعالی اور آخرت کے ساتہہ ایمان رکہتا ہو
یہہ بات کہ مکے مین خون بہاوے اس حدیث مین مطلق خون کرنے کی ممانعت آچکی ہے خواہ قصاص
وغیرہ کی وجہ سے ہو یا مرتد ہونے کی وجہ سے ہو پہر باوجود اس عموم ممانعت کے مرتد کا خون مکے مین
کیون بہایا گیا فما ہو جوابکم فہو جوابنا **مسئلہ ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف
حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَيَنْعَقِدُ بِلَفْظِ النِّكَاحِ وَالتَّزْوِيْجِ
وَالْهِبَةِ وَالتَّمْلِيْكِ یعنی منعقد ہو جاتا ہے نکاح ساتہہ لفظ نکاح اور تزویج کے اور ہبہ اور تملیک کے
مطلب اس کا یہہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مرد کو کہدیوے کہ مین نے تجہکو اپنا نفس ہبہ کر دیا
یا تیرے ملک کر دیا تو اس صورت مین نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس آیت کے وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ

اور اگر خاوند اوس کا آزاد مرد ہوتا تو حضرت بریرہ کو نکاح توڑنے کا اختیار ندیتے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور نسائی مین نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تُعْتِقَ مَمْلُوكَيْنِ لَهَا زَوْجٌ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَبْدَأَ بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْاَةِ یعنی اوس نے ارادہ کیا اپنے دو غلام آزاد کرنے کا جو آپس مین میان بیوی تھے پس اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ مرد کو عورت سے پہلے آزاد کرے **فائدہ** یہہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ اگر مرد عورت سے پہلے آزاد ہو گیا تو عورت کو نکاح توڑنے کا اختیار باقی نہین رہیگا پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی لونڈی آزاد ہو جاوے اور اوسکا خاوند آزاد مرد ہووے تو اوس لونڈی کو نکاح فسخ کرنیکا اختیار نہین رہتا ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَاِنْ كَانَ حُرًّا فَلَا خِيَارَ لَهَا عِنْدَ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ یعنی پس اگر خاوند اوس کا آزاد ہو تو اوسکو کچھہ اختیار نہین ہے نزدیک امام مالک اور امام شافعی اور جمہور علما کے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اوس حدیث کو سند لاتے ہین جسمین یہہ مذکور ہے کہ اوس کا خاوند آزاد تہا **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاحْتَجَّ اَبُوْ حَنِيْفَةَ بِرِوَايَةِ مَنْ رَوٰى اَنَّهُ كَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَدْ ذَكَرَهَا مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ لٰكِنْ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ سَاَلْتُهُ عَنْ زَوْجِهَا فَقَالَ لَا اَدْرِيْ وَاحْتَجَّ الْجُمْهُوْرُ بِاَنَّهَا قَضِيَّةٌ وَاحِدَةٌ وَالرِّوَايَاتُ الْمَشْهُوْرَةُ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ اَنَّ زَوْجَهَا كَانَ عَبْدًا قَالَ الْحُفَّاظُ وَرِوَايَةُ مَنْ رَوٰى اَنَّهُ كَانَ حُرًّا غَلَطٌ وَشَاذَّةٌ مَرْدُوْدَةٌ لِمُخَالَفَتِهَا الْمَعْرُوْفَ فِيْ رِوَايَاتِ الثِّقَاتِ وَيُؤَيِّدُهُ اَيْضًا قَوْلُ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَبْدًا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ هٰذَا الْكَلَامِ دَلِيْلَانِ اَحَدُهُمَا اِخْبَارُهَا اَنَّهُ كَانَ عَبْدًا وَهِيَ صَاحِبَةُ الْقَضِيَّةِ وَالثَّانِيْ قَوْلُهَا لَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا وَمِثْلُ هٰذَا لَا يَكَادُ وَاحِدٌ يَقُوْلُهُ اِلَّا تَوْقِيْفًا وَلِاَنَّ الْاَصْلَ فِي النِّكَاحِ اللُّزُوْمُ وَلَا طَرِيْقَ اِلٰى فَسْخِهٖ اِلَّا بِالشَّرْعِ وَاِنَّمَا ثَبَتَ فِي الْعَبْدِ فَبَقِيَ الْحُرُّ عَلَى الْاَصْلِ وَلِاَنَّهُ لَا ضَرَرَ وَلَا عَارَ عَلَيْهَا وَهِيَ حُرَّةٌ فِي الْمَقَامِ تَحْتَ حُرٍّ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ اِذَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ فَاَثْبَتَ لَهَا

وسلم نے قربانی کے دن فرمایا تحقیق زمانہ پھر آیا ہے مثل ہیئت اپنی کی جسدن پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانون اور زمینون کو سال بارہ ماہ کا ہے اوسمین چار مہینے ہین تین پے درپے ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب مضر کا جو درمیان دونون جمادی اور شعبان کے ہے پہر بعد اوسکے آپنے فرمایا یہہ کون دن ہے ہمنے کہا اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہے پس آپ چپ رہے یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ اسکا کوئی اور نام رکہینگے پہلے نام کے سوا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہہ دن قربانی کا نہین ہے ہمنے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تحقیق خون اور آبروئین تمہاری تمپر حرام ہین مثل حرام ہونے اسدن کی تمہارے اس شہر مین تمہارے اس مہینے مین اور نزدیک ہے کہ ملاقات کروگے تم اپنے رب سے پس تمکو تمہارے عمل پوچہیگا خبردار رہو پس پلٹ جائیو پیچہے میرے گمراہ ہوکر کہ ایک دوسرے کی گردن مارو خبردار رہو تحقیق مین نے اللہ کا حکم پونہچا دیا ہے لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا الہی گواہ رہو۔ **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن یعنے دسوین کے دن آپنے خطبہ پڑہا ہے پس خطبہ پڑہنا اسدن مین سنت ہے **مسئلہ شصت وسوم**

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَ وَإِنْ تَزَوَّجَتْ بِإِذْنِ مَوْلَاهَا ثُمَّ أُعْتِقَتْ فَلَهَا الْخِيَارُ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا أَوْ عَبْدًا یعنے اگر کسی لونڈی نے نکاح کیا ساتھ اذن مولا اپنے کے پہر بعد اوس کے آزاد کی گئے پس واسطے اوس کے اختیار ہے خواہ خاوند اوس کا آزاد ہو خواہ غلام ہو مطلب اس کا یہہ ہے کہ اسحالت مین اگرچہ خاوند اوس کا آزاد مرد ہو اوس لونڈی کو نکاح کا اختیار ہے خواہ اپنا نکاح رکہے خواہ توڑ ڈالے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا فِي بَرِيرَةَ خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا یعنی تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے اوس کے بریرہ کے معاملہ مین خرید لے اوسکو اور آزاد کردے اوسکو اور خاوند اوس کا غلام تہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نکاح کا اختیار دیدیا (یعنی خواہ نکاح رکہے خواہ توڑ ڈالے) سو اوس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی اپنا نکاح توڑ ڈالا

ہے عروہ کا نہین ہے جیسے کہ امام نووی کی کلام مین مذکور ہو چکا ہے اور نیز جب عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے قول سے ثابت ہو چکا ہے کہ اوس کا خاوند غلام تہا تو پہر اگر یہہ قول اون کا ہو
تو اوس مین کیا منافات ہے دونون کا مطلب تو ایک ہی ہے کہ اوس کا خاوند غلام تہا پہر
اسکو عائشہ کا قول بنانے مین کیا استحالہ لازم آتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نیز عروہ ایسی توقیفی بات کیسے
کہہ سکتے ہین **مسئلہ شصت و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَصَلَّى الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ
وَّاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ یعنی اور نماز پڑہائی امام لوگون کو مغرب و عشا کے فقط ایک اذان اور ایک
ہی اقامت کے ساتہہ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ حج کے دنون مین جو مزدلفہ مین مغرب اور
عشا کی نماز کو جمع کر کے عشا کیوقت مین پڑہا جاتا ہے تو اون دونون نمازون کیواسطے فقط ایک
ہی اذان اور ایک ہی اقامت کہی جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ
مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے بیچ بیان کرنے صفت حج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَدَفَعَ
حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا
یعنی کہا جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچہے چڑہایا اُسامہ کو اور چلے
یہانتک کہ آئے مزدلفہ مین پس آپنے اوس جگہہ مین مغرب اور عشا پڑہی ساتہہ ایک اذان کے
اور دو اقامتون کے اور نہ نفل پڑہے درمیان اون دونون کے **دوسری حدیث** صحیح مسلم
مین اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے یَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ
لَهُ الصَّلٰوةَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ
فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ
بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا یعنی اوس نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے چلے یہانتک کہ جب پہاڑ کی راہ مین آئی تو اوترے
اور بول کیا پہر وضو کیا اور وضو کو کامل نکیا پس مین نے کہا کہ نماز آپنے فرمایا نماز تیری آگے

الشَّرْعُ الْخِيَارَ فِي الْعَبْدِ لِأَنَّهُ آلَةُ الضَّرَرِ بِخِلَافِ الْحُرِّ وَلِأَنَّ رِوَايَةَ هٰذَا الْحَدِيثِ
تَدُوْرُ عَلٰى عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ فَاتَّفَقَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْهُ
أَنَّ زَوْجَهَا كَانَ عَبْدًا وَأَمَّا عَائِشَةُ فَمُعْظَمُ الرِّوَايَاتِ عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ عَبْدًا
فَوَجَبَ تَرْجِيحُهَا انتہی یعنی امام ابوحنیفہ نے دلیل پکڑی ہے ساتھ روایات اوس شخص کے
جس نے روایت کی ہے کہ اوسکا خاوند آزاد مرد تھا اور تحقیق ذکر کیا ہے اوسکو مسلم نے شعبہ کی روایت
سے وہ عبدالرحمن سے روایت کرتا ہے ولیکن شعبہ نے کہا کہ پھر مین نے عبدالرحمن سے
اوس کے خاوند کا حال پوچھا تو اوس نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون (آزاد تھا یا غلام) اور
جمہور نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس بات کے کہ وہ قضیہ ایک ہے اور صحیح مسلم وغیرہ کے بہت
روایتون مین یہہ ہے کہ اوسکا خاوند غلام تھا اور حفاظ حدیث کہتے ہین کہ جنے یہ روایت
کی ہے کہ اوسکا خاوند آزاد تھا وہ اوس کی روایت غلط اور شاذ اور مردود ہے واسطے خلاف
ہونے اوس کے ثقات کی روایتون کو اور نیز اسی کی تائید کرتا ہے قول عائشہ رضی اللہ
تعالی کا اُس نے کہا کہ اوس کا خاوند غلام تھا اگر آزاد ہوتا تو اوس لونڈی کو اختیار نہ دیا
جاتا اور ایسی کلام کوئی نہین کہہ سکتا مگر توقیفی اور دوسری دلیل یہہ ہے کہ اصل نکاح مین لزوم
ہے اُسکے توڑنے کی طرف کوئی راہ نہین ہے مگر ساتھ شرع کے اور سوا اس کے نہین کہ غلام
کے حق مین یہہ بات ثابت ہو چکی ہے پس آزاد اپنے حال پر رہے گا اور تیسری دلیل یہہ ہے
کہ اوسپر کوئی ضرر نہین اور نہ کسی قسم کی عار ہے اس لئے کہ وہ بھی آزاد ہے اور اوس کا خاوند
بھی آزاد ہے عار تو جب ہوتی جب کہ خاوند اوسکا غلام ہوتا سو شرع نے ضرر کے دفع کرنے
کیواسطے غلام مین اوس کا اختیار ثابت کر دیا اور آزاد مین نہین کیا اور چوتھی دلیل یہہ ہے
کہ راوی اس حدیث بریرہ کے فقط عائشہ اور ابن عباس ہین سو ابن عباس کی روایات تو
سب اسی پر متفق ہین کہ اوسکا خاوند غلام تھا اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایتون مین بھی
ہے کہ وہ غلام تھا پس واجب ہوگی ترجیح دینی اسکو فقط انتہی اور بعضے حنفیہ یہہ کہتے
ہین کہ لو کان حرا لم یخیرها عائشہ رضی اللہ تعالی کا یہہ قول نہین ہے بلکہ یہہ عروہ رضی اللہ
تعالی عنہ کا قول ہے سو جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسامہ بن زید وغیرہ کی حدیثوں میں ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے اس لئے کہ یہہ سب کچہہ معاملہ ایک ہی واقعہ حجۃ الوداع ہی مین ہوا ہے یہ واقع متعدد نہین ہے بلکہ اس واقعہ کا متعدد ہونا تو ممکن ہی نہین ہے اور جب کہ یہہ فقط ایک ہی واقعہ ٹھہرا تو اب ہم کہتے ہین کہ اسامہ بن زید کی حدیث مین دونون نمازون مین اونٹ بٹہانے کے ساتہہ فصل واقع ہے یعنے پہلے مغرب کے نماز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑہائی پہر لوگون نے اپنے اونٹ اپنی جگہہ مین بٹہلائے پہر بعد اوس کے نماز عشا کی پڑہائی اور یہہ مقرر ہوچکا ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور جب کہ دونون نمازون مین فصل واقع ہو تو اندر صورت فصل حنفیہ کے نزدیک تو اقامت کو دوبارہ کہنا چاہئے تہا جیسے کہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر دونون نمازون مین کسی چیز کے ساتہہ مشغول ہوئے تو اقامت کو اعادہ کرے اور پہر کہے پس جب اس واقعہ مین دونون نمازون کے درمیان فصل ہوچکا ہے تو پہر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مین اقامت دوبارہ کہی جاتی فقط ایک ہی اقامت کیون کہی گئی اور باوجود ایک ہی واقعہ ہونے کے اور دونون نمازون کے درمیان فصل واقع ہونے کے حنفیہ کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور نیز صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود یہہ حدیث آچکی ہے قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا یعنی ابن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین جمع کرکے پڑہا ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ اقامت کہی اور دونون کے درمیان نفل نہ پڑہے **اب** اس حدیث سے کل جہگڑا طے ہوگیا اور قطعاً ثابت ہوگیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اقامت کی حدیث سے یہی مراد ہے کہ ہر ایک نماز کیواسطے ایک اقامت کہے اب حنفیہ کو دم مارنے کی کوئی جگہہ باقی نہ رہی

مسئلہ شصت و پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَإِنْ صَامَهَا بِمَكَّةَ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْحَجِّ جَازَ یعنی اگر روزہ رکہے مکے مین پیچہے فارغ ہونیکے حج سے تو جائز ہے یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ حج کرنیوالا اگر قربانی کے دن قربانی نہ پاوے تو حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مین ٹہہر کر دس روزہ رکہہ لیوے تین حج کے اندر اور سات حج سے بعد اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی آیت

ہے پس آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ مین آئے اوترے اور وضو کیا پس وضو کو کامل کیا
پھر نماز کی اقامت کہی گئی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر بٹھایا ہر آدمی
نے اپنے اونٹ کو اپنی جگہہ مین پھر نماز عشا کی اقامت کہی گئی پس آپ نے عشا کو پڑہا اور انکے
درمیان نوافل نہ پڑہے **فائدہ** ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ مین ہر نماز کے
واسطے علحدہ علحدہ اقامت کہی خواہ کسی چیز کے ساتھہ دونون مین فصل واقع ہوا ہو یا نہوا ہو **تنبیہ**
حنفیہ جوان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ ابن عمر کی حدیث سے سند لاتے ہین جو کہ صحیح مسلم مین انکے
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز ایک اقامت کے
ساتھہ پڑہائی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَهٰذِهِ
الرِّوَايَةُ مُتَقَدِّمَةٌ عَلَى الرِّوَايَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لِأَنَّ مَعَ جَابِرٍ زِيَادَةَ عِلْمٍ وَزِيَادَةُ
الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ وَلِأَنَّ جَابِرًا اعْتَنَى الْحَدِيثَ وَنَقَلَ حَجَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُسْتَقْصَاةً فَهُوَ أَوْلَى بِالِاعْتِمَادِ هٰذَا هُوَ الصَّحِيحُ فِي مَذْهَبِنَا أَنَّهُ يَسْتَحِبُّ الْأَذَانَ
لِلْأُولٰى مِنْهُمَا وَيُقِيمُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ إِقَامَةً فَيُصَلِّيهِمَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَيُتَأَوَّلُ حَدِيثُ
إِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ أَنَّ كُلَّ صَلٰوةٍ لَهَا إِقَامَةٌ وَلَا بُدَّ مِنْ هٰذَا الْجَمْعِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرِّوَايَةِ
الْأُولٰى یعنی یہہ روایت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی مقدم ہے پہلی دو روایتون پر اس لئے کہ جابر رضی اللہ
تعالی عنہ کے پاس زیادتی علم ہے اور زیادہ ثقہ کی مقبول ہے اور نیز اسواسطے کہ جابر رضی اللہ تعالی
نے اس حدیث کا بہت اہتمام کیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حج نہایت تک پورا نقل کیا ہے پس
اوس کا اعتبار زیادہ ہے یہی صحیح ہے ہمارے مذہب مین کہ مستحب ہے اذان واسطے پہلی نماز کے اور اقامت کہے
واسطے ہر نماز کے پس دونون نمازون کو پڑھے ساتھہ ایک اذان اور دو اقامتون کے اور ایک اقامت
کی حدیث کی یہ تاویل ہے کہ ہر نماز کیواسطے ایک اقامت کہے اور واجب ہے یہ تاویل کرنی تاکہ دونون
حدیثون مین تطبیق ہوجاوے **اور** نیز عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دوسری اقامت نہ ذکر کرنیسے
یہ لازم نہین آتا کہ دوسری اقامت نہ کہی جاوے والا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اسی حدیث کے
بعض طریقون مین اذان اور اقامت کا مطلق کچہہ ذکر نہین ہے پھر لازم آویگا کہ اذان اور اقامت
کو مطلق ترک کر دینا بہی جائز ہو حالانکہ کسی کے نزدیک بہی جائز نہین ہے **اور** نیز عبد اللہ

عـه عبارت صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۱۶ مین ہے ۱۲

امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ یعنی عمرہ مستحب ہے اگر کر لیوے تو ثواب ہے اگر نکرے تو کچہہ گناہ نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی اس آیت کے وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی تمام کرو حج اور عمرہ کو واسطے اللہ کے اور دوسرا مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی مین ابی رزین عقیلی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اوس نے کہا ای رسول اللہ کے تحقیق باپ میرا بہت بوڑہا ہو گیا ہے حج اور عمرہ کی طاقت نہین رکہتا ہے اور نہ سواری پر چڑہ سکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کر اپنے باپ کی طرف سے اور عمرہ کر اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور تیسرا اس حدیث کے مخالف ہے جو ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ قَالَ نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ یعنی مین نے کہا کہ ای رسول اللہ کے عورتون پر جہاد فرض ہے فرمایا ہان اونپر ایسا جہاد فرض ہے جسمین لڑائی نہین حج اور عمرہ **فائدہ** اس آیت اور حدیثون سے ثابت ہوا کہ عمرہ واجب ہے اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونپر جہاد فرض ہے اور پہر جہاد کو ساتہہ حج اور عمرہ کے تفسیر کی اور سائل کو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرنے کا حکم فرمایا اور دونون کو ایک ہی سلسلہ مین بیان فرمایا پس ان حدیثون سے عمرہ کا استحباب نکالنا کسی طرح سے ممکن نہین یا تو ان سے عمرہ کا وجوب ثابت ہوگا اور یا حج کا وجوب باطل ہوگا وکذلک لان الآیۃ القرآنیۃ تدل علی وجوبہا

مسئلہ شصت و ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ مردے کے سر پر اگر فرضی حج باقی رہتا ہو تو اوس کے وارث پر اوس حج کا میت کی طرف سے قضا کرنا مستحب ہے یعنی اگر کرے تو ثواب ہے ورنہ کچہہ گناہ نہین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ اَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى

ہے وجوب مین صریح نہین ہے

کے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ
یعنی پس جو شخص قربانی نپاوے پس تین دن کے روزے حج مین اور سات روزے جب پہرجاؤ
تم اپنے گہر دن کو یہہ دس روزے ہین **فائدہ** اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ سات روزے باقی آگے
وقت رکہنی جائز ہین جب اپنے گہر مین پہر کر آجاوے چنانچہ اذا شرطیہ کی قید اوسپر دلالت کرتی ہے
پس پہلے اوس سے روزے رکہنے جائز نہین ہین **مسئلہ شصت و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَالْاَعْمٰى اِذَا وَجَدَ مَنْ
يَّكْفِيْهِ مُؤْنَةَ سَفَرِهٖ وَوَجَدَ زَادًا اَوْ رَاحِلَةً لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَجُّ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی اندہا جب
کہ پاوے اوسکو جو سفر کی محنت سے اوسکو کافی ہو اور پاوے خرچ رستہ کا اور سواری نہین
واجب ہوتا ہے اوس پر حج یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے کہ اندہے آدمی کو اگرچہ خرچ راہ اور
سواری بہی موجود اور خدمتگار بہی میسر ہووے جو سفر مین اوسکے تمام کامون کو بسر کرسکے جب
بہی اوسپر حج واجب نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف
ہے قرآن کی اس آیت کے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی اور
اللہ کے لیے لوگون پر حج واجب ہے جو شخص طاقت رکہے طرف اوس کی راہ کی **اور** مخالف ہے اس حدیث کے
جو کہ دارمی مین ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ
فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص کہ نہ
منع کرے اوسکو حج کرنے سے کوئی حاجت ظاہرہ (یعنی زاد و راحلہ) یا حاکم ظالم یا بیماری روک رکہنے والی
پس وہ مرگیا اور حج نکیا پس چاہیے کہ مرے یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر **اور** مخالف ہے اس حدیث کے
جو کہ ترمذی اور ابن ماجہ مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ یعنی اوس نے کہا کہ ایک
مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اوس نے کہا ای رسول اللہ کے کیا چیز حج کو واجب کردیتی ہے
آپنے فرمایا خرچ راہ اور سواری **فائدہ** اس آیت اور حدیثون سے ثابت ہوگیا جو اندہا خرچ راہ
اور سواری وغیرہ کی طاقت رکہتا ہو اوسپر حج واجب ہے **مسئلہ شصت و ہفتم** اور ایک مسئلہ

ف یہ آیت چوتھی پارے کی پہلے رکوع میں ہے ١٢

فرمایا کہ چار کو رکہلے اور باقیون کو چھوڑ دے **دوسری حدیث** شرح سنہ مین نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِیْ خَمْسُ نِسْوَۃٍ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَارِقْ وَاحِدَۃً وَاَمْسِکْ اَرْبَعًا فَعَمَدْتُ اِلٰی اَقْدَمِہِنَّ صُحْبَۃً عِنْدِیْ عَاقِرٍ مُنْذُ سِتِّیْنَ سَنَۃً فَفَارَقْتُہَا یعنی اوس نے کہا کہ مین اسلام لایا اور میرے نیچے پانچ عورتین تہین مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس حضرت نے فرمایا ایک کو جدا کردے اور چار کو رکھ لے پس قصد کیا مین نے طرف اوس عورت کی جو بانجھ تہی اور سب عورتون سے زیادہ تر پہلے کی میری صحبت مین رہتی تہی ساٹھ برس کی مدت سے **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو شخص مسلمان ہووے اور اوس کے نکاح مین چار سے زیادہ عورتین ہون تو اوسکو اختیار ہے جونسی چار کو چاہے رکھے اور جسکو چاہے جدا کر دے پہلی پچہلی کی اس مین کوئی قید اور تخصیص نہین ہے بلکہ نوفل کی حدیث مین صریح موجود ہے کہ اوس نے سب سے پہلی کو جدا کر دیا اور پچہلیون کو رکہہ لیا اسی وجہ سے امام محمد نے موطا مین لکہا ہے بِہٰذَا نَاْخُذُ یَخْتَارُ مِنْہُنَّ اَرْبَعًا اَیَّتَہُنَّ شَاءَ وَیُفَارِقُ مَا بَقِیَ یعنی اسی کے ساتھ دلیل پکڑتے ہین ہم کہ اون عورتون مین جونسی چار کو چاہے اختیار کرلیوے اور باقیون کو جدا کر دیوے اور ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکہا ہے وَالْاَوْجَہُ قَوْلُ مُحَمَّدٍ یعنی زیادہ تر قوی قول محمد کا ہے انتہی **مسئلہ معتقدام** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اِنْ تَزَوَّجَہُمَا مُتَعَاقِبَتَیْنِ لَا یَخْتَارُ اِلَّا الْاَوَّلَ لِعَدَمِ صِحَّۃِ الْاُخْرٰی اِذْ ذَاکَ یعنی اگر نکاح کیا اون دونون کو پیچھے دیچھے نہ اختیار کرے مگر پہلی کو واسطے نہ صحیح ہونے دوسری کی اسوقت مین یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جاوے اور اوس کی نکاح مین حقیقی دو بہنین ہون تو اس صورت مین امام اعظم کے نزدیک جس کے ساتہہ پہلے نکاح کیا ہو اوسکو رکہنا جائز ہے اور جسکے ساتہہ پیچھے نکاح کیا ہو اوسکو رکہنا جائز نہین ہے اس لئے کہ اوسکا نکاح صحیح نہین ہے اس حالت مین سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ضحاک بن فیروز دیلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے

۴ یہ حدیث بھی مشکوۃ کے باب المحرمات مین ہے

۵ یہ مضمون مشکوۃ کے باب المحرمات کے حاشیہ مین نقل کیا ہے

۵ یہ حدیث مشکوۃ کے باب المحرمات مین ہے

اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانہا ماتت فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیہا دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال فاقض
دین اللہ فہو احق بالقضاء یعنی اوس نے کہا کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
پس اُس نے آکر کہا کہ تحقیق میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تہی اور تحقیق وہ مرگئی (یعنے
پہلے حج کرنے سے) سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو اوسکو تو ادا
کرتا یا نہین اوس نے کہا ہان البتہ ادا کرتا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس ادا کر قرض اللہ کا
اس لئے کہ وہ زیادہ تر ادا کرنے کی لائق ہے **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے
حج کا ادا کرنا اوس کے وارث پر واجب ہے بلکہ قرض عباد سے اوس کے ادا کرنے کی زیادہ تاکید
آچکی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ میت کی طرف سے حج کا ادا کرنا واجب ہے **مسئلہ
شصت و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو لمعات
و مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے واما ابو حنیفۃ فقال الاربع
الاول جائز ونکاح من بقی منہن باطل یعنی اور لیکن امام ابو حنیفہ پس کہتے ہین کہ پہلے
چارون جائز ہین اور جو باقی رہے اون سے اوس کا نکاح باطل ہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل
ہے اسپر کہ جو شخص اسلام لاوے اور اوس کی چار سے زیادہ بیبیان ہون مثلا چہہ یا سات
یا آٹھ یا دس بیوی ہو اور وہ بہی اوس کے ساتھ ہی مسلمان ہو جاوین تو اوس شخص کو پہلی
چار بیوی رکہنی جائز ہین جنکے ساتھ پہلے نکاح کیا ہو اور جنکے ساتھ اون چارون پہلی سے
پیچھے نکاح کیا ہو وہ عورتین اوس شخص پر حرام ہین اور نکاح اون کا باطل ہے اوس کو
اپنے پاس رکہنا اون کا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہوا ان دو حدیثون سے **پہلی حدیث** مسند امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے ان غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلم ولہ عشر
نسوۃ فی الجاہلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امسک اربعا
وفارق سائرہن یعنی تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا اور اوس کی دس بیویان تہین
جاہلیت مین پس اوس کے ساتھ ہی وہ بہی سب مسلمان ہوگئین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو

ای کان علیہ قضاء دیونہ ۱۲ انتہی

کنز بون مین لکہا ہے وَالْكَفَاءَةُ فِي الْحُرِّيَّةِ نَظِيرُهَا فِي الْإِسْلَامِ فِي جَمِيعِ مَا ذَكَرْنَا لِأَنَّ الرِّقَّ أَثَرُ الْكُفْرِ وَفِيهِ مَعْنَى الذُّلِّ فَيُعْتَبَرُ فِي حُكْمِ الْكَفَاءَةِ یعنی ہم کفو ہونا حریت مین مثل اوس کی ہے اسلام مین تمام اوس چیز مین جو ذکر کیا ہے ہمنے اس لیے کہ غلامی اثر کفر کا ہی اور اسمین معنے ذلت کا ہی پس اعتبار کیجاویگی حکم مین کفو کے انتہی یہہ عبارت کی دلیل ہی اسپر کہ آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھہ نہ کیا جاوے اس لیے کہ نکاح مین کفو کا اعتبار ہے اور غلام اور آزاد ایک دوسرے کی کفو نہین ہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ الشَّعِيرَ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي فَقَالَ أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ انْكِحِي أُسَامَةَ فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ یعنی تحقیق ابو عمرو بن حفص نے اوسکو بتہ طلاق دی اور وہ غائب تہا (یعنی کہین سفر مین گیا ہوا تہا) سو اوس کے وکیل نے فاطمہ کی طرف جو بہیجے (یعنی خرچ عدت کیواسطے) پس اوسپر غصے ہوئی سو اوسنے کہا قسم ہے اللہ کی نہین ہی واسطے تیرے ہمپر کچہہ (یعنی ہمکو تیرا خرچ دینا لازم نہین ہی) سو فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہہ قصہ آپکے پاس اوس نے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے واسطے خرچ نہین ہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ام شریک کے گہر مین عدت گذارنے کا حکم فرمایا پہر آپنے فرمایا کہ وہ ایک عورت ہی کہ اوس کے پاس میرے صحابہ بہت آتے جاتے ہین تو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گذار اس لئے کہ وہ اندہا آدمی ہے تو اپنے کپڑے اوتار کر رکہیگی پس جب تو حلال ہوجاوے (یعنی تیری عدت گذر جاوے) تو مجہکو خبر دے سو جب میری

حدیث صحیح مسلم ... ج ۱ صفحہ ۴۸۳

روایت کرتا ہے قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما
شئت یعنی وہ کہتا ہے کہ مین نے کہا اے رسول اللہ کے تحقیق مین مسلمان ہوا ہون اور میرے
نکاح مین دو بہنین ہین آپنے فرمایا دونون مین جسکو چاہے تو اختیار کرلے **فائدہ** شیخ عبد الحق
نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے اختر ایتھما سواء کانت المختارۃ من تزوجھا اولا
او اخرا وعلیہ ائمۃ الثلثۃ انتھے یعنی اختیار کرلے دونون مین جسکو چاہے تو خواہ اوس
اختیار کی ہوئی عورت کا نکاح پہلے ہوا ہو یا پیچھے ہوا ہو اور یہی مذہب ہے تینون امامون کا انتھے
پس ظاہر اور اطلاق اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ دونون بہنون مین سے جسکو چاہے اپنے
پاس رکھ لیوے اور جسکو چاہے جدا کردیوے پہلی و دوسری کی اس مین کوئی قید اور تخصیص
نہین ہے **مسئلہ ہفتاد و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن کے یہہ ہے
جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وان تزوج مسلم ذمیۃ بشھادۃ ذمیین
جاز عند ابی حنیفۃ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی عورت کافرہ ذمیہ کے ساتھہ دو مرد ذمی کافر
گواہ رکھکر نکاح کرلیوے تو وہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم
کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی ان دو آیتون کے **پہلی آیت** قرآن کی یہہ ہے ولن یجعل اللہ
للکفرین علی المؤمنین سبیلا یعنی نہین کرتا ہے اللہ تعالی نے واسطے کافرون کے مسلمانون
پر کوئی رستہ **فائدہ** ہدایہ مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہے کہ کافر کی ولایت اور شہادت
مسلمان پر جائز نہین ہے پس آیت قرآنی سے ثابت ہوا کہ کافر کی شہادت سے مسلمان کا نکاح
صحیح نہین ہے جب کافر مسلمان پر گواہی نہین دیسکتا ہے تو اوس کیواسطے بھی گواہ نہین
ہوسکتا ہے **دوسری** قرآن کی اس آیت کے مخالف ہے ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن
یعنی اور نہ نکاح کرو شرک کرنیوالی عورتون کو یہانتک کہ وہ ایمان لاوین آخر تک **پس** کافرہ
اور مشرکہ عورت ذمیہ کے ساتھہ نکاح کرنا جائز نہین ہے **تیسری** قرآن کی اس آیت کے
مخالف ہے وحرم ذلک علی المؤمنین یعنی اور حرام کیا گیا ہے ایمانداروں پر کافر عورتون
کے ساتھہ نکاح کرنا پس ذمیہ عورت کے ساتھہ مسلمان کا نکاح کس طرح جائز ہوسکیگا **مسئلہ
ہفتاد و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی

حدیث مشکوۃ کے باب المحرمات مین ہے ۱۲

ہدایہ مطبوعہ دہلی ... صفحہ ... سے ۱۲

یہ آیت ۵ پارے کے آخر رکوع مین ہے ۱۲

یہ آیت قرآن مجید کے دوسرے پارہ کے ۱۰ رکوع مین ہے ۱۲

اور حالانکہ زید غلام تھے اور زینب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مین سے تہی یہانتک کہ
بوجہ اختلاف کے زید نے زینب کو طلاق دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ اوس کے
ساتھہ اپنا نکاح کرلیا چنانچہ قصہ تمام قرآن مجید مین موجود ہے پس ثابت ہوگیا ہر کہ کفو نسبی کا
کچھہ اعتبار نہین ہے بلکہ کفو دینی و شرافت ایمانی کا اعتبار ہے اور نکاح کردینا اوس مین جائز
ہے فقط **مسئلہ ہفتاد و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو وَطَلَاقُ الْمُكْرَهِ وَاقِعٌ یعنی طلاق مکرہ کی
واقع ہوجاتی ہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے کہ جس شخص سے زبردستی کے ساتھہ طلاق دلائی جاوے
اوس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف
ہے اس حدیث سے جو کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہو قَالَتْ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي اِغْلَاقٍ قِيْلَ مَعْنَى الْاِغْلَاقِ
الْاِكْرَاهُ یعنی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے
تھے نہین ہے طلاق اور آزاد کرنا زبردستی مین بعضون نے کہا کہ معنی اغلاق کا اکراہ ہے یعنی زبردستی
ہے **فائدہ** شیخ عبد الحق حنفی نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے اَلْاَئِمَّةُ الثَّلٰثَةُ اَخَذُوْا
بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا لَا يَصِحُّ الطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ مِنَ الْمُكْرَهِ یعنی امام شافعی اور امام مالک
اور امام احمد نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس حدیث کے وہ کہتے ہین کہ جس شخص سے زبردستی طلاق
دلائی جاوے اوس کی طلاق اور عتاق واقع نہین ہوتی ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو
نہین مانتے ہین تو وہ اس حدیث کے مقابلہ مین قیاس کی سند لاتے ہین کہ ہزل اور ٹھٹھے کی حالت مین
جو طلاق پڑجاتی ہے تو یہان بہی اسی طرح طلاق واقع ہوجاویگی لیکن قیاس نص کے مقابلہ مین مردود
اور غیر مقبول ہے کما ذکرنا من صاحب الہدایۃ پس یہہ قیاس قطعا مردود ہوگا اور نیز پہر اس سے لازم
آویگا کہ طلاق مجنون اور معتوہ وغیرہ کی بہی واقع ہوجاوے پہر وہ کیون نہین واقع ہوتی اس مین کون
چیز مانع ہے اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اغلاق کا یہہ ہے کہ ایک ہی دفع مین طلاق نہ دیوے بلکہ بطور
مسنون طلاق دیوے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ معنی اس حدیث کا نہین ہو سکتا ہے بلکہ معنے
اس کا وہ ہے جو تینون امامون نے سمجہا ہے اور نیز اگر اسکا یہی معنی مراد لیا جاوے تو پہر لا عتاق

عدت گذر گئی تو مین نے آپکے پاس بیان کیا کہ تحقیق معاویہ بن ابی سفیان نے اور ابوجہم نے مجھکو نکاح کا پیغام کیا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن ابوجہم پس اپنے عادت کو اپنے کاندہے سے نہین اوتارتا ہے (یعنی عورتون کو بہت مار پیٹ کرتا ہے یا ہمیشہ سفر مین رہتا ہے) اور لیکن معاویہ پس فقیر ہے کچہہ مال نہین رکہتا ہے تو اسامہ بن زید کے ساتھہ نکاح کر لے پس مکروہ جانا مین نے اوسکو پھر آپ نے فرمایا کہ تو اسامہ کے ساتھہ نکاح کر لے سو مین نے اون کے ساتھہ نکاح کر لیا پس اللہ تعالی نے اُس مین میرے واسطے بہتری کی اور رشک کی گئی مین (یعنی ہمارا میان بیوی کا آپس مین ایسا اتفاق اور اتحاد ہو گیا کہ دوسرے لوگ بھی اُس کی تمنا کرتے تھے) **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ کفو نسبی کا اعتبار نہین ہے بلکہ کفو دینی و اسلامی کا اعتبار ہے .... خواہ کوئی شخص کیسے ہی خسیس اور ذلیل النسب کا ہو جب اسلام لے لیوے اور احکام اسلام کا فرمانبردار ہو اور خدا و رسول کا مطیع ہو وے اوس وقت اُسکو نکاح کر دینا جائز ہے خواہ عورت کیسی ہی شریف خاندان کے کیون نہو اس لیئے کہ اسامہ غلام سیاہ رنگ تھے اور فاطمہ قریش مین تہی اور بہت خوبصورت تہی کذا ذکرہ فی اللمعات پس اپنی حسب نسب ذاتی اور شرافت خاندان کا اعتبار کرنا اور شرافت دینی اور کفو اسلامی کا اعتبار نہ کرکے ذلیل نسب کے ساتھہ نکاح ناجائز یا مکروہ سمجھنا اس حدیث کے صریح مخالف ہے **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَالثَّالِثَةَ عَشَرَ جَوَازُ نِكَاحِ غَيْرِ الْكُفْوِ إِذَا رَضِيَتْ بِهِ الزَّوْجَةُ وَالْوَلِيُّ لِأَنَّ فَاطِمَةَ قُرَشِيَّةٌ وَأُسَامَةَ مَوْلًى انتہی یعنی تیرہوان فائدہ اس حدیث فاطمہ کا یہہ ہے کہ نکاح غیر کفو مین جائز ہے جب عورت اور اوس کا ولی راضی ہو جاوے اس لیے کہ فاطمہ بنت قیس قرشیہ تہین اور اسامہ غلام تھے انتہی **اور** نیز یہہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے اس آیت کے إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ یعنی زیادہ بزرگ تم مین نزدیک اللہ تعالی کے زیادہ تر متقی تمہارا ہے **اور** نیز مخالف ہے اس آیت کے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ یعنی تمام آپس مین ایماندار بہائی ہین **اور** نیز مخالف ہے اس آیت کے وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ یعنی البتہ غلام ایماندار بہتر ہے مشرک سے اگرچہ خوش لگے تمکو **اور** نیز مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو زید کے نکاح مین دیدیا

سنہ ۵۸ عبارت صحیح مسلم دہلی کے جلد اول صفحہ ۴۸۹ مین ہے ۱۲

سے ربع ۱۲ صفحہ ... رت روضہ بارہ سے ... ہیں ہے ۱۲

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح کرنے سے پہلے اگر طلاق دیدیوے تو وہ طلاق نکاح کرنے کے بعد
واقع نہین ہوگی خواہ معلق ہو خواہ غیر معلق ہو اسمین مطلق جنس طلاق کی نفی کردی ہے اور کفایہ
حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ
امْرَأَةً فَأَبٰى أَوْلِيَاؤُهَا أَنْ يُزَوِّجُوهَا مِنْهُ فَقَالَ إِنْ نَكَحْتُهَا فَهِيَ طَالِقٌ ثَلٰثًا فَسُئِلَ عَنْ
ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ یعنی عبد اللہ بن عمرو نے
ایک عورت سے نکاح کا پیغام کیا اور اوس کے ولیون نے انکار کیا پس اُس نے کہا کہ اگر مین اُسکو نکاح کرون تو اوسکو
طلاق ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ مسئلہ پوچھا گیا آپنے فرمایا کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع
نہین ہوتی ہے پس اس حدیث کا سیاق سب تاویلات کو باطل کردیتا ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث
کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس حدیث سے نفی اختیار ہے یعنی نکاح سے
پہلے طلاق کا اختیار نہین ہے سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ جب اوسکو طلاق کا اختیار نہوا تو اب
اگر طلاق دیویگا تو طلاق واقع نہین ہوگی وہو المراد پس اس تاویل سے کچھہ فائدہ نہوا **مسئلہ**
ہفتاد و پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے لَوْ قَالَ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ أُعْتِقَ هٰذَا الْعَبْدَ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ مِلْكِهِ وَقْتَ النَّذْرِ
حَتّٰى لَوْ مَلَكَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُعْتَقُ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ اگر کوئی شخص اس طور سے
نذر مانے کہ اللہ کے واسطے اس غلام کو مین آزاد کردونگا اور وہ غلام اُسوقت اوس کے ملک مین
نہو تو بعد اوس کے جب کبھی وہ شخص اوس غلام کا مالک ہوگا اوسیوقت وہ غلام آزاد ہوجاویگا
اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث**
ابو داؤد اور ترمذی مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے
وہ اُس کے دادا سے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْرَ لِابْنِ اٰدَمَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ
وَلَا طَلَاقَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہے نذر واسطے بیٹے
آدم کے اوس چیز مین جسکا وہ مالک نہین ہے اور نہین ہے آزاد کرنا اوس کا جسکا وہ مالک
نہین ہے اور نہین ہے طلاق اوس چیز مین جسکا وہ مالک نہین **دوسری حدیث** وہ ہے جو سابق
مسئلہ مین مذکور ہوئی ہے **فائدہ** ان دونون حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو چیز اپنے

فی اغلاق کا کوئی معنی نہین بن سکیگا اس لیے کہ عتاق مین کوئی قسم غیر مسنون نہین بلکہ
عتاق تین ہی قسم کا ہوتا ہے کتابت اور تدبیر اور تحریر سو یہہ تینون قسم بالاجماع مسنون ہین پس
یہہ معنی یہان مراد لینا ممکن نہین ہے اور اگر دونون معنی مراد رکھی جاوین تو لازم آویگا اجتماع
درمیان حقیقت اور مجاز کے اور وہ بالاتفاق جائز نہین ہے پس ثابت ہوگیا کہ معنی اس کا وہی
ہے جسکی طرف تینون امام گئے ہین اور اگر کوئی شخص اسکا وہ دوسرا معنے کریگا تو لا عتاق فی
اغلاق مین کوئی تاویل بعید از عقل کرکے اپنے عقل کتے کا خون کر بیٹھے گا **مسئلہ ہفتاد
و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح مشکوۃ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَقَدْ جَوَّزَهٗ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَالزُّهْرِيُّ تَعْلِیْقَهٗ بِالنِّکَاحِ عُمُوْمًا
بِاَنْ یَّقُوْلَ کُلُّ امْرَأَةٍ نَکَحْتُهَا فَهِيَ طَالِقٌ اَوْ خُصُوْصًا بِاَنْ یَّقُوْلَ لِامْرَأَةٍ مُعَیَّنَةٍ
اِذَا نَکَحْتُكِ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَیَقَعُ الطَّلَاقُ عِنْدَ النِّکَاحِ یعنی تحقیق جائز رکہا ہے ابو حنیفہ اور
زہری نے معلق کرنا طلاق کا ساتھ نکاح کے خواہ عام طور سے ہو ساتھ اسطرح کے کہ کہے جو عورت
نکاح کرون مین اوسکو پس وہ طلاق والی ہے یا خاص کرکے ہو باین طور کہ کسی عورت خاص کو
کہے کہ جب مین تجہکو نکاح کرون پس تو طلاق والی ہے پس نکاح کرنے کے وقت طلاق واقع
ہوجاویگی انتہی یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی عورت کو نکاح کرنے سے پہلے
طلاق دیدیوے یعنی ابہی نکاح تو ہوا ہی نہین ہے مگر پہلے ہی اوسکو کہے کہ جب مین تیرے ساتھ
نکاح کرون تو تجہکو طلاق ہے تو اس صورت مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوجاویگی اور یہہ
مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث**
شرح سنہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
طَلَاقَ قَبْلَ نِکَاحٍ وَلَا عِتَاقَ اِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ وَلَا وِصَالَ فِيْ صِیَامٍ وَلَا یُتْمَ بَعْدَ اِحْتِلَامٍ
وَلَا رِضَاعَ بَعْدَ فِطَامٍ وَلَا صُمْتَ یَوْمٍ اِلَی اللَّیْلِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے نکاح
کرنے سے طلاق نہین اور نہین ہے آزاد کرنا مگر بعد ملک کے اور نہین ہے وصال روزے مین اور
نہین ہے یتیمی بعد بالغ ہوجانے کے اور نہین ہے رضاع بعد دودہ چہوڑانے کے اور نہین ہے
چپ رہنا ایک دن کا رات تک **دوسری حدیث** مسئلہ ہفتاد و پنجم مین آگے آتی ہے **فائدہ**

حلال ہوگئی اور روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ یہہ عورت پہلے خاوند کی واسطے حلال نہین
ہوتی ہے اور حلالہ نکالنے والے کا نکاح ہی صحیح نہین ہوتا ہے **اول** اسوجہ سے کہ یہہ نکاح بمنزلہ
نکاح موقت کے ہے اور نکاح موقت باطل ہوتا ہے پس یہ بھی باطل ہوجاویگا جیسے ابو یوسف
بھی کہتے ہین **دوم** اسوجہ سے کہ اگر یہ نکاح صحیح ہوتا تو پھر اوسپر لعنت کرنے کے کوئی معنے نہ تھے اور نیز
حلال کرانیوالے پر لعنت وارد کیون ہوتی اسواسطے کہ لعنت تو اوس کام کے حرام اور ناجائز ہونے پر
دلالت کرتی ہے چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَ
الْمُسْتَمِعَۃَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے میت پر بین کرنیوالی عورت پر اور سننے
والے پر اور تیسری حدیث مین ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آکِلَ الرِّبٰو وَمُوْکِلَہٗ
الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے سود کہانے والے پر اور کہلانے والے پر اور
چوتھی حدیث مین ہے لَعَنَ اللّٰہُ الْخَمْرَ وَعَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا الحدیث یعنی اللہ تعالی نے لعنت کی
ہے شراب کو اور اوس کے نچوڑنے والے کو اور جسکے واسطے نچوڑا جاوے وعلی ھذا القیاس
اسی قسم کی اور بہت حدیثین ہین پس اگر لعنت پڑنے سے وہ فعل حلال رہتا ہے تو پھر یہ فعل بھی سب
حلال رہین گے حالانکہ یہ سب کام حرام و ناجائز ہین اور جب سرے سے یہ نکاح ہی جائز نہوا تو پھر
پہلے خاوند پر اوسکو حلال کردینا بنا فاسد علی الفاسد ہے اور امام محمد کہتے ہین کہ یہ نکاح صحیح ہوجاتا
ہے ولیکن پہلے خاوند پر وہ عورت حلال نہین ہوتی ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے وَعَنْ مُحَمَّدٍ
اَنَّہٗ یَصِحُّ النِّکَاحُ وَلَا یُحِلُّھَا لِلْاَوَّلِ لِاَنَّہُ اسْتَعْجَلَ مَا اَخَّرَہُ الشَّرْعُ فَیُجَازٰی بِمَنْعِ مَقْصُوْدِہٖ
کَمَا فِیْ قَتْلِ الْمُوْرِثِ انتہی یعنی اس لئے کہ اوسنے جلدی طلب کی وہ چیز کہ جسکو شرع نے موخر
کردیا تہا پس اوس کی سزا یہی ہے کہ اپنے مقصود سے منع کیا جاوے (یعنی اوسپر حلال نہ کیجاوے)
جیسے کہ مورث کے قتل کرنے مین وارث اوسکا محروم ہوجاتا ہے اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ لعنت
سے مراد حقیقی لعنت نہین ہے بلکہ مراد اوسسے خساست ہے یعنی یہ کام خسیس ہے **سو جواب**
اسکا یہ ہے کہ لعنت سے خساست مراد رکہنی ظاہر حدیث کے برخلاف ہے اور کسی لغت اور
عرف مین لعنت کا حقیقی معنی کے سوا کوئی معنی نہین آیا ہے جسکو دعوی ہو پیش کرے اور نیز

ملک مین نہو اوس چیز مین نذر صحیح اور منعقد نہین ہوتی ہے اور جب کہ نذر ماننے کی وقت ہی اگلی یہ نذر صحیح اور منعقد نہوئی اور اوسی وقت ہی مین باطل ہو چکی تو پھر بعد اوس کے جب کبھی وہ مالک ہوگا اوسوقت یہ نذر اوس کی کیسے جاری ہو سکے گی وہ نذر تو اوسی ہی وقت مین باطل ہو چکی تھی اب بعد مدت کے وہ معدوم چیز پھر کیسے موجود ہو گئی اور نیز اس نذر کا ... مدت کے بعد جاری ہونا فرع ہے اس کی کہ نذر ماننے کیوقت وہ نذر اوس کی صحیح اور منعقد ہو چکی ہے اور جب کہ یہ نذر اوسی وقت منعقد ہو چکی ہے تو اب بعینہ اسی غلام کا آزاد کرنا اوسیوقت اوسپر واجب ہو گیا اب اوسپر لازم ہو گیا اوس غلام کو خرید کر اوسی وقت آزاد کرے خواہ اوس کے خریدنے کی استطاعت ہو یا نہو اور نیز اندرینصورت یہ حدیث محض مہمل ہو جاوگی اسکا مصداق کوئی چیز باقی نہین رہیگی اور نہ اسکا کوئی معنے بن سکے گا **مسئلہ ہفتاد و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيْلِ فَالنِّكَاحُ مَكْرُوْهٌ فَاِنْ طَلَّقَهَا بَعْدَ مَا وَطِئَهَا حَلَّتْ لِلْاَوَّلِ لِوُجُوْدِ الدُّخُوْلِ فِيْ نِكَاحٍ صَحِيْحٍ اِذِ النِّكَاحُ لَا يَبْطُلُ بِالشَّرْطِ یعنی اگر نکاح کیا اوس عورت کا ساتھہ شرط حلال کر دینے کے تو نکاح مکروہ ہے پس اگر طلاق دی اوسکو پیچھے وطی کرنے کے تو حلال ہوگی واسطے پہلے خاوند کے واسطے موجود ہونے دخول کے نکاح صحیح مین اس لیئے کہ نکاح شرط کے ساتھہ باطل نہین ہوتا ہے انتہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہو وہ حلالہ نکالنے کے واسطے کسی دوسرے آدمی کو کہے کہ تو اس عورت کے ساتھہ نکاح کر لے اس شرط سے کہ تو اوسکو میرے واسطے حلال کر دے یا وہ شخص خود اوس عورت کو کہے کہ مین تیرے ساتھہ اس شرط پر نکاح کرتا ہون کہ تیرے ساتھہ ایک مرتبہ جماع کر کے تجھکو طلاق دیدونگا تاکہ تو اپنے خاوند کیواسطے حلال ہو جاوے تو اسصورت مین وہ نکاح اوس کا صحیح ہو جاتا ہے پس بعد اوس کے اگر جماع کر کے اوسکو طلاق دیدے تو پہلے خاوند پر وہ عورت حلال ہو جاوگی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ سنن دارمی مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ ورواہ ابن ماجۃ عن علی وابن عباس وعقبۃ بن عامر یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے حلال کرنیوالے پر اور دوسرے پر جسکے واسطے

له یہہ مسئلہ بیت ہدایہ مطبوعہ ... صفحہ ... ہے ۱۲

له یہ حدیث مشکوۃ کی باب المطلقہ ثلثہ کی دوسرے فصل مین ہے ۱۲

وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ لِخُرُوْجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ لِلْحَاجَةِ وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالثَّوْرِيِّ وَاللَّيْثِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاٰخَرِيْنَ جَوَازُ خُرُوْجِهَا فِي النَّهَارِ لِلْحَاجَةِ انتهی یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے نکلنے طلاق بائن والی عورت کے عدت مین واسطے کسی حاجت کے اور مذہب مالک اور ثوری اور لیث اور شافعی اور احمد اور دوسرے لوگون کا یہہ ہے کہ اوسکو حاجت کے واسطے دن مین نکلنا جائز ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ آیت لاتے ہین وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ الاٰیۃ یعنی اور نہ نکالو انکو اپنے گہرون سے اور نہ نکلین وہ **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ آیت عام ہے حاجت اور غیر حاجت کو شامل ہے پس یہ حدیث اوس کی مخصص ہو جاویگی اور تخصیص عام کی ساتھہ خبر واحد کے ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک جائز ہے کما مر سابقًا پس معنی اس آیت کا یہ ہوگا کہ بغیر حاجت کے نہ نکلین اور نیز اس آیت کی تخصیص ساتھہ قطعی کے ہو چکی ہے اوس کا مخصص حرف استثنا اوس کے متصل ہے خود قرآن مجید مین موجود ہے اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ پس اب تخصیص اُس کی بالاتفاق جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین لکہا ہے وَلَا تَلْبَسُ الْعَصْبَ عِنْدَنَا یعنی اور نہ پہنے عورت عصب کو نزدیک ہمارے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے تو اوسکو عدت مین عصب کے ساتھہ کپڑا رنگا ہوا پہننا جائز نہین ہے اور عصب ایک قسم کا درخت ہوتا ہے اوسی کپڑے رنگ کرتے ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سوگ کرے کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن اور نہ پہنے رنگا ہوا کپڑا مگر کپڑا عصب کا اور نہ سرمہ ڈالے آنکھ مین اور نہ خوشبو لگاوے مگر جب حیض سے پاک ہووے تو تہوڑا سا خوشبو قسط یا اظفار سے استعمال کرے انتہی قسط ظفار ایک

عـ۵ عبارت صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۸۶ ہم حاشیہ ۱۲

عـ۶ یہ آیت سورہ طلاق بلین ہی ۱۲

جن حدیثوں مین لعنت کا لفظ آیا ہے یا قرآن شریف مین جہان وارد ہوا ہے اوس جگہہ مین بہی یہی مراد رکہی جاویگی فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور بعضے کہتے ہین کہ زبان سے کہے تو گناہ ہے اور اگر زبان سے نکہے فقط دل مین نیت رکہ لیوے تو اوسپر کچہہ گناہ نہین ہے بلکہ اوسکو ثواب ہوتا ہے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ بات بہی محض غلط اور خیال فاسد ہے اس لئے کہ اگر حلال کرنیوالا اس نیت سے نکاح کریگا کہ مین اسکو پہلے خاوند کے واسطے حلال کردون تو پہر یہہ تو بعینہ وہی بات ہے جسپر لعنت وارد ہوئی یہ تو ایک ہی بات ہے خواہ زبان سے کہے یا دل سے نیت کرلیوے وہ بیشک ملعون ہے اور اگر دونون مین سے کسی کی بہی یہ نیت نہین ہے اور نہ کسی نے زبان سے کہا ہے تو پہر یہ بالاتفاق حلال ہے اس مین کسی کو کلام نہین اور نہ اس کو اس حدیث سے کچہہ علاقہ ہے پہر اس حدیث کا مصداق کیا ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو محلل فرمایا ہے اگر لعنت تہی تو پہر اسکو حلال کرنیوالا کیون فرمایا سو جواب اس کا یہہ ہے کہ اسکو محلل بطور حقیقت کے نہین کہا گیا ہے بلکہ بطور تشبیہ اور مماثلت کے اس کو محلل کہا گیا ہے اگر حقیقی طور سے وہ یہان محلل ہوتا تو پہر اوسپر لعنت کرنے کے کوئی معنے نہ تہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا يَجُوْزُ لِلْمُطَلَّقَةِ الرَّجْعِيَّةِ وَالْمَبْتُوْتَةِ الْخُرُوْجُ مِنْ بَيْتِهَا لَيْلًا وَّلَا نَهَارًا یعنی جس عورت کو طلاق رجعی یا باین ملی ہو اوسکو عدت مین اپنے گہر سے باہر نکلنا جائز نہین ہے نہ رات مین اور نہ دن مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتِيْ ثَلٰثًا فَاَرَادَتْ اَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلٰى فَجُدِّيْ نَخْلَكِ فَعَسٰى اَنْ تَصَدَّقِيْ اَوْ تَفْعَلِيْ مَعْرُوْفًا یعنی اوس نے کہا کہ میری خالہ کو طلاق ملی تین طلاق پس اوس نے ارادہ کیا کہ اپنی کہجورون کو کاٹے سو اوسکو ایک مرد نے نکلنے سے جہڑکا پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون نہین پس تو اپنی کہجورون کو کاٹ پس قریب ہے کہ تو اوس سے صدقہ دیوے یا کوئی اچہا کام کرے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے

یہ حدیث صحیح ہے بروایت ... مین ... اور صحیح مسلم ... ۴۸۲ ... ۱۲

عـه ہدایہ مطبوعہ دہلی ج ۲ کے ص ۸۹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کر دیوے تو تمام غلام آزاد ہو جاویگا اگر اوس کے پاس مال ہووے اور اگر اوس کے واسطے مال نہووے تو غلام سے مزدوری کروائی جاوے درحالیکہ اوسپر سخت تکلیف نڈالی جاوے **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ معتق کے غنی اور مالدار ہونے کی حالت مین دوسرے شریکون کا کچھہ اختیار باقی نہین رہتا ہے فقط یہی ایک امر کا اونکو اختیار باقی رہتا ہے کہ آزاد کرنیوالے سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کر لیوین اس حالت مین شریک کو اپنا حصہ آزاد کرنے کا کچھہ اختیار نہین ہے بلکہ اپنا حصہ اوسوقت آزاد کرنا محض لغو اور بیفائدہ ہے اس لیے کہ غنی ہونے کی حالت مین تو پہلے ہی غلام کل آزاد ہو چکا ہے پھر شریک کا اپنا حصہ آزاد کرنا محض لغو ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا نَصِیْبُ الشَّرِیْکِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْ حُکْمِہٖ اِذَا کَانَ الْمُعْتِقُ مُوْسِرًا عَلٰی سِتَّۃِ مَذَاہِبَ اَحَدُہَا وَہُوَ الصَّحِیْحُ فِیْ مَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ وَبِہٖ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالثَّوْرِیُّ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَاَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَاَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقُ وَبَعْضُ الْمَالِکِیَّۃِ اَنَّہٗ عُتِقَ بِنَفْسِ الْاِعْتَاقِ وَیُقَوَّمُ عَلَیْہِ نَصِیْبُ شَرِیْکِہٖ بِقِیْمَتِہٖ یَوْمَ الْاِعْتَاقِ وَحُکْمُہٗ مِنْ حِیْنِ الْاِعْتَاقِ حُکْمُ الْاَحْرَارِ فِی الْمِیْرَاثِ وَغَیْرِہٖ وَلَیْسَ لِلشَّرِیْکِ اِلَّا الْمُطَالَبَۃُ بِقِیْمَۃِ نَصِیْبِہٖ کَمَا لَوْ قَتَلَہٗ ثُمَّ قَالَ وَلَوْ اَعْتَقَ الشَّرِیْکُ نَصِیْبَہٗ بَعْدَ اِعْتَاقِ الْاَوَّلِ نَصِیْبَہٗ کَانَ اِعْتَاقُہٗ لَغْوًا لِاَنَّہٗ قَدْ صَارَ کُلُّہٗ حُرًّا انتہی یعنی لیکن حصہ شریک کا پس اختلاف کیا ہے علمانے اوس کے حکم مین چھہ مذاہب پر جبکہ آزاد کرنیوالا غنی ہووے ایک مذہب جو شافعی کا صحیح مذہب ہے اور جس کے ساتھہ قائل ہین ابن شبرمہ اور اوزاعی اور ابن ابی لیلے اور ابو یوسف اور محمد ابن الحسن اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور بعض مالکیہ یہہ ہے کہ وہ غلام نفس عتق کے ساتھہ تمام آزاد ہو جاتا ہے اور قیمت کیجاوے اوسپر شریک کے حصہ کی جو آزاد کرنے کے دن اوس کی قیمت ہو اور حکم اوس کا آزاد کرنے کیوقت سے حکم آزادون کا ہے ورثہ وغیرہ مین اور شریک کے واسطے کسی قسم کا کچھہ اختیار نہین ہے مگر اپنے حصے کی قیمت طلب کرنا جیسے کہ اگر قتل کر ڈالے اوسکو تو اوسکا یہی حکم ہے پھر امام نووی نے بعد اوس کے لکھا ہے کہ اگر شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا بعد آزاد کرنے پہلے آدمی کے حصہ اپنے کو تو ہوگا آزاد کرنا اوس کا لغو اور بیکار اس لئے کہ وہ غلام تو پہلے ہی تمام

ط یہہ عبارت صحیح مسلم کے جلد ا ص ۴۹۲ مین سے ۱۲

کی خوشبو ہوتی ہے بہت چیزون سے مرکب ہوتی ہے عورتین اوسکو اکثر حیض کے بعد غسل کرنے مین
استعمال کرتے ہین تاکہ خون حیض کی بدبو زائل ہوجاوے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا
کہ عورت کو اپنے خاوند کی عدت مین عصب سے رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و نہم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وہ
اِذَا کَانَ الْعَبْدُ بَیْنَ شَرِیْکَیْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُهُمَا نَصِیْبَهٗ عُتِقَ فَاِنْ کَانَ مُوْسِرًا فَشَرِیْکُهٗ
بِالْخِیَارِ اِنْ شَاءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ ضَمَّنَ شَرِیْکَهٗ قِیْمَةَ نَصِیْبِهٖ وَاِنْ شَاءَ اسْتَسْعَی الْعَبْدَ
یعنی جب ہو غلام درمیان دو شریکون کے پس دونون مین سے ایکنے اپنا حصہ آزاد کردیا تو آزاد
ہوجاویگا پس اگر آزاد کرنیوالا مالدار ہو پس شریک اس کا مختار ہے خواہ آزاد کردیوے حصہ اپنا اور خواہ
ضامن ہو شریک اوسکا اوس کے حصے کی قیمت کا اور خواہ غلام سے محنت کرواکے اپنے حصہ
کی قیمت وصول کرلیوے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ اگر آزاد کرنیوالا دولتمند ہو تو اوس کے
شریک کو اختیار ہے خواہ اپنا حصہ آزاد کردیوے خواہ اوس کی قیمت وصول کرلیوے خواہ غلام سے
محنت کرواکے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرلیوے تینون امرون کا اوس کو اختیار ہے اور یہ
مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث**
صحیح بخاری اور مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْکًا لَهٗ فِیْ عَبْدٍ وَّکَانَ لَهٗ مَالٌ یَّبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ
عَلَیْهِ قِیْمَةَ عَدْلٍ فَاَعْطٰی شُرَکَاءَهٗ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَیْهِ الْعَبْدُ وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ
مَا عَتَقَ یعنی اوس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے حصہ کو جو کسی
غلام مین ہووے آزاد کردیوے اور اوس کے پاس اسقدر مال ہو جو غلام کی تمام قیمت کو پہونچے تو اوس
غلام کی اوسپر قیمت ڈالی جاوے قیمت ڈالنی عادل مرد کی پس اوس کے شریکون کو اون کے حصون
کی قیمت دیجاوے اور تمام غلام اوسپر آزاد ہوجاویگا اور اگر اوس کے پاس اسقدر مال نہ ہووے
تو فقط اوسی کا جو حصہ ہوگا وہی آزاد ہوگا **دوسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا فِیْ عَبْدٍ اُعْتِقَ
کُلُّهٗ اِنْ کَانَ لَهٗ مَالٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ مَالٌ اُسْتُسْعِیَ الْعَبْدُ غَیْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَیْهِ یعنی

بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا بَعْدَهُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ اَوْ حُرٌّ یعنی اُسنے
کہا کہ ایک غلام آیا اور اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیعت کی ہجرت پر اور حضرت کو
معلوم ہوا کہ یہ غلام ہے پس اُس کا مالک آیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو کہا کہ اسکو میرے پاس
بیچڈال پس آپنے اُس کے بدلے دو سیاہ غلام دیکر اسکو خرید لیا اور آپ بعد اوس کے کسی سے
بیعت نہین کرتے تھے یہانتک کہ اوسکو پوچھہ لیتے کہ وہ غلام ہے یا آزاد ہے **دوسری**
حدیث ابو داؤد مین عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يُّجَهِّزَ جَيْشًا فَنَفِدَتِ الْاِبِلُ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّاْخُذَ عَلٰى قَلَائِصِ الصَّدَقَةِ
فَكَانَ يَاْخُذُ الْبَعِيْرَ بِالْبَعِيْرَيْنِ اِلٰى اِبِلِ الصَّدَقَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو لشکر
طیار کرنیکا حکم فرمایا پس اونٹ کم ہو گئے پس حضرت نے اوسکو حکم فرمایا کہ پکڑے صدقے کے جوان
اونٹون پر پس وہ پکڑتے تھے ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے صدقہ کے اونٹون تک **فائدہ**
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ایک جاندار کو بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز ہے خواہ دست بدست
ہو یا ادہار ہو اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور
علما کا انتہی حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہ حدیث سند لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حیوان کو بدلے حیوان کے ادہار بیچنا منع فرمایا ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے
اس حدیث مین مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین ہے تا کہ سب حدیثون مین تطبیق
ہو جاوے فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِيْلَيْنِ وَاجِبٌ مَّا اَمْكَنَ کما مر اور یا مراد اوسے یہ رکھی جاوے کہ دونون
طرف سے ادہار ہو تو منع ہے اور اگر ایک طرف سے ہو جیسے کہ عبد اللہ بن عمرو کی حدیث مین
واقع ہوا ہے تو یہہ جائز ہے اور **بعضے** حنفی یہہ کہتے ہین کہ دو حیوانون کا ایک حیوان
کے بدلے بیچنا ابتداء اسلام مین تہا پہر منسوخ ہو گیا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ دعوی
نسخ کا باطل ہے ساتھہ ان وجوہات کے جو مسئلہ اولی مین پہلے مذکور ہو چکے ہین اور نیز یہ
بہی ہو سکتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی اول اسلام مین ممانعت کا حکم تہا پہر بعد کو
منسوخ ہو گیا اور ایک حیوان کا بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز ہو گیا **فما ہو جوابکم فہو جوابنا**
مسئلہ ہشتاد و دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ

عہ یہہ حدیث ... سے پہلے ... نقل ... ہے ۱۲

عہ حدیث مشکوۃ کے باب ... دوسری فصل کا ہے ۱۲

عہ بہ عبارت صحیح مسلم کے صفحہ ۳۱ سے ۱۲

آزاد ہو چکا ہے انتہی پھر سب مذاہب بیان کرنے کے بعد امام نووی نے لکھا ہے وَالْاَقْوَالُ الثَّلٰثَۃُ
قَبْلَہٗ فَاسِدَۃٌ مُخَالِفَۃٌ لِصَرِیْحِ الْاَحَادِیْثِ فَھِیَ مَرْدُوْدَۃٌ عَلٰی قَائِلِیْھَا یعنی امام ابو حنیفہ
وغیرہ کے اقوال سب فاسد اور باطل ہین مخالف ہین صریح حدیثون کے پس وہ مردود ہین اُنکے
قائلین پر انتہی اسی طرح غنا کی حالت مین غلام سے مزدوری کروانی بھی حدیث کے مخالف ہے
اس لئے کہ اسحالت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلام پر اوس کے حصہ کی قیمت نہین فرمائی
بلکہ اوس کے حصہ کی قیمت آزاد کرنیوالے پر ادا کرنی فرمائی ہے اور اسی طرح پر اوس معتق کی
قیمت ادا کردہ شدہ کا غلام پر واجب کرنا بھی اس حدیث کے مخالف ہے اس لئے کہ یہہ حدیث
اس سے ساکت ہے وَالسُّکُوْتُ فِیْ مَعْرِضِ الْبَیَانِ بَیَانٌ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے **مسئلہ
ہشتادم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَیَجُوْزُ بَیْعُ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ یعنی جائز ہے بیچنا
گوشت کا ساتھہ زندہ جانور کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو اُس
حدیث کے جو کہ شرح سنہ مین سعید بن مسیب سے مرسلا روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ قَالَ سَعِیْدٌ کَانَ مِنْ مَیْسِرِ اَھْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ یعنی تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بیچنے سے گوشت کے ساتھہ زندہ جانور کے کہا کہ یہہ جاہلیت
کے لوگون کا جوا تہا **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوگیا کہ گوشت کے ساتھہ زندہ جانور
کا بیچنا مطلقا منع ہے خواہ دست بدست ہو خواہ اُدہار ہو اس حدیث مین کسی قسم کی کوئی قید
و تخصیص نہین ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا پس اس حدیث مطلق کو اودہار کے ساتھہ
قید کرنا محض خیال فاسد و قول باطل ہے **مسئلہ ہشتاد و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ مرقات و لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ ایک
حیوان کو بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم
کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَایَعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْھِجْرَۃِ وَلَمْ یَشْعُرْ
اَنَّہٗ عَبْدٌ فَجَاءَ سَیِّدُہٗ یُرِیْدُہٗ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعْنِیْہِ فَاشْتَرَاہُ

ويقتل المسلم بالذمي يعني مسلمان کو بدلے کافر ذمی کے قتل کیا جاوے اور
یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے
پہلی حدیث صحیح بخاری مین ابی جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال سألت
عليا هل عندكم شيء ليس في القران فقال والذي فلق الحبة وبرأ النسمة
ما عندنا الا ما في القران الا فهما يعطى رجل في كتابه وما في الصحيفة قلت وما في الصحيفة قال
العقل وفكاك الاسير وان لا يقتل مسلم بكافر یعنی اوس نے کہا کہ مین نے علی
رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا تمہارے نزدیک سوائے قرآن کے کوئی چیز ہے حضرت علی رض
نے کہا قسم ہے اوس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار چیز کو پیدا کیا نہین ہے نزدیک
ہمارے کوئی چیز مگر جو قرآن مین ہے لیکن فہم جو مرد دیا گیا اوس کی کتاب مین اور جو چیز کہ اس
کاغذ مین ہے مین نے کہا اس کاغذ مین کیا ہے کہا بیان دیت کا اور چھوڑنا قیدیون کا
اور یہ کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے **دوسری حدیث** ابو داؤد
اور **ترمذی** اور **ابن ماجہ** مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عن النبي
صلى الله عليه وسلم المسلمون تتكافأ دماؤهم ويسعى بذمتهم ادناهم ويرد عليهم
اقصاهم وهم يد على من سواهم الا لا يقتل مسلم بكافر ولا ذو عهد في عهده
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانون کے خون برابر ہین اور کوشش کیا جاوے ساتھ
ذمہ اون کے ادنے اون کا اور رد کیا جاوے اوپر اقصی اون کا اور وہ ایک ہاتھ ہین
اپنے غیر پر خبردار ہو نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے اور نہ عہد والا اپنے عہد مین
تیسری حدیث **ابو داؤد** عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عن
عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم عام
الفتح ثم ذكر حديثا طويلا وذكر فيه لا يقتل مؤمن بكافر ودية الكافر
نصف دية المسلم الحديث یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن فتح مکہ کے
خطبہ پڑھا پھر بڑی طویل حدیث بیان کی اور اوسی مین ذکر کیا کہ نہ قتل کیا جاوے مومن بدلے کافر
کے اور دیت کافر کی آدھی دیت مسلمان کی ہے **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اگر

ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یَجُوزُ السَّلَمُ فِي الْحَيَوَانِ یعنی نہین جائز ہے قرض
لینا حیوانات مین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث
کے جو کہ صحیح مسلم مین ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي أَنْ
أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَا أَجِدُ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً یعنی ابو رافع نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ جوان قرض لیا پس آپکے پاس صدقے کے اونٹ آئے
ابو رافع نے کہا سو آپنے مجھکو حکم فرمایا کہ مین اوس آدمی کا اونٹ ادا کر دون پس مین نے
عرض کی کہ مین نہین پاتا ہون مگر اونٹ عمدہ چہار برس کا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وہ اونٹ اوسکو دیدے پس تحقیق بہتر سب لوگون مین وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا
کرتا ہے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيهِ جَوَازُ اقْتِرَاضِ الْحَيَوَانِ
وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّهُ يَجُوزُ قَرْضُ
جَمِيعِ الْحَيَوَانِ وَمَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ قَرْضُ شَيْءٍ مِنَ الْحَيَوَانِ وَهٰذِهِ
الْأَحَادِيثُ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ وَلَا يُقْبَلُ دَعْوَاهُمُ النَّسْخَ بِغَيْرِ دَلِيلٍ یعنی اس حدیث مین دلیل
ہے واسطے جائز ہونے قرض لینے حیوان کے اور مذہب شافعی اور مالک اور جمہور علما سلف
اور خلف کا یہہ ہے کہ جائز ہے قرض لینا تمام حیوانون کا اور مذہب ابی حنیفہ کا یہہ ہے
کہ نہین جائز ہے قرض لینا کسی چیز کا حیوان سے اور یہہ حدیثین رد کرتی ہین اون پر اور
نہین قبول کیا جاویگا دعوی اون کا نسخ مین بغیر دلیل کے انتہے پس ثابت ہوگیا کہ حیوان
کا قرض لینا بلا شبہ جائز درست ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ
کہتے ہین کہ یہ حدیث منسوخ ہے سو **جواب** اوس کا یہہ ہے کہ دعوی نسخ کا قطعا مردود باطل
ہے اور وجہ باطل ہونے کے مسئلہ اول مین اوپر گذر چکی ہے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ
اون کا دعوی نسخ کا بغیر دلیل کے مقبول نہین ہے **مسئلہ ہشتاد وسوم** اور ایک
مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے

ہشتاد و چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَیُکْرَہُ اَکْلُ الضَّبِّ یعنی مکروہ ہے کہانا گہوہ کا اور **مرقات** مین لکہا ہے کہ گوہ حرام ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰکُلُہٗ وَلَا اُحَرِّمُہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین گہوہ کو نہ کہاتا ہون اور نہ حرام کرتا ہون **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَیْمُوْنَۃَ وَھِیَ خَالَتُہٗ وَخَالَۃُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَھَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ الضَّبُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا وَلٰکِنْ لَمْ یَکُنْ بِاَرْضِ قَوْمِیْ فَاَجِدُنِیْ اَعَافُہٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُہٗ فَاَکَلْتُہٗ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْظُرُ اِلَیَّ یعنی تحقیق خالد بن ولید نے اسکو خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ پر داخل ہوئے اور وہ خالہ تہین خالد اور ابن عباس کی سو پایا اوس نے نزدیک اوس کے گہوہ بہنی ہوئی سو حضرت میمونہ نے گہوہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگے بڑہایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گہوہ سے اوٹھا لیا پس خالد نے کہا کہ کیا گہوہ حرام ہے یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین ولیکن میری قوم کی زمین مین نہین تہی پس پاتا ہون کراہت اوسکی کو (یعنی میری طبیعت کو اوسے کراہت آتی ہے نہ کہ شرعاً مکروہ ہے) خالد نے کہا پس کہینچ لیا مین نے اوسکو پس کہا لیا مین نے اوسکو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکہ رہے تہے اور مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کُلُوْا فَاِنَّہٗ حَلَالٌ وَلٰکِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ طَعَامِیْ یعنی تحقیق وہ حلال ہے ولیکن وہ نہین ہے میرے طعام سے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَاَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ الضَّبَّ حَلَالٌ لَیْسَ بِمَکْرُوْہٍ وَمَا اَظُنُّہٗ یَصِحُّ عَنْ اَحَدٍ وَاِنْ صَحَّ عَنْ اَحَدٍ فَمَحْجُوْجٌ بِالنُّصُوْصِ وَاِجْمَاعِ مَنْ قَبْلَہٗ یعنی تمام مسلمانون کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ گہوہ حلال ہے

مسلمان کافر کا خون کر ڈالے تو مسلمان کو اوس کے قصاص مین قتل نکیا جاوے خواہ کافر ذمی
ہو یا حربی ہو چنانچہ مرقات اور لمعات مین لکھا ہے وَاَنَّہٗ لَا یُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِکَافِرٍ سَوَآءٌ
کَانَ ذِمِّیًّا اَوْحَرْبِیًّا وَھُوَ مَذْھَبُ کَثِیْرٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ وَ
وَھُوَ مَذْھَبُ الْاَئِمَّۃِ الثَّلٰثَۃِ یعنی نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے خواہ ذمی ہو یا
حربی ہو اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین اور من بعدہم کا اور یہی مذہب ہے تینوں اماموں
کا **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے قصاص مین قتل کیا ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے
کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَاُجِیْبَ عَنْہُ بِاَنَّہٗ
مُرْسَلٌ وَّلَا تَثْبُتُ بِمِثْلِہٖ حُجَّۃٌ وبان السلیمانی المذکور ضَعِیْفٌ لَا تَقُوْمُ بِہٖ حُجَّۃٌ اِذَا
وَصَلَ الْحَدِیْثَ فَکَیْفَ اِذَا اَرْسَلَہٗ کَمَا قَالَ الدَّارُقُطْنِیُّ قَالَ اَبُوْعُبَیْدِ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ
ھٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ بِمُسْنَدٍ وَّلَا یُجْعَلُ مِثْلُہٗ اِمَامًا تُسْفَکُ دِمَاءُ الْمُسْلِمِیْنَ انتہی پس نہین صحیح ہے
حجت پکڑنی ساتھ اس کے خاص یہان تو صحیح حدیثین عام طور سے موجود ہین پہر یہ ضعیف حدیث
اون کے مقابلہ مین کیسی معتبر ہو سکتی ہے **اور** بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے عہد والے کافر کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور جب کہ ذمی کا قتل کرنا جائز نہوا
تو اوس کے بدلے مسلمان کو قتل کیا جاویگا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیشک عہد والے کافر کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے مگر اس سے یہ بات ثابت نہین
ہوتی کہ اگر مسلمان اوسکو بالفرض کسی وجہ سے قتل کر ڈالے تو مسلمان کو اوس کے قصاص
مین قتل کیا جاوے اوس کے قتل کی ممانعت اس بات پر ہرگز دلالت نہین کر سکتی ہے کہ
مسلمان کو اوسکے قصاص مین قتل کیا جاوے غایت درجہ یہہ ہے کہ اوس کے قتل کرنے مین
گناہ ہوگا سو وہ موجب قصاص نہین ہو سکتا ہے خاصکر عموم حدیثون مذکورہ کا صریح قرینہ
ہے اسپر کہ مسلمان کو بدلے کافر کے قتل نکیا جاوے خواہ کافر حربی ہو یا ذمی ہو پس ان حدیثوں
کے قرینہ سے مراد ہر کافر ہے خواہ ذمی ہو یا حربی ہو **اور** بعضے حنفیہ اور بہی تاویلین کرتے
ہین مگر سب واہیات اور خرافات ہین کَمَا بَسَطَہُ الشَّوْکَانِیُّ فِیْ نَیْلِ الْاَوْطَارِ **مسئلہ**

ع یہ مضمون مشکوۃ کی باب القصاص کے حاشیہ سے نقل کیا ہے ۱۲

لیکن دانت پس یہ تو ہڈی ہے اور لیکن ناخن پس یہ چھری ہے حبشیون کے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دانت اور ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا مطلق جائز نہین ہے خواہ وہ دانت جدا ہوا ہو یا نہو بلکہ دانت کی تو ایسی علت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے جو کسی حال مین اُس سے جدا نہین ہوسکتی ہے خواہ جدا ہو خواہ نہو اسی طرح مطلق ناخن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیون کی چُھری فرمایا ہے خواہ جدا ہو یا نہو پس ناخن کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین ہوگا خواہ ناخن جدا ہو یا نہو اسمین کسی قسم کی کوئی قید نہین ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے[۱] اَمَّا الظُّفُرُ فَيَدْخُلُ فِيْهِ ظُفُرُ الْاٰدَمِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنْ كُلِّ الْحَيَوَانَاتِ وَسَوَاءٌ الْمُتَّصِلُ اَوِ الْمُنْفَصِلُ الطَّاهِرُ وَالنَّجِسُ فَكُلُّهٗ لَا تَجُوْزُ الذَّكٰوةُ بِهٖ لِلْحَدِيْثِ وَاَمَّا السِّنُّ فَيَدْخُلُ فِيْهِ سِنُّ الْاٰدَمِيِّ وَغَيْرِهٖ الطَّاهِرُ وَالنَّجِسُ وَالْمُتَّصِلُ وَالْمُنْفَصِلُ وَيَلْحَقُ بِهٖ سَائِرُ الْعِظَامِ مِنْ كُلِّ الْحَيَوَانِ الْمُتَّصِلُ مِنْهَا وَالْمُنْفَصِلُ الطَّاهِرُ وَالنَّجِسُ فَكُلُّهٗ لَا تَجُوْزُ الذَّكٰوةُ بِشَيْءٍ مِّنْهُ وَبِهٰذَا قَالَ النَّخْعِيُّ وَالْحَسَنُ ابْنُ صَالِحٍ وَاللَّيْثُ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَدَاوٗدُ وَفُقَهَاءُ الْحَدِيْثِ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ یعنی لیکن ناخن پس داخل ہے اسمین ناخن آدمی کا اور کل حیوانون کا برابر ہے کہ جُڑا ہوا ہو یا جدا ہو پاک ہو یا ناپاک ہو پس کل کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین ہے واسطے حدیث کے اور لیکن دانت پس داخل ہے اسمین دانت آدمی کا اور کل حیوانون کا برابر ہے کہ جڑا ہوا ہو یا جدا پاک ہو یا ناپاک ہو متصل ہو یا منفصل ہو اور ملحق ہین ساتھ ہڈیین کل حیوانون کی متصل ہون یا منفصل ہون پاک ہو یا ناپاک ہون۔ پس کل کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین نخعی اور حسن بن صالح اور لیث اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو داؤد اور فقہاء حدیث کے اور جمہور علما انتہی

مسئلہ ہشتاد و ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے[۲] وَلَيْسَ عَلَى الْفَقِيْرِ وَالْمُسَافِرِ اُضْحِيَةٌ یعنی نہین ہے فقیر اور مسافر پر قربانی۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

[۱] یہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ کی صفحہ ۱۵۶ میں ہے ۱۲ ص

[۲] [illegible]

یہ حدیث صحیح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۹۵ میں ہے ۱۲

مگر وہ نہین ہے اور مین نہین خیال کرتا کہ کسی کا سے اسکا برخلاف ثابت ہو اور اگر کسی سے اسکا برخلاف ثابت ہو تو وہ مغلوب کیا گیا ہے ساتھہ نصوص کے اور اجماع پہلون کے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین جو ابوداؤد مین عبدالرحمن بن شبل سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ اَکْلِ الضَّبِّ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے گوہ کے کہانے سے **سو جواب** اس کا یہ ہے کہ اول تو اس کی صحت مین کلام ہے ضعیف کہا ہے اسکو امام خطابی نے اور ابن حزم نے اور بیہقی نے اور ابن جوزی نے قَالَ الْخَطَّابِیُّ لَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِذَالِکَ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ فِیْہِ ضُعَفَاءُ وَمَجْہُوْلُوْنَ وَقَالَ الْبَیْہَقِیُّ تَفَرَّدَ بِہٖ اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عَیَّاشٍ وَلَیْسَ بِحُجَّۃٍ وَقَالَ ابْنُ جَوْزِیٍّ لَا یَصِحُّ انتہٰی کذا فی نیل الاوطار نہین صحیح ہو دلیل پکڑنا ساتھہ اسکے دوم احتمال ہے کہ مراد اس حدیث مین نہی سے نہی تنزیہی ہو نہ تحریمی تاکہ سب حدیثون مین موافقت ہو جاوے سوم فتح الباری مین لکہا ہے حُمِلَ النَّہْیُ فِیْہِ عَلٰی اَوَّلِ الْحَالِ وَحُمِلَ الْاِذْنُ فِیْہِ عَلٰی ثَانِی الْحَالِ لِمَا عُلِمَ اَنَّ الْمَمْسُوْخَ لَا نَسْلَ لَہٗ یعنی نہی اول امر پر محمول ہوگی اور اذن آخر وقت پر محمول ہوگا اس لیے کہ ممسوخ کی نسل باقی نہین رہی **مسئلہ ششم و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَیَجُوْزُ الذَّبْحُ بِالظُّفُرِ وَالسِّنِّ اِذَا کَانَ مَنْزُوْعًا یعنی جائز ہے ذبح کرنا ساتھہ ناخن اور دانت کے جبکہ ہوں جدا کیے گئے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہو اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوَّ غَدًا وَلَیْسَتْ مَعَنَا مُدًی اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْہَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ فَکُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُکَ عَنْہُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَی الْحَبَشِ الحدیث یعنی مین نے کہا یا رسول اللہ تحقیق ہم کل دشمن کو ملنے والے ہین اور ہمارے ساتھہ چھری نہین ہے کیا ہم سرکنڈے کے ساتھہ ذبح کر لیوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز خون کو بہا دیوے اور اللہ کا نام ذکر کیا جاوے پس کہا لے سوا دانت اور ناخن کے اور مین تجھکو اس کی حدیث بتلاؤنگا

یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان حدیثون کے پہلی
حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال خرجنا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ
رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَآئِهِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ
بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَاَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ
ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِيْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ
قَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا
عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ
فَقُمْتُ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَاَرْضِهِ
مِنِّيْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِنْ اُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهِ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَاَعْطِهِ فَاَعْطَانِيْهِ
فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاِنَّهُ لَاَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْاِسْلَامِ یعنی اوس نے
کہا کہ جنگ حنین مین ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو جب ہم کافرون سے ملے تو مسلمانون
کیواسطے ایک پھرنا تھا یعنی کچھ تھوڑی سی شکست آگئی پس مین نے مشرکین سے ایک مرد
کو دیکھا کہ ایک مسلمان پر غالب آگیا ہے پس مینے اوسکے پیچھے سے اوسکو مونڈھے پر تلوار ماری
پس مین نے اوسکا درع کاٹ دیا اور میری طرف متوجہ ہوا پس مجھکو گلے مین لپٹ گیا ایسا کہ
مین نے اوسسے موت کی بو پائی پھر وہ مرگیا اور مجھکو چھوڑ دیا سو مین عمر بن خطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملا پس مینے کہا کہ لوگون کا کیا حال ہے اوس نے کہا حکم اللہ کا پھر
سب لوگ پھر آئے (یعنی لڑائی سے) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے سو آپ نے فرمایا
جسنے کسی کو قتل کیا ہو اور اوسکے اوپر گواہ ہو پس واسطے اوس کے ہے اسباب اوس کا
پس مین نے کہا کون گواہی دیگا واسطے میرے پھر مین بیٹھ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسی طرح فرمایا پس مین نے کہا کون گواہی دیتا ہے واسطے میرے پھر مین بیٹھ گیا

فَاَلْ فَذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِیَّتَہٗ ثُمَّ قَالَ یَا ثَوْبَانُ اَصْلِحْ لَحْمَ ھٰذِہٖ فَلَمْ اَزَلْ اُطْعِمُہٗ مِنْھَا حَتّٰی قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ یعنی اُس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو ذبح کیا پہر فرمایا ای ثوبان اسکا گوشت سوار کر رکھ پس ہمیشہ مین حضرت کو اوس سے کہلاتا رہا یہانتک کہ آپ مدینہ مین تشریف لائے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کُنَّا نَتَزَوَّدُھَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے ہم جمع کر رکہتے تہے گوشت قربانی کو مدینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ مسافر پر بہی قربانی ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی سفر مین ذبح کی اور اوسکا گوشت مدینہ تک آپ کہاتے آئے اور جابر کی حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سفر مین قربانی کیا کرتے تہے اور پہر گوشت قربانی کا مدینہ تک کہاتے چلے آتے تھے اس لیے اوس نے کہا کہ ہم مدینہ تک قربانی کا گوشت ذخیرہ کر رکہتے تہے اگر سفر مین قربانی نکرتے تو پہر اون کی اس کلام کا کچھ معنے نہین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ سفر مین قربانی کیا کرتے تہے **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِیْہِ اَنَّ الضَّحِیَّۃَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُسَافِرِ کَمَا ھِیَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُقِیْمِ وَھٰذَا مَذْھَبُنَا وَبِہٖ قَالَ جَمَاھِیْرُ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ قربانی مسافر کیواسطے جائز اور مشروع ہے جیسے کہ مقیم کیواسطے مشروع ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور ساتہہ اسی کے قائل ہین جمہور علما انتہی **مسئلہ ہشتاد و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کفایہ حاشیہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَعِنْدَنَا لَا یَسْتَحِقُّ الْقَاتِلُ السَّلْبَ بِدُوْنِ التَّنْفِیْلِ یعنی اور نزدیک ہمارے نہین مستحق ہوتا ہے قاتل مقتول کے اسباب کا سوا اذن امام کے یہ عبارت حنفیہ کے دلیل ہے اسپر کہ جب لڑائی سے پہلے امام خود یہ اذن عام دیدیوے کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکا اسباب قاتل لے لیوے اُس اذن کے بعد جو کسی کافر قتل کرے وہ اُس مقتول کے اسباب کا حقدار ہے اور اگر امام نے لڑائی سے پہلے یہ حکم عام نہین دیا تو اوسوقت قاتل مقتول کی کسی چیز کا حقدار نہین ہے اور

عہ۱ یہ حدیث صحیح مسلم جز ۲ کے صفحہ ۱۵۹ مین ہے

عہ ۲ صحیح مسلم جز ۲ صفحہ ۱۵۹

عہ۲ یہ مضمون ہدایہ مطبوعہ دہلی جز ۲ کے صفحہ ۱۸۹ مین ہے

چوتہی حدیث ابی سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہَوَازِنَ فَبَیْنَا نَحْنُ نَتَضَحّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ
رَجُلٌ عَلٰی جَمَلٍ اَحْمَرَ فَاَنَاخَہٗ ثُمَّ انْتَزَعَ طَلَقًا مِنْ حَقَبِہٖ فَقَیَّدَ بِہِ الْجَمَلَ ثُمَّ تَقَدَّمَ یَتَغَدّٰی
مَعَ الْقَوْمِ وَیَنْظُرُ فِیْنَا ضَعْفَۃً وَرِقَّۃً مِنَ الظَّہْرِ وَبَعْضُنَا مُشَاۃٌ اِذْ خَرَجَ یَشْتَدُّ فَاَتٰی
جَمَلَہٗ فَاَطْلَقَ قَیْدَہٗ ثُمَّ اَنَاخَہٗ فَقَعَدَ عَلَیْہِ فَاَثَارَہٗ فَاشْتَدَّ بِہِ الْجَمَلُ فَاتَّبَعَہٗ رَجُلٌ
عَلٰی نَاقَۃٍ وَرْقَآءَ قَالَ سَلَمَۃُ وَخَرَجْتُ اَشْتَدُّ فَکُنْتُ عِنْدَ وَرِکِ النَّاقَۃِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ
حَتّٰی کُنْتُ عِنْدَ وَرِکِ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتّٰی اَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَاَنَخْتُہٗ
فَلَمَّا وَضَعَ رُکْبَتَہٗ فِی الْاَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَیْفِیْ فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ فَنَدَرَ ثُمَّ جِئْتُ
بِالْجَمَلِ اَقُوْدُہٗ عَلَیْہِ رَحْلُہٗ وَسِلَاحُہٗ فَاسْتَقْبَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ
مَعَہٗ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوا ابْنُ الْاَکْوَعِ قَالَ لَہٗ سَلَبُہٗ اَجْمَعُ یعنی ہمنے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہوازن کی لڑائی کے پس جس حالت مین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتہہ صبح کا کہانا کہا رہے تہے کہ ناگاہ ایک مرد سرخ اونٹ پر آیا سو اوسکو بٹہایا
پہر اپنی کہرجی سے رسی نکالی اور اوس کے ساتہہ اونٹ کو قید کیا پہر قوم کے ساتہہ آگے بڑہکر کہانا
لگا اور ہمکو ضعیف دیکہا سواریون کی کمی سے اور بعض ہمارے پا پیادہ چلتے تہے کہ ناگاہ
جلدی کے ساتہہ نکلا اور اپنے اونٹ کا ڈہنگا کہولا پہر اوسکو بٹہایا اور اوسپر سوار ہوا اور اُسکو
اوٹہایا پس اُسکو اونٹ جلدی سے لے بہاگا پس ایک مرد سیاہ اونٹنی پر اُوس کے پیچہے
لگا سلمہ نے کہا کہ مین بہی جلدی سے نکلا پس اونٹنی کے چوتڑون کے پاس پہونچا پہر مین
اوس سے آگے بڑہا یہانتک کہ اونٹ کے چوتڑون کے پاس پہونچا پہر مین اوس سے آگے بڑہا
یہانتک کہ مین نے اونٹ کی نکیل کو پکڑا پس مین نے اُسکو بٹہلایا پس جب اوس نے اپنے
گہٹنے کو زمین پر رکہا تو مین نے اپنی تلوار کو کہینچا اور اوس مرد کے سر پر مارا پس وہ گر پڑا پہر
مین اونٹ کو کہینچتا ہوا لے آیا اور اوسپر اوسکا پالان تہا اور ہتہیار تہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مجہکو آگے سے آملے اور آپکے ساتہہ بہت لوگ تہے پس آپنے فرمایا اُس مرد کو کس نے
قتل کیا ہے لوگون نے کہا ابن اکوع نے فرمایا اوس کا سب اسباب اوسی کے واسطے ہے

ف ۔ فیہ دلیل علی ان القاتل یستحق السلب جمیعہ وانکان کثیرا وعلی ان القاتل یستحق السلب فی کل حال حتی قال ابو ثور وابن المنذر یستحق ولو کان المقتول منہزما استحق السلب [illegible]

پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسیطرح فرمایا پہر مین کہڑا ہوا پس آپ نے فرمایا کیا ہے واسطے
تیرے ای ابا قتادہ پس مین نے آپ کو خبر دی پس ایک آدمی نے کہا کہ سچ کہا ہے
اوس نے اور اسباب اوس کا میرے پاس ہے پس آپ میری طرف سے اوسکو راضی کردو
(یعنی اسباب تو میرے ہی پاس رہے مگر اوسکو کسی طرح سے راضی کردو) سو حضرت ابوبکر
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ ہرگز نہین ہوگا قسم ہے اللہ کی اسوقت نہ قصد کرینگا طرف
ایک شیر کی اللہ کی شیرون مین سے جو اللہ اور رسول (ص) کی طرف سے لڑتے یعنی اوس کے
حق کو باطل نکیا جاویگا اور اوس کا اسباب تجہکو نہ دیا جاویگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ابوبکر رض نے سچ کہا ہے پس وہ اسباب اوسکو دیدے پس اوس نے وہ اسباب
مجکو دیدیا۔ پس مین نے ساتھ اوسکے بنی سلمہ مین ایک باغ خرید کرلیا پس تحقیق وہ البتہ
اول مال تہا جسکو مین نے اسلام مین حاصل کیا **دوسری حدیث** ابوداود مین عوف
بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی السَّلَبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ یُخَمِّسِ السَّلَبَ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا اسباب مقتول مین واسطے قاتل کے اور مقتول کے مال سے پانچوان
حصہ نہ لیا **تیسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن انصار کے دو جوانون نے ابوجہل کو قتل کیا اور
دونون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر خبر دی فَقَالَ اَیُّکُمَا قَتَلَہٗ فَقَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا
اَنَا قَتَلْتُہٗ فَقَالَ ھَلْ مَسَحْتُمَا سَیْفَکُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی
السَّیْفَیْنِ فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَہٗ وَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَلَبِہٖ لِمُعَاذِ بْنِ
عَمْرٍو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونون مین سے کس نے اوسکو قتل کیا ہے پس دونون
مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین نے اوسکو قتل کیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا تم دونون نے اپنی تلوارون کو پونچہ ڈالا ہے اونہون نے کہا نہین سو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دونون تلوارون کی طرف نظر کی پس فرمایا تم دونون نے قتل کیا ہے اور فیصلہ کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسباب ابوجہل کے واسطے معاذ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کے

قَالُوا وَهٰذِهٖ فَتْوٰی مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِخْبَارٌ عَنْ حُکْمِ الشَّرْعِ فَلَا یَتَوَقَّفُ عَلٰی
قَوْلِ اَحَدٍ یعنی پس امام شافعی اور مالک اور اوزاعی اور لیث اور ثوری اور ابو ثور اور
احمد اور اسحاق اور ابن جریر وغیرہم کہتے ہین کہ مقتول کے اسباب کا حقدار قاتل ہے سب
لڑائیون مین خواہ امیر لشکر نے لڑائی سے پہلے یہ حکم دیدیا ہو (کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکی
واسطے ہے اسباب مقتول کا) اور خواہ یہ حکم نہ دیا ہو یہہ علما کہتے ہین کہ یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے فتوی عام ہے اور حکم شرع سے خبر دینی ہے پس کسی کے قول پر یہہ بات موقوف
نہین رہیگی **تنبیہ** حنفیہ جوان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ حضرت نے
لڑائی سے پہلے یہ بات فرمادی تھی اور یہ فتوی بھی نہین ہے اور اخبار عام بھی نہین
ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَھٰذَا التَّاوِیْلُ الَّذِیْ
قَالُوْہُ ضَعِیْفٌ لِاَنَّہٗ صَرَّحَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ قَالَ
ھٰذَا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِتَالِ وَاجْتِمَاعِ الْغَنَائِمِ یعنی یہہ جو حنفیہ نے کہا ہے ضعیف
ہے اس لئے کہ اس حدیث مین راوی نے صاف تصریح کر دی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھکر آرام کے ساتھہ یہ بات فرمائی وقت جمع ہونے
مال غنیمت کے کہ جس شخص نے کسی کو قتل کیا ہو اور اوسپر گواہ رکھتا ہو تو اوس کے واسطے ہے
اسباب مقتول کا اور جب کہ کئی بار کئی واقعات مین آپنے عام طور سے فرمادیا کہ جو کسی کافر
کو قتل کرے اوسکا اسباب وہی لیوے تو پھر فتوی کس جانور کا نام ہے اور جبکہ لفظ مَنْ
کا جو بالاتفاق عام ہے) یہان موجود ہے تو پھر بھی اگر یہہ اخبار عام نہین تو جہان مین
اخبار عام کون ہے اور اوسکا کیا رنگ ہوتا ہے اور بعضے حنفیہ یہہ حدیث سند لاتے ہین
جو دارمی مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَوْمَئِذٍ یَعْنِیْ یَوْمَ حُنَیْنٍ مَنْ قَتَلَ کَافِرًا فَلَہٗ سَلَبُہٗ فَقَتَلَ اَبُوْ طَلْحَۃَ یَوْمَئِذٍ عِشْرِیْنَ
رَجُلًا وَّاَخَذَ اَسْلَابَھُمْ کہتے ہین کہ یہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ ابو طلحہ نے بعد اس حکم کے
قتل کیا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات حضرت نے لڑائی سے پہلے نہین فرمائی ہے
جیسے کہ ابو قتادہ کی حدیث سے اوپر ثابت ہو چکا ہے پس جب آپ نے یہ بات فرمائی

[1] یہ عبارت صحیح مسلم جلد ۲ کے صفحہ ۸۸ مین ہے، ۱۲

پانچوین حدیث صحیح مسلم مین عوف بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ حِمْيَرَ رَجُلًا مِنَ الْعَدُوِّ فَأَرَادَ سَلَبَهُ فَمَنَعَهُ خَالِدٌ وَكَانَ وَالِيًا عَلَيْهِمْ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ فَأَخْبَرَ فَقَالَ لِخَالِدٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُعْطِيَهُ سَلَبَهُ قَالَ اسْتَكْثَرْتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ادْفَعْهُ إِلَيْهِ وَفِي نِهَايَةٍ قَالَ عَوْفٌ فَقُلْتُ يَا خَالِدُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ قَالَ بَلَى وَلٰكِنِّي اسْتَكْثَرْتُهُ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ مین یہ امر مشہور تہا اور صحابہ اسکو فتوی عام سمجہے ہوئے تہے اور اسکو ایک حکم شرع کا جانتے تہے لڑائی سے پہلے امام کا اذن کچہہ چیز نہین جانتے تہے بلکہ یہان تو امام نے بعد کو اسباب دینے سے بہی انکار کیا پہلے اذن دینے کا تو کہین ذکر ہے لیکن صحابیات کا اقرار کرلیا کہ بیشک مقتول کے اسباب کا حقدار قاتل ہے کو بوجہ بہت ہونے اسباب کے دینے سے انکار کیا اور یہ حکم جنگ بدر مین بہی جاری رہا اور پہر اس جنگ خالد مین بہی جاری رہا اور یہ آٹھوین سال کا ذکر ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ حکم صحابہ مین ہمیشہ جاری رہا پس ان حدیثون کے الفاظ سے حنفیہ کے سب تاویلات باطل ہوگئین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اوس مقتول کا سب اسباب اوسی قتل کرنیوالے کو ملیگا خواہ امام نے لڑائی سے پہلے یہہ حکم دیدیا ہو یا ندیا ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد واقعات مین عام طور سے یہ فتوی دیدیا کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکا اسباب اوسی کو ملیگا تو پہر اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون حاکم اعلی ہے کہ قاتل کو مقتول کا اسباب دینا اوس کے اذن پر موقوف رکہا جاوے اور وہ کون ایسا مسلمان ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عام فتوی کا اعتبار نکرے اور ان ادنی حاکمون کے حکم کا اعتبار کرے جو اوس حاکم اعلے کے کفش بردار کے برابر بہی ان کی قدر نہین ہے استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَاللَّيْثُ وَالثَّوْرِيُّ وَأَبُو ثَوْرٍ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَابْنُ جَرِيرٍ وَغَيْرُهُمْ يَسْتَحِقُّ الْقَاتِلُ سَلَبَ الْقَتِيلِ فِي جَمِيعِ الْحُرُوبِ سَوَاءٌ قَالَ أَمِيرُ الْجَيْشِ قَبْلَ ذٰلِكَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ أَمْ لَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ

احمد اور جمہور علما کا **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے
ہین کہ اُس یہودی کا سر کچلنا قصاص کی وجہ سے نہین تہا بلکہ بطور سیاست کے تہا یا
واسطے نقض عہد کے تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر حدیث کے سراسر خلاف
ہے پس قطعا مردود ہوگی **اور نیز** جب یہ قتل کرنا بطور سیاست کے یا واسطے نقض عہد کے
ہوا تو پہر اندر صورت دیت لازم تہی پہر نہ قصاص لیا گیا اور نہ دیت لی گئی یہ کیسا اندہیر
ہے یہ قتل کرنا تو بقول حنفیہ کے قصاص نہین تہا پہر قصاص کہان گیا اور قصاص نہین
ہوا تہا تو پہر دیت کہان گئی پس اس سے کوئی چارہ نہین ہے کہ اُسکو قصاص ٹہرایا جاوے پس
اسکو سیاسة کہنا یا واسطے نقض عہد کے ٹہرانا قطعا باطل ہوا **اور** بعضے حنفیہ یہ حدیث
اپنی سند لاتے ہین اَلَا اِنَّ قَتِیْلَ خَطَاءِ الْعَمْدِ قَتِیْلُ السَّوْطِ وَ الْعَصَا وَ فِیْہِ مِائَةٌ
مِّنَ الْاِبِلِ یعنی بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنا شبہ عمد مین داخل ہے **سو جواب** اس کا
یہ ہے کہ طیبی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین امام اعظم کی کوئی وجہ دلیل پکڑنے کی نہین ہے
اس لئے کہ یہ حدیث چابک اور عصا خفیف مین وارد ہوئی ہے جسکے ساتہہ قتل مقصود
نہین ہوتا ہے اس لئے کہ غالبًا سوط اور عصا خفیف اور ہلکے ہوتے ہین پس جو اون کے
ساتہہ حاصل ہو وہ شبہ عمد مین داخل ہوگی اور جو بہاری ثقیل چیز کے ساتہہ قتل کیا جاوے
وہ نوکدار چیز کے ساتہہ ملحق ہے جو قتل کیواسطے تیار کے ہوتی ہے اور عصا سے مراد مطلق
عصا مراد نہین جو بہاری اور خفیف کو شامل ہو بلکہ مراد اوس سے خفیف ہے اس لئے کہ غالبًا
عصا ہلکا اور خفیف ہوتا ہے اور سب سے قطع نظر کرکے ہم کہتے ہین کہ یہ صورت شبہ عمد سے
مخصوص ہے اور یہہ حدیث انس کی اُس کی مخصص ہے اور تخصیص خبر واحد کی ساتہہ خبر
واحد کے بالاتفاق جائز ہے جیسے کہ بیان اوسکا مفصل طور سے مسئلہ اول مین گذر چکا
ہو خاصکر یہان تو مخصص مخصوص منہ سے بہت اصح اور اقوی ہے اس لئے کہ وہ حدیث
متفق علیہ ہے **مسئلہ ہشتاد و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ
ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ع وَلَا یُسْتَوْفَی الْقِصَاصُ اِلَّا بِالسَّیْفِ یعنی
نہ لیا جاوے قصاص مگر ساتہہ تلوار کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ

ع یہہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی کے ج ۴ ص ۵۴۰ مین ہے ۱۲

تو ابو طلحہ نے بیس آدمی کو قتل کیا تھا اون سب کا اسباب اوسی نے لے لیا اور اگر بالفرض تعقیب تسلیم بھی کیجاوے تو غایت درجہ اس سے فقط اتنا ہی ثابت ہوگا کہ ابو طلحہ کا بیس آدمی کو قتل کرنا بعد اس قول کے واقع ہوا ہے مگر اس سے یہ بات ہرگز ثابت نہین ہوتی کہ یہ قول حضرت نے لڑائی سے پہلے فرمایا تھا اس بات کا اس حدیث مین کہین پتہ بھی نہین ہے

مسئلہ ہشتاد و ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات و ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ولا یجب عند ابی حنیفۃ وھی مسئلۃ القتل بالمثقل یعنی اور نہین واجب ہے قصاص نزدیک ابی حنیفہ کے اور وہ مسئلہ قتل کا ساتھہ بھاری چیز کے مطلب اسکا یہہ ہے کہ بھاری چیز کے ساتھہ قتل کرنے مین امام اعظم کے نزدیک قصاص واجب نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ان یھودیا رض رأس جاریۃ بین حجرین فقیل لھا من فعل بک ھذا افلان افلان حتی سمی الیھودی فاومت برأسھا فجیئ بالیھودی فاعترف وامر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض رأسہ بالحجارۃ یعنی تحقیق ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھرون مین کچل ڈالا پس اوسکو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا ہے کیا فلان آدمی نے کیا فلان آدمی نے یہانتک کہ اوس لڑکے نے اوس یہودی کا نام لیا پس اپنے سر کے ساتھہ اشارہ کیا پس یہودی کو لایا گیا پس اوس نے اقرار کر لیا کہ تحقیق مین نے اسکو مارا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکے مارنے کا حکم فرمایا سو اوسکا سر پتھرون کے ساتھہ کچلا گیا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بھاری چیز کے ساتھہ قتل کرنے مین بھی قصاص واجب ہے جیسے کہ نوکدار چیزون کے ساتھہ قتل کرنے مین واجب ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ومنھا ثبوت القصاص فی القتل بالمثقلات ولا یختص بالمحددات ھذا مذھب الشافعی ومالک واحمد وجماھیر العلماء یعنی اس حدیث کے فوائد سے ایک فائدہ ثابت ہونا قصاص کا ہے بھاری چیز کے ساتھہ قتل کرنے مین اور نہین خاص ہے قصاص ساتھہ نوکدار چیزون کے یہی ہے مذہب امام شافعی اور مالک اور

مطلب یہ کہ ریشم پر تکیہ لگانا اور اوسپر سونا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے سو امام اعظم کا یہہ
مسئلہ مخالف ہے اول اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَ
الْفِضَّةِ وَاَنْ نَاْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهَا یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو منع فرمایا ہے چاندی اور سونے کی برتنون مین پینے اور کہانے سے
اور منع فرمایا ہے ریشم اور دیباج کے پہننے سے اور اوسپر بیٹھنے سے اور **دوسری**
اس حدیث کی جو کہ مسلم اور نسائی مین حضرت علی رض سے روایت ہے قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ یعنی منع فرمایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ریشم کے کنارہ دار کپڑون پر بیٹھنے سے انتہی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ
ریشم پر بیٹھنا اور اوسپر تکیہ لگانا منع اور حرام ہے۔ امام **شوکانی** نے نیل الاوطار مین لکھا
ہے يَدُلُّ عَلٰى تَحْرِيْمِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَرِيْرِ وَاِلَيْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ كَمَا فِي الْفَتْحِ **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث
کو نہین مانتے تو وہ یہ حدیث سند لاتے ہین کہ حضرت ایک تکیہ ریشمی پر بیٹھے **سو جواب**
اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسکی کوئی سند نہین ہے چنانچہ تخریج ہدایہ
مین لکھا ہے لَمْ اَجِدْهُ یعنی مین نے اس حدیث کو کہین نہین پایا ہے اور بر تقدیر صحت
حدیث محرم کو ترجیح ہوگی اباحت پر کما فی الاصول دوسرا قول کو فعل پر ترجیح ہے **مسئلہ**
نود و یکم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ بِاِنْزَاءِ الْحَمِيْرِ عَلَى الْخَيْلِ یعنی اور نہین خوف ہے ساتھ چڑہانے
گدہے کے اوپر گھوڑی کے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ گدہے کو گھوڑی پر چڑہانا
اس نیت سے کہ اوس سے خچر پیدا ہووے جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی مین ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَاْمُوْرًا
مَا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ اِلَّا بِثَلٰثٍ اَمَرَنَا اَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوْءَ ......
... وَاَنْ لَا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَاَنْ لَا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ یعنی رسول اللہ

مسئلہ مخالف ہے اوسی حدیث انس کے جو مسئلہ سابق مین بہی مذکور ہوئی چنانچہ امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِيْهَا اَنَّ الْجَانِيْ عَمْدًا يُقْتَلُ قِصَاصًا عَلَى الصِّفَةِ
الَّتِيْ قَتَلَ فَاِنْ قَتَلَ بِسَيْفٍ قُتِلَ هُوَ بِالسَّيْفِ وَاِنْ قَتَلَ بِحَجَرٍ اَوْ خَشَبٍ اَوْ نَحْوِهِمَا
قُتِلَ بِمِثْلِهٖ لِاَنَّ الْيَهُوْدِيَّ رَضَخَهَا فَرُضِخَ هُوَ یعنی اس حدیث کے فائدون سے ایک فائدہ
یہہ ہے کہ جانکر قتل کرنیوالا قتل کیا جاوے بطور قصاص کے اوسی طور پر جس طرح پر اوسنے
قتل کیا پس اگر اوس نے تلوار کے ساتہہ قتل کیا ہے تو وہ بہی تلوار کے ساتہہ قتل کیا جاوے
اور اگر اوس نے پتہر یا لکڑی وغیرہ کے ساتہہ قتل کیا ہے تو اوسی کے ساتہہ وہ بہی قتل کیا
جاوے اس لیئے کہ اوس یہودی نے اوس لڑکے کا سر پتہر کے ساتہہ کچلڈالا سو وہ بہی اوسی
طرح پتہر کے ساتہہ کچلا گیا انتہی پس ثابت ہوا کہ ہر جگہہ مین تلوار کے ساتہہ قتل کرنا ضرور
نہین ہے بلکہ تلوار کے ساتہہ اوسی وقت قتل کیا جاویگا جب کہ اوس نے تلوار کے ساتہہ
قتل کیا ہو اور جہان پتہر اور لکڑی وغیرہ کے ساتہہ قتل کیا ہو وہان تلوار کے ساتہہ قتل
کرنا کچہہ ضرور نہین ہے بلکہ وہان پتہر اور لکڑی کے ساتہہ ہی قتل کیا جاویگا غرض کہ جس
چیز کے ساتہہ قتل کرے اوسی چیز کے ساتہہ اوسکو بہی قتل کیا جاوے **تنبیہ** حنفیہ جو اس
حدیث کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ یعنی نہین قصاص
ہے مگر ساتہہ تلوار کے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ تخریج ہدایہ مین لکہا ہے
قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اَحَادِيْثُ هٰذَا الْبَابِ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ وَتُعَارِضُهَا حَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ قِصَّةِ
الْعُرَنِيِّيْنَ انتہی یعنی امام بیہقی نے کہا کہ اس باب کی سب حدیثین ضعیف ہین اور علاوہ اسکے
حدیث انس کی عرنیین کے قصہ مین انکے معارض ہوا انتہی پس ترجیح دیجاویگی حدیث انس کو
اس لیئے کہ وہ صحیحین کی حدیث ہے پس نہین صحیح ہے حجت پکڑنا ساتہہ اوسکے اور بر تقدیر صحت
حدیث انس کے اوسکی مخصص ہو جاویگی ساتہہ اون وجوہات کے جو اوپر مذکور ہوئین فتذکر
مسئلہ نودم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا بَاْسَ بِتَوَسُّدِهٖ وَالنَّوْمِ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی نہین ہے
کوئی خوف ریشم کے ساتہہ تکیہ لگانے مین اور اوسپر سونے مین نزدیک امام اعظم کے

تعارضہا الآیات المذکورۃ وایضا المثبتۃ مقدم علی النافی وایضا تخصیص ہذا الحدیث بتلک الآیات والاحادیث
قولہ [illegible] الخ عام فی کل قتل من الذبائح والقتل قصاصا [illegible] بالسیف [illegible]

مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَا صَنَعْتَ یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی پس آپنے کبھی مجکو اُف نہین فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ کیون کیا تونے اور نہ فرمایا کہ کسواسطے نہین کیا تونے **دوسری حدیث** اوسی سے بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے قَالَ خَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ ثَمَانِي سِنِينَ خَدَمْتُهُ عَشَرَ سِنِينَ الحدیث یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حالانکہ مین آٹھ برس کا بچہ تھا مین نے آپ کی دس برس خدمت کی آخر حدیث تک **تیسری حدیث** بیہقی نے دلائل النبوۃ مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے أَنَّ غُلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَوَجَدَ أَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَقْرَأُ التَّوْرٰىةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُودِيُّ أَنْشُدُكَ بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ عَلَى مُوسٰى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتِي وَصِفَتِي وَمَخْرَجِي قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَجِدُ لَكَ فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَقِيمُوا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهِ وَلُوا أَخَاكُمْ یعنی تحقیق ایک لڑکا یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا پس بیمار ہو گیا وہ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے پاس پوچھنے کو آئے پس اوس کے باپ کو اوس کے سر کے پاس توریت پڑھتے پایا سو حضرت نے اوسکو فرمایا ای یہودی مین تجھکو اوس ذات کی قسم دیتا ہون جسنے موسیٰ پر توریت اُتاری کیا میری صفت اور میرا نکلنا تو توریت مین پاتا ہے اوس نے کہا نہین اوس جوان نے کہا کیون نہین قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ ہم آپ کی تعریف اور نکلنا توریت مین پاتے ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی معبود برحق سوا خدا کے اور تحقیق تو رسول اللہ کا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اس کے سر کے پاس سے اوٹھا دو اور اپنے بھائی کے کام کے والی ہو جاؤ **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے نابالغ سے خدمت کروانی جائز ہے مگر وہ

ف ۲ جو ثمانی سنین ہے جب حلالہ ہے ۔۔۔۔ سے ۔۔۔

ف ۳ دوسری فصل ۔۔۔ آنا ۔۔۔ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔

صلی اللہ علیہ وسلم بندے تھے حکم کیے گئے نہین خاص کیا ہمکو سوا لوگون کے سوا تین چیزون
کے حکم فرمایا ہمکو وضو کامل کرنیکا اور یہہ کہ نہ کہا ئین ہم صدقے کو اور نہ چڑہا دین ہم گدہے
گہوڑے پر **دوسری حدیث** ابوداؤد اور نسائی مین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال
أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ
فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ٭ یعنی تحفہ بہیجا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خچر سو آپ اوسپر سوار
ہوئے پس علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر ہم گدہے کو گہوڑی پر چڑہاوین تو ہمارے واسطے
اس کی مثل خچر پیدا ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہین یہ کام وہ لوگ
کرتے ہین جو نہین جانتے اور علم نہین رکہتے ہین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ گدہے
کو گہوڑے پر چڑہانا منع ہے بلکہ حرام ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو
وہ کہتے ہین کہ حضرت خچر پر سوار ہوئے ہین اگر یہ کام منع ہوتا تو آپ اوسپر سوار نہوتے سو
جواب اسکا یہ ہے کہ اوسپر سوار ہونا اور چیز ہے اور گدہے کو گہوڑی پر چڑہانا اور چیز ہے اوسپر
سواری کرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ **فعل** بہی جائز ہو اور اس فعل کے ناجائز ہونے
سے یہ لازم نہین آتا کہ اوسپر سوار ہونا بہی منع ہو خاصکر حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو
اس باب مین ایسی صریح ہے کہ اوسمین کسی تاویل کی گنجایش نہین ہے اسمین دیکہو صریح
موجود ہے کہ جب آپ خچر پہ سوار ہوئے اوسوقت علی رضہ نے پوچہا کہ ہم بہی ایسا کرین تو
آپ نے..... اوسیوقت اوسکو ساتھ ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بہی فرمادیا کہ گدہے
کو گہوڑی پر وہ لوگ چڑہاتے ہین جو بیوقوف اور بیعلم ہین پس اب تمام عالم مین ایسا
کون ذی شعور ہے کہ حضرت کی خچر پر سوار ہونے سے گدہے کو گہوڑی پر چڑہانے کا جواز
سمجھ بیٹھے مگر کسی عقل کے دشمن کا کام ہے **مسئلہ نود و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَيُكْرَهُ اِسْتِخْدَامُ
الصِّبْيَانِ یعنی چہوٹے نابالغ لڑکون سے خدمت کروانی منع ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم

اور کفار حربیون کا یہان ذکر نہین ہے اور نہ ان حدیثون مین کفار حربیون وغیرہ کا کچھہ پتہ
ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند وہ حدیث لاتے ہین جو کہ
حاشیہ ہدایہ مین مبسوط سے زہری سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر اور عمر ذمی کی دیت مسلمان کی برابر کرتے
تھے سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرسل ہے کما قال الشوکانی فی النیل وحدیث الزہری
پس لائق حجت نہین ہے اور نیز یہ قول صحابہ کا ہے اور قول صحابی کا اصح مذہب مین حجت
نہین ہے خاصکر صحیح حدیثون مرفوع کے مقابلہ مین تو بالاتفاق حجت نہین ہے اور نیز
حضرت عمر رض سے تو ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ اونھون نے ذمی کی دیت چہار ہزار درہم ٹھہرائی
پس اس سے ثابت ہوا کہ روایت مبسوط کی محض کذب ہے ہرگز صحیح نہین ہے اور بعضے حنفی
یہ حدیث سند لاتے ہین جو کہ حاشیہ ہدایہ مین عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ دیت ذمی
کی مسلمان کی دیت کے برابر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے زمانے
مین سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث بھی نہایت ضعیف ہے اور تخریج ہدایہ مین لکھا ہے
وہذا مرسل ضعیف انتہی اور بے سند ہے پس لائق حجت نہین ہو سکتی ہے **علاوہ** ازین اوپر
عمرو بن شعیب کی حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور ابوبکر
کے زمانے مین مسلمانون کی دیت آٹھہ ہزار درہم تھی اور اہل کتاب کی دیت آدھی دیت مسلمانون
کی تھی اور حضرت کے قول سے بھی اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ دیت کافر ذمی کی آدھی دیت مسلمان
کے ہے اور حضرت عمر رض سے بھی اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ اونھون نے اہل ذمہ کی دیت چہار
ہزار رکھی اور مسلمانون کی بارہ ہزار ٹھہرائی پس اس سے ثابت ہوا کہ حدیث ابن مسعود رض کی
محض ضعیف ہے لائق حجت کی نہین اور بر تقدیر صحت ان حدیثون کو ابن مسعود رض کی حدیث
پر ترجیح ہو جاویگی اسلیئے کہ یہہ سب حدیثین صحیح ہین اور وہ ضعیف بلا سند ہے اور نیز
اس جانب مین قولی حدیث موجود ہے اور وقت تعارض کے قول کو فعل پر ترجیح ہوتی
ہے **مسئلہ نود و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ
لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وعند ابی حنیفۃ ومالک لا یثبت الدیۃ الا
برضی القاتل یعنی امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک دیت ثابت نہین ہوتی ہے مگر ساتھہ

نہین ہے **مسئلہ نود وسوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَدِيَةُ الْمُسْلِمِ وَالذِّمِّيِّ سَوَاءٌ یعنی دیت
مسلمان اور ذمی کافر کی برابر ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ
مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ابو داؤد مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ پڑھا اور اوسمین یہ بھی فرمایا۔
دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ یعنی دیت کافر کی آدہی دیت مسلم کے ہے وَفِي رِوَايَةٍ
دِيَةُ الْحُرِّ یعنی دیت ذمی کی نصف دیت ہے آزاد مرد کی **دوسری حدیث** ابو داؤد
مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَتْ
قِيمَةُ الدِّيَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ مِائَةِ دِينَارٍ أَوْ ثَمَانِيَةَ آلَافِ
دِرْهَمٍ وَدِيَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَكَانَ كَذَلِكَ
حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ إِنَّ الْإِبِلَ قَدْ غَلَتْ قَالَ فَفَرَضَهَا عُمَرُ
عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ
مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ قَالَ وَتَرَكَ
دِيَةَ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ یعنی اونے کہا کہ تھی قیمت دیت کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار درہم اور دیت اہل کتاب کی
اوس دن آدھی تھی مسلمانون کی دیت سے راوی نے کہا پس اسی طرح معاملہ رہا یہانتک
کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوے سو لوگون مین کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا پس کہا کہ اونٹ گران
قیمت ہوگئے ہین پس حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سونے والون پر ہزار دینار مقرر کی اور
چاندی والون پر بارہ ہزار درہم مقرر کیا اور گائین والون پر دو سو گائین اور بکری والون
پر دو ہزار بکری مقرر کی اور حلے والون پر دو سو حلہ راوی نے کہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی
عنہ نے اہل ذمہ کی دیت کو چھوڑ دیا اور اوسکو زیادہ نکیا بیچ اوس کے جو زیادہ کیا دیت سے
فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ دیت ذمی کی مسلمان کی برابر نہین ہے بلکہ دیت
ذمی کی مسلمان کی دیت سے آدہی ہے اور ان حدیثون مین اہل ذمہ کا ذکر صریح موجود ہے

سے روایت ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اُصِیْبَ بِدَمٍ اَوْ
خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ فَھُوَ بِالْخِیَارِ بَیْنَ اِحْدٰی ثَلٰثٍ فَاِنْ اَرَادَ الرَّابِعَۃَ فَخُذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ
بَیْنَ اَنْ یَّقْتَصَّ اَوْ یَعْفُوَ اَوْ یَاْخُذَ الْعَقْلَ یعنی اوسنے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا فرماتے تھے جو مصیبت پہنچایا گیا ساتھہ خون کے یا زخم کے پس تین چیزون مین
اوسکو اختیار ہے پس اگر چوتھی کا ارادہ کرے تو اوسکا ہاتھ پکڑلو اوسکو اختیار ہے اس کا کہ
قصاص لیوے یا معاف کردیوے یا دیت لے لیوے آخر حدیث تک **تنبیہ** حنفیہ جو ان
حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ قرآن شریف سے فقط قصاص ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ
فرمایا خداتعالی جل شانہ نے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی یعنی لکہا گیا ہے تمپر قصاص
مقتولات مین پس دیت کا واجب کرنا زیادتی ہے کتاب اللہ پر پس نہین جائز ہے لینا دیت
کا مگر ساتھہ رضامندی قاتل کے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ جب یہہ زیادتی ہے کتاب اللہ پر
تو پہر رضامندی قاتل کی ساتھہ تم زیادتی کتاب اللہ پر کیون جائز رکہتے ہو رضامندی
قاتل کے ساتھہ دیت کو جائز رکہنا یہہ بہی زیادتی ہے قتل عمد تو بقول تمہارے فقط قصاص
ہی واجب کرتا ہے پہر رضامندی قاتل کے ساتھہ زیادتی کتاب اللہ پر کیسے جائز ہوگئے
حالانکہ رضامندی قاتل کی ساتھہ دیت کا جائز ہونا کسی حدیث صحیح بلکہ ضعیف سے بہی ثابت
نہین ہوتا ہے محض رای اور مجرد خیال ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا **پس** بڑے افسوس کی
بات ہے کہ رضامندی قاتل کی ساتھہ کتاب اللہ پر زیادتی جائز رکہی جاوے حالانکہ وہ کسی
حدیث سے ثابت بہی نہین ہوئی اور اختیار ولی کے ساتھہ کتاب اللہ پہ زیادتی جائز نہ رکہی
جاوے حالانکہ وہ صحیح صریح حدیثون سے ثابت ہے یہہ کیسا اندہیر ہے پہر اس اندہیر کا کیا جواب
اور نیز دیت اور قصاص کے درمیان وارثان مقتول کی اختیار ثابت کرنے مین جو حدیثین وارد
ہوئی ہین وہ حدیثین مشہور ہین اسلیئے کہ حدیث مشہور کی تعریف شرح نخبہ مین یہہ لکہی ہے
ھُوَ مَالَہٗ طُرُقٌ فَوْقَ الْاِثْنَیْنِ یعنی حدیث مشہور وہ ہے جسکے واسطے دو سے زیادہ طریق
ہون اور یہہ تعریف مشہور کی ان حدیثون پر صادق آتی ہے اسلیئے کہ ان کے طریق دو سے
زیادہ ہین ایک طریق ابی شریح کعبی کا ہے دوسرا طریق ابوہریرہ رضہ کا ہے تیسرا طریق عمرو

رضامندی قاتل کی یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی کو قتل کرڈالے تو ولی مقتول
کو دیت لینے کا کچھ اختیار نہین ہے جب تک کہ قاتل دیت دینے پر راضی نہو جاوے سو امام اعظم رح
کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور مسند امام شافعی مین ابی
شریح کعبی سے روایت ہے عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ اَنْتُمْ يَا خُزَاعَةَ
قَدْ قَتَلْتُمْ هٰذَا الْقَتِيْلَ مِنْ هُذَيْلٍ وَاَنَا وَاللّٰهِ عَاقِلُهُ مَنْ قَتَلَ بَعْدَهُ قَتِيْلًا فَاَهْلُهُ
بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ اِنْ اَحَبُّوْا قَتَلُوْا وَاِنْ اَحَبُّوْا اَخَذُوْا الْعَقْلَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِاِسْنَادِهٖ
وَصَحَّحَ بِاَنَّهٗ لَيْسَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ وَقَالَ وَاَخْرَجَاهُ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
يَعْنِيْ بِمَعْنَاهُ يعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم اے خزاعہ (ایک قبیلہ کا نام ہے)
تحقیق قتل کیا ہے تمنے اس قتیل کو ہذیل سے اور قسم ہے اللہ کی مین دیت دینے والا ہون
اوس کی جو شخص بعد اس کے کسی کو قتل کرے پس ولی مقتول کو اختیار ہے اگر چاہین تو قتل
کر ڈالین یعنی قصاص لے لیوین اور اگر چاہین تو دیت لے لیوین **فائدہ** اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ مقتول کے ولیون کو دونون طرف کا اختیار ہے خواہ قصاص لے لیوین
اور خواہ دیت لے لیوین قاتل کی رضامندی کا کچھ اعتبار نہین اور نہ اوسکو اس باب مین
کچھہ دخل ہے وارث مقتول کا جو چاہے گا وہی ہوگا قاتل راضی ہو یا نہو اور دیت کو قبول
کرے یا نکرے اور لمعات مین لکھا ہے وَالْحَدِيْثُ ظَاهِرٌ فِيْ اَنَّ الْاِخْتِيَارَ لِاَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ
اِنْ شَاءُوْا اقْتَصُّوْا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوْا الدِّيَةَ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ انتہی
دوسری حدیث ترمذی مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا اُدْفِعَ اِلٰى اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنْ
شَاءُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوْا الدِّيَةَ الحدیث یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو شخص جانکر کسی کو قتل کرے تو وہ شخص مقتول کے والیون کے حوالے کیا جاوے پس اگر وہ
چاہین تو اوسکو قتل کرین اور اگر چاہین تو دیت لے لیوین آخر حدیث تک اس حدیث سے
بھی ثابت ہوا کہ وارثان مقتول کو اختیار ہے خواہ قتل کرین خواہ دیت لے لیوین رضامندی
قاتل کی یہان معتبر نہین ہے **تیسری حدیث** دارمی مین ابی شریح خزاعی رضی اللہ تعالی عنہ

گناہ نہین ہے **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین سہل بن سعد رضہ سے روایت ہے
اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَأْسَهٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ
بِهٖ فِي عَيْنَيْكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِيْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ یعنی تحقیق ایک مرد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی سوراخ سے جہانکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس مدرا تہی (مدرا ایک لکڑی ہوتی ہے کنگہی کی شکل پر اوس کے ساتھ بدن کو
کھجلاتے ہین) کہ آپ اوس کے ساتھ اپنے سر مبارک کو کھجلا رہے تہے پس آپنے فرمایا اگر مین
جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو مین اوسکو تیری دونون آنکہون چبہا دیتا سوا اسکے
نہین کہ گردانا گیا ہے اذن واسطے بچانے آنکہ کے **تیسری حدیث** ترمذی مین ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَشَفَ سِتْرًا
فَاَدْخَلَ بَصَرَهٗ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ يُّؤْذَنَ لَهٗ فَرَاٰى عَوْرَةَ اَهْلِهٖ فَقَدْ اَتٰى حَدًّا
لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّاْتِيَهٗ وَلَوْ اَنَّهٗ حِيْنَ اَدْخَلَ بَصَرَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ رَجُلٌ فَفَقَاَ عَيْنَهٗ
مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ الحدیث یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہولا پردہ
پس اپنی آنکہ کو گھر مین داخل کیا پہلے اس سے کہ اذن دیا جاوے واسطے اوس کے پس
اوس نے گہر والون کی عورت کو دیکہا پس تحقیق آیا وہ حد کو یعنی حد اوسپر واجب ہوگئی)
نہین حلال ہے واسطے اوس کے کہ آوے اوسکو اور جسوقت کہ اوسنے اپنی آنکہ کو گہر مین
داخل کیا اگر اسوقت کوئی مرد اوسکو آگے سے آتا اور اوسکی آنکہ کو نکالدیتا تو مین اوسپر
کچھ عیب نہین کرتا آخر حدیث تک **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کے
گہر مین بلا اذن نظر کرے اور گھر والا اوس کی آنکہ کو اندہا کر دیوے اور پھوڑ دیوے تو
اوس آنکہ پہوڑنے والے پر کچھ ضمان نہین ہے اور نہ اوسپر کوئی دیت وغیرہ واجب ہوتی
ہے اور نہ اوسمین کسی قسم کا گناہ ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا **بعضے** کہتے ہین
کہ یہہ حدیثین بطریق زجر کے وارد ہوئی ہین مگر یہہ محض خیال فاسد و وہم کاسد ہے
اسپر کوئی دلیل نہین ہے اگر ایسے ہی بے دلیل زجر پہ محمول کیا جاوے تو سب احکام

شعیب کا ہے اور جب کہ انکا مشہور ہونا ثابت ہو الواب اسّے زیادتی کتاب اللہ پر
بالاتفاق جائز ہوگی اور نیز حنفیہ بہت صورتون مین خبر واحد کے ساتھہ کتاب اللہ پر
زیادتی جائز رکھتے ہین کما سیاتی پہر ان صورتون مین اس قاعدہ کو کون اوٹھا لیگیا اور
نیز عموم کتاب اللہ کی تخصیص ساتھہ خبر واحد کے جائز ہے کئی وجہ سے جیسے کہ بیان اسکا
.... اوّل مین اوپر گذر چکا ہے پس خبر واحد کے ساتھ زیادت علی النص کو جائز نہ کہنا قطعی
باطل و خیال فاسد ہے مخالف ہے عقل اور نقل دونوکے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین
لکھا ہے وَيُجَابُ بِاَنَّ عَدَمَ الذِّكْرِ فِى الْاٰيَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ الذِّكْرِ مُطْلَقًا وَقَدْ ثَبَتَ الدِّيَةُ
فِي حَدِيْثِ الْبَابِ وَاَيْضًا تَقْدِيْرُ الْاٰيَةِ فَمَنِ اقْتَصَّ فَالْحُرُّ بِالْحُرِّ وَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ
شَيْءٌ فَالدِّيَةُ وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ تَفْسِيْرُ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمَذْكُوْرُ انتہی یعنی آیت مین دیت کا
ذکر نہونا اوسکے مطلق عدم پر دلالت نہین کرتا ہے اور نیز اصل آیت کا یہہ ہے پس جو قصاص
لیوے پس آزاد بدلے آزاد کے ہے اور جسکو معاف کیا گیا پس دیت واجب ہے اور اسی پر
دلالت کرتی ہے تفسیر ابن عباس رض کی انتہی **مسئلہ نود و پنجم** اور ایک مسئلہ
امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلَيْهِ الضَّمَانُ یعنی کہا امام ابو حنیفہ نے کہ اوسپر ضمان ہے مطلب
اس کا یہہ ہے کہ جو شخص بلا اذن کسی کے گہر مین نظر کرے اور گھر والا اوس نظر کرنیوالے
کی آنکھ کو کسی چیز کے ساتھہ اندہا کر دیوے اور اوس کی آنکھ کو نکالدیوے تو وہ آنکھ
نکالنے والا اوس کی آنکھ کا ضامن ہے یعنی اوس آنکھ نکالنے والے سے دیت لیجاویگی
یا کچھ اور اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین
حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
ہے اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ اَحَدٌ وَّلَمْ
تَاْذَنْ لَهٗ خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ یعنی تحقیق
اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص بغیر اذن کے تیرے
گہر مین جہانکے پس مارے تو اوسکو پتھر پس نکالدیوے تو آنکھ اوس کی کو تو تجھپر کچھ

اور ہڈی سے **تیسری حدیث** مسند امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور دارمی مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَھَبَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْغَائِطِ فَلْیَذْھَبْ مَعَہٗ بِثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ یَسْتَطِیْبُ بِھِنَّ فَاِنَّھَا تُجْزِیُٔ عَنْہُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تمسے پاخانہ کیطرف جاوے تو چاہیئے کہ اپنے ساتھ تین پتھر لیجاوے اونکے ساتھ استنجا کرے پس تحقیق وہ کفایت کرتے ہین **چوتھی حدیث** صحیح مسلم اور مسند امام احمد مین سلمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِکِیْنَ وَھُوَ یَسْتَھْزِیُٔ اِنِّیْ لَاَرٰی صَاحِبَکُمْ یُعَلِّمُکُمْ حَتَّی الْخِرَاءَۃَ قُلْتُ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ وَلَا نَسْتَنْجِیْ بِاَیْمَانِنَا وَلَا نَکْتَفِیْ بِدُوْنِ ثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ لَیْسَ فِیْھَا رَجِیْعٌ وَّلَا عَظْمٌ یعنی بعض مشرکون نے کہا اور حالانکہ ٹھٹھا کرتا تھا تحقیق مین دیکھتا ہون صاحب تمہارے کو (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) سکھلاتا ہے تمکو ہر کام یہانتک کہ پاخانہ بیٹھنا بھی مین نے کہا ہان حضرت نے حکم فرمایا ہے ہمکو یہ کہ نہ منہ کرین ہم طرف قبلہ کے یعنی پاخانہ کیوقت اور نہ استنجا کرین ہم ساتھہ داہنے ہاتھون اپنے کے اور حکم کیا ہے ہمکو یہ کہ نہ کافی سمجھے ہم کم تین پتھرون سے جنمین گوبر اور ہڈی نہو **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ مسنون ..... امر یہی ہے کہ تین پتھرون سے استنجا کرے تین سے کم نہو اسلئے کہ حضرت نے تین پتھرون کے ساتھ استنجا کرنیکا حکم فرمایا ہے پس اگر یہ امر وجوب پر دلالت نکرے تو نہ کم ہوگا سنت سے پس ان حدیثون مین صریح تین ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنے کا حکم موجود ہے پس ثابت ہوا کہ تین پتھرون کے ساتھہ استنجا کرنا سنت ..... ہے اور **فتح الباری** مین کہا ہے وَاَخَذَ بِھٰذَا الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَاشْتَرَطُوْا اَنْ لَّا یَنْقُصَ مِنَ الثَّلٰثِ مَعَ مُرَاعَاتِ الْاِنْقَاءِ قَالَ الْخَطَّابِیُّ لَوْ کَانَ الْقَصْدُ الْاِنْقَاءَ فَقَطْ لَخَلَا اشْتِرَاطُ الْعَدَدِ عَنِ الْفَائِدَۃِ فَلَمَّا اشْتُرِطَ الْعَدَدُ لَفْظًا وَعُلِمَ الْاِنْقَاءُ فِیْہِ مَعْنًی دَلَّ عَلٰی اِیْجَابِ الْاَمْرَیْنِ یعنی امام شافعی اور احمد اور اہلحدیث نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس حدیث کے کہ استنجا مین ڈھیلے تین سے کم نہون اور خطابی نے کہا کہ اگر فقط صاف کرنا ہی مقصود ہوتا تو عدد کی

یہ چاروں حدیثیں صحیح ہیں ان سے ثابت ہوا کہ ... استنجا ... کم ... تین پتھرون سے ... [illegible]

شرع سے امن اوٹھ جاویگا جس حدیث کا کچھ جواب نہ آیا اوسکو زجر پر محمول کر دیا پھر
احکام شرع کے اثبات کی کیا صورت ہے اسطے تو صد ہا احکام برباد ہو جاوینگے حالانکہ
اثبات ضمان مین کوئی حدیث صحیح بلکہ ضعیف بھی وارد نہین ہوئی محض رائی اور مجرد
خیال ہے پھر محض رائے سے ضمان ثابت کیجاوے اور ان حدیثون سے ضمان ساقط نکی
جاوے یہ کیسا اندھیر ہے پھر اس اندھیر کا کیا جواب ہے اور جب کہ خود حدیث مین صاف موجود
ہے مَاکَانَ عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ یعنی تجھپر آنکھ نکالدینے مین کچھ گناہ نہین اور آپ نے خود
فرمایا کہ اگر مین جانتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتا پھر آنکھ کی ضمانت کہان سے ثابت ہوگی مسئلہ

نود و ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ
مین لکھا ہے وَلَیْسَ فِیْہِ عَدَدٌ مَسْنُوْنٌ[عہ] یعنی استنجا کرنے مین کوئی عدد مسنون نہین ہے
یعنے پاخانہ کے بعد جتنے ڈھیلون کے ساتھ چاہے استنجا کرلیوے اسمین کوئی عدد خاص مثلاً
تین یا پانچ وغیرہ سنت نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ
مخالف ہے ان چہار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین سلمان رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے قَالَ نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ لِغَائِطٍ
اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِیَ بِالْیَمِیْنِ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ
بِرَجِیْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ یعنی منع فرمایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کرنے
سے پاخانہ یا بول کے وقت اور یہ کہ استنجا کرین ہم ساتھ داہنے ہاتھ کے اور یہ کہ استنجا کرین ساتھ
کم کے تین پتھرون سے اور یہ کہ استنجا کرین ہم ساتھ گوبر اور ہڈی کے **دوسری حدیث**
ابن ماجہ اور دارمی مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ اُعَلِّمُکُمْ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ
فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَاَمَرَ بِثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ وَنَھٰی عَنِ الرَّوْثِ
وَالرِّمَّۃِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہین مین واسطے تمہارے
مثل والد کی ہون واسطے اولاد اپنی کے سکھلاتا ہون تمکو کہ جب تم پاخانہ جاؤ تو
قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو اور حکم فرمایا ساتھ تین پتھرون کے اور منع فرمایا گوبر

[عہ] عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی [illegible] کے صفحہ ۴۲ باب [illegible]

ابہی گذر چکی ہے **تیسری حدیث** ترمذی اور نسائی مین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام
فانہا زاد اخوانکم من الجن یعنی اُسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا نکرو پس تحقیق وہ توشہ اور طعام ہے تمہارے بہائی جنون کا
چوتھی حدیث ابوداؤد مین رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رویفع لعل الحیوۃ ستطول بک بعدی فاخبر
الناس ان من عقد لحیتہ او تقلد وترا او استنجی برجیع دابۃ او عظم
فان محمدا بری منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو فرمایا کہ اے رویفع امید ہے
کہ تیری عمر میرے بعد لمبی ہوگی پس لوگون کو خبر دیدی کہ جو اپنی داڑہی کو گرہ کرے یا تانت
کو گلے مین ڈالے یا گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے
بیزار ہے **پانچوین حدیث** ابوداؤد مین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے
قال لما قدم وفد الجن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ امتک ان یستنجوا بعظم او روثۃ او حممۃ فان اللہ جعل لنا فیہا رزقا فنہانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک یعنی اوس نے کہا کہ جب جنون کے ایلچی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے تو اونہون نے کہا یا رسول اللہ اپنی امت کو آپ منع کردو اس سے
کہ استنجا کرین ساتھ ہڈی کے یا گوبر کے یا کوئلے کے پس تحقیق اللہ تعالی نے اُس مین ہمارا رزق
گردانا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے منع کردیا **چھٹوین حدیث** دارقطنی
مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان
یستنجی بروث او عظم وقال انہما لا یطہران قال فی فتح الباری وفی ہذا رد
علی من زعم ان الاستنجاء بہما یجزئ وان کان منہیا عنہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہہ پاک نہین ہین اور پاک
نہین کرتے ہین اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین رد ہے اوس شخص پر
جو کہتا ہے کہ انکے ساتھ استنجا کرنا کفایت کرتا ہے اگرچہ اس سے منع کیا گیا ہے فائدہ

قید کا کوئی فائدہ نہ تھا اور جب کہ عدد کی شرط لگائی گئی لفظ مین اور اوسّے اتقا معنے
معلوم ہوا تو اس حدیث نے دونون امرون کے واجب ہونے پر دلالت کی آور باوجود
ان صریح حدیثون کے جو استنجا مین تین پتہرون کی عدد مسنون......... ہونے پر دلالت
کرتے ہین پہر بہی اگر کوئی حنفی اسکی عدد مسنون ہونے سے انکار کرے تو پہر معلوم
نہین کہ عدد مسنون کس جانور کا نام ہے اور نیز ممکن نہین کہ پہر تمام احکام شرع مین سے کوئی
امر مسنون ثابت کرسکے اور اونکے ثابت کرنے کی کوئی صورت نہین ہے **تنبیہ** جو
ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین جو ابوداؤد وغیرہ مین
ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ
وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ الحدیث یعنی جو شخص ڈہیلا لیوے پس چاہئے کہ طاق لیوے جس نے
یہ کام کیا پس تحقیق اُس نے اچہا کیا اور جس نے نکیا پس کوئی حرج نہین آخر حدیث تک سو
جواب اسکا یہہ ہے کہ نفی حرج سے تین پتہرون کا نہ مسنون ہونا ثابت نہین ہوتا اسلئے
کہ مسنون اور مستحب امر کا یہی شان ہے کہ اگر کیا تو ثواب ہے ورنہ کچہ گناہ نہین پس نفی
حرج سے تین پتہرون کے مسنون نہونا ثابت نہین ہوتا ہے چنانچہ فتح الباری کے
عبارت سے یہی ثابت ہوتا ہے وَيُسْتَحَبُّ حِينَئِذٍ الْإِيتَارُ لِقَوْلِهِ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ وَ
لَيْسَ بِوَاجِبٍ لِزِيَادَةٍ فِي أَبِي دَاوُدَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ اب اسّے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ نفی حرج استحباب کے منافی نہین ہے آور نیز فتح الباری مین اس حدیث کو اُسپر
محمول کیا ہے جو تین کے بعد ڈہیلے زیادہ کئے جاوین پس ہمارے بحث سے خارج ہوگا وَبِهٰذَا
يَحْصُلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَاتِ **مسئلہ نود و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام
اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَوْ فَعَلَ
يُجْزِئُهُ لِحُصُولِ الْمَقْصُودِ یعنی اگر ہڈی اور گوبر کے ساتہ استنجا کر لیوے تو کافی ہے
واسطے حاصل ہونے مقصود کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہے ان چہہ حدیثون کے **پہلی حدیث** سلمان رضی اللہ تعالی عنہ کی جو مسئلہ
نود و ششم مین مذکور ہوچکی ہے **دوسری حدیث** ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی جو اوپر

تھے اور دوسری رکعت مین سورۂ ہل اتی علی الانسان پڑہتے تھے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْعِیْدَیْنِ وَفِی الْجُمُعَۃِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَ بِھِمَا فِی الصَّلٰوتَیْنِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز مین سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اور سورۂ ہل اتیک حدیث الغاشیۃ پڑہا کرتے تھے اور جب کہ عید اور جمعہ ایک دن مین جمع ہوتے تو دونون نمازون مین وہی سورتین پڑہتے **تیسری حدیث** شرح سنہ اور ابن ماجہ مین جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات مغرب کی نماز مین قل یاایہا الکفرون اور قل ہو اللہ احد پڑہا کرتے تھے **چوتھی حدیث** صحیح بخاری مین ہے کہ ایک شخص مسجد قبا مین جماعت کرایا کرتا تھا اور جب کوئی سورت نماز مین شروع کرتا تہا تو اوس کے اول قل ہو اللہ احد پڑہ لیا کرتا تھا جب اوسے فارغ ہوتا تو سورت شروع کرتا اور ہمیشہ ہر رکعت مین ایسا ہی کیا کرتا تو اوس کے مقتدیون نے کہا کہ تو ہمیشہ اسی سورۃ کے ساتھ قرات کو شروع کرتا ہے پھر اسکے ساتھ دوسری سورت بہی ملا دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو اوسکو کافی نہین سمجہتا ہے پس یا تو فقط اوسی کو پڑہا کر یا اوسکو چھوڑ دے اور دوسری کسی سورت کو پڑہا کر اوس نے کہا کہ مین تو اوسکو کبہی چھوڑنیوالا نہین ہون خواہ تم مجکو امام بناؤ پس لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر دی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے مقتدیون کا کہنا کیون نہین مانتا ہے اور اس سورۂ خاص کو کیون لازم کر رکہا ہے اوسنے عرض کی کہ مین اس سورت کو دوست رکہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکی محبت تجہکو بہشت مین داخل کریگی **فائدہ** کا ان حدیثون سے ثابت ہوگیا کہ کسی سورۃ خاص کو کسی خاص نماز کیواسطے مقرر کر رکہنا جائز ہے بلکہ فجر جمعہ و نماز جمعہ وغیرہ بعض نمازون

ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ ہڈی اور گوبر اور کوئلے کے ساتھہ استنجا کرنا جائز نہین ہے اوسکے
سخت ممانعت ہے اسلیے کہ یہ مسلمان جنون کا طعام ہے پس جو شخص گوبر اور ہڈی کے ساتھہ
استنجا کریگا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے بری ہین یعنی یہ شخص حضرت کی امت
مین سے نہین ہے پس معلوم ہوا کہ اوسکے ساتھہ استنجا کرنا کافی نہین ہے اگر کافی ہوتا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے منع نکرتے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے [له]
فِيهِ النَّهْيُ عَنِ الاِسْتِنْجَاءِ بِالنَّجَاسَاتِ وَنَبَّهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّجِيعِ هُوَ الرَّوْثُ
وَاَمَّا العَظْمُ فَلِكَوْنِهِ طَعَامًا لِلْجِنِّ فَنَبَّهَ عَلٰى جَمِيعِ الْمَطْعُومَاتِ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْمَائِعِ وَالْجَامِدِ
فَاِنِ اسْتَنْجٰى بِنَجِسٍ لَمْ يَصِحَّ اسْتِنْجَاءُهُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الاِسْتِنْجَاءُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْمَاءِ
وَلَا يُجْزِئُهُ الْحَجَرُ لِاَنَّ الْمَوْضِعَ صَارَ نَجِسًا بِنَجَاسَةٍ اَجْنَبِيَّةٍ وَلَوِ اسْتَنْجٰى بِمَطْعُومٍ فَالْاَصَحُّ
اَنَّهُ لَا يَصِحُّ اسْتِنْجَاءُهُ وَلٰكِنْ يُجْزِئُهُ الْحَجَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ یعنی اس حدیث مین منع ہے استنجا کرنا
ساتھہ نجاستون کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ رجیع نجاست کے جنس پر تنبیہ کر دی ہے اسلیے
کہ وہ گوبر ہے اور لیکن ہڈی پر واسطے ہونے اوسکے طعام جنون کا پس تنبیہ کر دی اوپر تمام
کھانے کی چیزون کے اور نہین فرق ہے درمیان اسکے کہ رقیق ہو یا جمے ہوئی ہو پس اگر
نجاست کے ساتھہ استنجا کیا تو صحیح نہین ہوگا بلکہ بعد اوس کے پانی کے ساتھہ استنجا کرنا واجب
ہوگا اور پتھر کفایت نہین کریگا اس لیے کہ جگہہ نجاست اجنبی کی ساتھہ ناپاک ہوگئی ہے اور اگر
کھانے کے چیز کے ساتھہ استنجا کیا تو استنجا صحیح نہین ہوگا ولیکن بعد اوس کے پتھر کفایت
کریگا **مسئلہ نود و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے ویکرہ [عه]
اَنْ يُوَقِّتَ بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ یعنی کسی خاص نماز کے واسطے کوئی
سورت قرآن کی خاصکر مقرر کر رکھنی کروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا
یہ مسئلہ مخالف ہے ان چہار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز مین پہلی رکعت مین الم تنزیل پڑھتے

له عبارت صحیح مسلم جلد اول کی صفحہ ۱۳۱ مین ہے ۱۲

عه عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی جلد اول کے صفحہ ۶۴ مین ہے ۱۲

اپنے سر کو اوٹھایا پس مینے رب سے اپنی امت کا سوال کیا پس خدا نے تیسرا حصہ میری
امت کا بخشدیا پس سجدہ مین گر پڑا مین واسطے شکر کرنے رب اپنے کے پہر مین نے اپنے
سر کو سجدہ سے اوٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کا سوال کیا پس خدا نے میری
امت کا تیسرا حصہ باقی بھی بخشدیا پس مین سجدہ مین گر پڑا واسطے شکر کرنے اپنے رب کے
فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ سجدہ شکر کا کرنا سنت ہے اور جب کوئی
نعمت عظیمہ ہاتھ آوے تو اُسوقت سجدہ شکر کا سنت ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی
اور امام احمد اور امام محمد وغیرہ علما کا **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ
کہتے ہین کہ مراد سجدہ سے ان حدیثون مین نماز ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل
ظاہر ان حدیثون کے سراسر برخلاف ہے ان حدیثون مین فقط اتنا ہی ذکر ہے کہ آپ
سجدہ مین گر پڑے قیام اور قرات اور رکوع اور تشہد وغیرہ ارکان اور اذکار نماز کا
انمین کہین کچھ بھی پتہ نہین ہے پس یہ تاویل قطعًا باطل اور مردود ہے خاصکر سعد بن
ابی وقاص کی حدیث تو اس تاویل کے باطل کرنے مین ایسی صریح ہے کہ جسمین کسی قسم کا
ذرا شک باقی نہین اسلیے کہ اسصورت کا نماز ہونا کسیطرح سے ممکن نہین ہے اور نہ کسی
اہل شعور کو یہ طاقت ہے کہ اسصورت کو نماز کہہ سکے تین مرتبہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا اور
تین مرتبہ سجدہ مین گر پڑنا اور پہر حضرت کا یہ فرمانا کہ مینے تین مرتبہ اپنی امت کے واسطے
دعا کی تھی سو اللہ تعالی نے میری امت کو بخشدیا یہ کس مذہب کی نماز ہے اور اس صورت کا
نماز ہونا کیسے ممکن ہے اور سجدہ مین پڑکر اپنی امت کے واسطے دعا مانگنی یہ بھی کسی مذہب
مین نماز ہو سکتی ہے اور اسکو کوئی انسان نماز کہہ سکتا ہے کلا واللہ پس ثابت ہوا کہ یہہ
تاویل قطعًا باطل اور یقینًا فاسد ہے اور **بعضے حنفی** یہ کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہے گر یہہ
دعوی نسخ باطل ہے ساتھہ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہو چکین ہین خاصکر
یہان تو کہین ناسخ کا بھی کچھ پتہ نہین محض رائے ناقص کو ناسخ ٹھہراتے ہین اور **بعضے حنفی**
یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی نعمتین بے حد اور بیشمار ہین اور بندہ اونکے شکر ادا کرنے سے عاجز ہے
پس سجدہ شکر کا حکم کرنا تکلیف مالا یطاق ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ بھی محض خیال

مین الم تنزیل وہل اتی علی الانسان وغیرہ سورتین مقرر کر رکہنی سنت ہین مکروہ نہین ہے
مسئلہ نود و نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح
مشکوٰۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِكٍ لَیْسَ بِسُنَّۃٍ بَلْ
ھِیَ مَکْرُوْھَۃٌ یعنی سجدہ شکر کا امام اعظم اور مالک کے نزدیک سنت نہین مکروہ ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے پہلی حدیث ابو داؤد
اور ترمذی مین ابی بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَہٗ اَمْرٌ سُرُوْرًا اَوْ یُسَرُّ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ایسا کام آتا جس سے خوش ہوتی تو سجدہ مین
گر پڑتے واسطے شکر کرنے اللہ تعالی کے دوسری حدیث دارقطنی اور شرح سنہ
مین ابی جعفر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی
رَجُلًا مِّنَ النُّغَاشِیِّیْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو
نہایت پست قد دیکہا پس آپ سجدہ مین گر پڑی تیسری حدیث مسند امام احمد
اور ابو داؤد مین سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ
رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ
فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ
لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ
فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِی الثُّلُثَ الْاٰخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُکْرًا یعنی انہون نے
کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ مکہ سے مدینہ کو ارادہ کرتے ہوئے نکلے پس جب ہم
عزورا (ایک پہاڑی کا نام ہے حرمین کے راہ مین) کے قریب پہونچے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اترے پہر آپنے دونون ہاتہون کو ایک ساعت اٹہایا پہر سجدہ مین گر پڑی فرمایا
مینے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنے امت کے واسطے شفاعت کی پس اللہ تعالی نے تہائی
حصہ میری امت کا بخشدیا پس سجدہ مین گر پڑا مین واسطے شکر کرنے رب اپنے کے پہر مینے

واحمد والشافعی انتہی ملخصا تنبیل ۱۲

تغیب الشمس الحدیث یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملون کی طرف لکھہ بھیجا کہ
تحقیق زیادہ تر لائق کوشش کی تمہارے کامون سے میرے نزدیک نماز ہے جسنے اُسکو
نگاہ رکہا اور اُسپر حفاظت کی اُسنے اپنے دین کو محفوظ رکہا اور جسنے اوسکو ضایع کیا پس
وہ اور کامون کو زیادہ تر ضایع کرنیوالا ہے پہر لکہا کہ ظہر کی نماز اُسوقت پڑہو جب سایہ
بقدر ایک گز کے ہو یہانتک کہ تمہارے ایک کا سایہ مثل اوسکی ہو جاوے اور پڑہو عصر
کو اور حالانکہ آفتاب بلند سفید صاف ہو مقدار اوسکی کہ سوار فرسخ یا تین فرسخ آفتاب
غروب ہونے سے پہلے چل سکے آخر حدیث تک تیسری حدیث بخاری اور مسلم مین سیار
بن سلامہ سے روایت ہے قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ
كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ
الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا
اِلٰى رَحْلِهٖ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ یعنی مین اور میرا باپ ابی برزہ اسلمی پہ داخل ہوئے پس
میرے باپنے اُسکو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرضون کی نماز کسطرح پڑہتے تھے پس
اُسنے کہا کہ تھے نماز پڑہتے سخت گرمی کی جسکو تم اُولی بولتے ہو جب کہ آفتاب ڈہل جاتا
اور عصر کی نماز پڑہتے پہر ایک ہمارا اپنے گہر کی طرف لوٹ جاتا پرلی طرف مدینہ کے اور
حالانکہ آفتاب زندہ ہوتا اور کہا ابو داؤد نے خیثمہ سے قَالَ حَيَاتُهَا اَنْ تَجِدَ حَرَّهَا
یعنی زندہ ہونا اُسکا یہ ہے کہ اوسکے گرمی معلوم ہووے اور فتح الباری مین لکہا ہے قوله والشمس
حَيَّةٌ اَيْ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَالَ ابْنُ الْمُنِيْرِ الْمُرَادُ بِحَيَاتِهَا قُوَّةُ اَثَرِهَا حَرَارَةً وَلَوْنًا وَ
شُعَاعًا وَاِنَارَةً وَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ بَعْدَ مَصِيْرِ الظِّلِّ مِثْلَ الشَّيْءِ یعنی ابن منیر نے
کہا کہ مراد ساتھ حیات اُسکے کے قوت اثر اوسکی کی ہے از روے گرمی کے اور رنگ کے
اور شعاع کے اور روشنی کے اور یہ نہین ہوتی ہے بعد ہونے سایہ ہر چیز کے مثل
اوسکی چوتھی حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ
فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِيْ

فاسد اور وہم کاسد ہے اسلئے کہ اول ہم بطور معارضہ کے کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کرو تو تمہارے واسطے ہم نعمتین زیادہ کردینگے
اور دوسری جگہہ فرمایا وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ یعنی اللہ کے واسطے شکر کرو اور بقول تمہارے اللہ تعالی
کی نعمتین بیحد اور بیشمار ہین اور بندہ اونکے شکر ادا کرنے سے عاجز ہے پس شکر کا حکم فرمانا
تکلیف مالایطاق ہے پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے بندونکو تکلیف مالایطاق دی ہے
نعوذ باللہ من ذلک فما ہو جوابکم فہو جوابنا **دوم** یہ کہ مراد اوسے ہر نعمت نہین ہے بلکہ مراد
اوس سے نعمتین عظیمہ ہین جیسے کہ شیخ نے لمعات مین لکھا ہے وَلَكِنَّ الْعَمَلِيِّيْنَ بِهَا يُرِيدُونَ
النِّعَمَ الْعَظِيمَةَ انتہی یعنی لیکن سجدہ شکر کے ساتھ عمل کرنیوالی نعمتین عظیمہ مراد رکھتے
ہین ہر نعمت اونکی مراد نہین ہے **مسئلہ صدم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف
حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَآخِرُ وَقْتِهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ
إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ سِوَى فَيْءِ الزَّوَالِ یعنی آخر وقت ظہر کا نزدیک
ابی حنیفہ کے تب ہوتا ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا اوس کی دو مثل ہو جاوے سوا سایہ اصلی
کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان گیارہ حدیثون
کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ
الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ الحدیث یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ظہر کا جب آفتاب ڈھل جاوے اور سایہ مرد کا اوسکی
لنبائی کے برابر ہو جاوے جب تک کہ عصر نہ آوے اور وقت عصر کا جب تک کہ آفتاب زرد
نہ ہو جاوے آخر حدیث تک **دوسری حدیث** موطا امام مالک مین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنَّ أَهَمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ مَنْ
حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ
أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ
وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ

دونون قرنون مین ہوتا ہے تو کھڑا ہوتا ہے پس چار ٹھونگے لگاتا ہے نہین یاد کرتا اسمین اللہ کو مگر تھوڑا **چھٹوین حدیث** صحیح مسلم مین ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے یَقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهٖ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَهٗ یعنی اوسنے کہا کہ ہمنے عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم نکلے اور انس بن مالک پر داخل ہوئے پس ہمنے اونکو عصر پڑھتے پایا مینے اے چچا یہ کونسی نماز ہے جو تمنے پڑھی ہے اوسنے کہا کہ یہ عصر کی نماز ہے اور یہہ وہ نماز ہے جسکو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ صَرِيْحَانِ فِي التَّبْكِيْرِ لِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا وَاَنَّ وَقْتَهَا يَدْخُلُ بِمَصِيْرِ ظِلِّ الشَّيْءِ مِثْلَهٗ وَلِهٰذَا كَانَ الْاٰخَرُوْنَ يُؤَخِّرُوْنَ الظُّهْرَ اِلٰى ذٰلِكَ الْوَقْتِ یعنی یہ دونون حدیثین صریح ہین جلدی کرنے مین ساتھ نماز عصر کے اول وقت مین اور تحقیق اول وقت اوسکا داخل ہوجاتا ہے ساتھ ہونے سایہ ہر چیز کے مثل اوس کی اسی واسطے دوسرے لوگ ظہر کو اسوقت تک تاخیر کرتے تھے **ساتوین حدیث** صحیح مسلم مین رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے يَقُوْلُ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ یعنی اوسنے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اونٹ ذبح کیا جاتا پھر دس حصون پر تقسیم کیا جاتا پھر ہم اوسکو پکاتے پھر ہم کہاتے گوشت پکا ہوا آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا تَصْرِيْحٌ بِالْمُبَالَغَةِ فِي التَّبْكِيْرِ بِالْعَصْرِ یعنی اس حدیث مین تصریح ہے ساتھ نہایت جلدی کرنے کے نماز عصر مین انتہے اور نیز امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ وَمَا بَعْدَهَا دَلِيْلٌ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ

مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلَى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑہتے
تہے اور حالانکہ آفتاب بلند روشن ہوتا پس جانیوالا گاؤن کے طرف جاتا پس اون کے
پاس آتا اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا اور بعضے گاؤن مدینہ سے چار میل پر ہین اور مثل اسکے
اور ایک روایت مین ہے ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلٰى قُبَاءٍ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ
یعنی پہر عصر پڑہکر نکلتا انسان طرف بنی عمرو بن عوف کے پس اونکو عصر پڑہتے ہوئے
پاتا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَالْمُرَادُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ وَ
مَا بَعْدَهَا الْمُبَادَرَةُ لِصَلٰوةِ الْعَصْرِ اَوَّلَ وَقْتِهَا لِاَنَّهٗ لَا يُمْكِنُ اَنْ يَّذْهَبَ بَعْدَ
صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِيْلَيْنِ وَثَلٰثَةً وَالشَّمْسُ بَعْدُ لَمْ تَتَغَيَّرْ بِصُفْرَةٍ وَّنَحْوِهَا اِلَّا اِذَا
صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ الشَّيْءِ مِثْلَهٗ یعنی مراد ساتہہ ان حدیثون اور مابعد کے
جلدی کرنا ہے واسطے نماز عصر کے اول وقت مین اس لئے کہ نہین ممکن ہے جانا
بعد نماز عصر کے دو میل اور تین میل اور آفتاب نہ متغیر ہووے ساتہہ زردی وغیرہ
کے مگر جب کہ عصر کی نماز ایک مثل کے بعد پڑہی جاوے **پانچوین حدیث** صحیح مسلم مین
علاء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْ دَارِهٖ بِالْبَصْرَةِ
حِيْنَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهٗ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ اَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ
فَقُلْنَا لَهٗ اِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا
انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ
يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَهَا اَرْبَعًا
لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا یعنی وہ انس بن مالک پر داخل ہوا بصرہ مین اوسکے گہر مین
جب کہ وہ ظہر سے پہرا اور اوسکا گہر مسجد کے پہلو مین تہا سو جب ہم اوسپر داخل ہوئے
تو کہا کیا تمنے عصر کی نماز پڑہی ہے پس ہمنے کہا کہ ہم تو ابہی اسی ساعت مین ظہر کی نماز
پڑہکر پہرے ہین کہا پس عصر کی نماز پڑہ لو پس ہم کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی پس جب ہم
نماز سے فارغ ہوئے اوسنے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تہے یہ
نماز منافق کی ہے بیٹہکر آفتاب کی انتظاری کرتا رہتا ہے یہانتک کہ جب شیطان کے

حالانکہ آفتاب میرے حجرے میں چڑہنے والا تہا ابہی تک سایہ بلند نہیں ہوتا تھا

فائدہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکہا ہے مَعْنَاہُ کُلِّہِ التَّبْکِیْرُ بِالْعَصْرِ فِیْ أَوَّلِ وَقْتِہَا وَھُوَ حِیْنَ یَصِیْرُ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ وَکَانَتِ الْحُجْرَۃُ ضَیِّقَۃَ الْعَرْصَۃِ قَصِیْرَۃَ الْجِدَارِ بِحَیْثُ یَکُوْنُ طُوْلُ جِدَارِھَا أَقَلَّ مِنْ مَسَاحَۃِ الْعَرْصَۃِ بِشَیْءٍ یَسِیْرٍ فَاِذَا صَارَ ظِلُّ الْجِدَارِ مِثْلَہٗ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ وَتَکُوْنُ الشَّمْسُ بَعْدُ فِیْ أَوَاخِرِ الْعَرْصَۃِ لَمْ یَرْتَفِعِ الْفَیْءُ فِی الْجِدَارِ الشَّرْقِیِّ وَکُلُّ الرِّوَایَاتِ مَحْمُوْلَۃٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ یعنی معنے ان کل حدیثوں کا جلدی کرنا ہے ساتہ عصر کے اول وقت میں اور وہ جب کہ سایہ ہر چیز کا اوس کی مثل ہو جاوے اور حجرہ کا میدان بہت تنگ تہا اور دیوارین چہوٹی تہین سا تہہ اسطور سے کہ دیوارون کا طول میدانکے اندازہ سے کچہہ کم تہا پس جب کہ سایہ دیوار کا اوس کی مثل ہو جاتا تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا اور ابہی آفتاب میدان حجرہ کے اخیر میں ہوتا ابہی تک شرقی دیوار کے اوپر سایہ بلند نہوتا اور سب روایات اسی پر محمول ہین اور ساتہہ اللہ کے ہے توفیق اور فتح الباری مین لکہا ہے وَشَذَّ الطَّحَاوِیُّ فَقَالَ لَا دَلَالَۃَ فِیْہِ عَلَی التَّعْجِیْلِ لِاحْتِمَالِ أَنَّ الْحُجْرَۃَ کَانَتْ قَصِیْرَۃَ الْجِدَارِ فَلَمْ تَکُنِ الشَّمْسُ تَحْتَجِبُ عَنْہَا إِلَّا بِقُرْبِ غُرُوْبِہَا فَیَدُلُّ عَلَی التَّاخِیْرِ لَا عَلَی التَّعْجِیْلِ وَتُعُقِّبَ بِأَنَّ الَّذِیْ ذَکَرَہٗ مِنَ الْاِحْتِمَالِ إِنَّمَا یُتَصَوَّرُ مَعَ اتِّسَاعِ الْحُجْرَۃِ وَقَدْ عُرِفَ بِالْاِسْتِفَاضَۃِ وَالْمُشَاھَدَۃِ أَنَّ حُجَرَ أَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ مُتَّسِعَۃً وَلَا یَکُوْنُ ضَوْءُ الشَّمْسِ بَاقِیًا فِیْ قَعْرِ الْحُجْرَۃِ الصَّغِیْرَۃِ إِلَّا وَالشَّمْسُ قَائِمَۃٌ مُرْتَفِعَۃٌ وَإِلَّا فَمَتٰی مَالَتْ جِدًّا ارْتَفَعَ ضَوْءُھَا عَنْ قَعْرِ الْحُجْرَۃِ وَلَوْ کَانَتِ الْجُدُرُ قَصِیْرَۃً قَالَ النَّوَوِیُّ کَانَتِ الْحُجْرَۃُ ضَیِّقَۃَ الْعَرْصَۃِ الخ یعنی خلاف کیا ہے طحاوی نے پس اُسنے کہا ہے کہ اس حدیث مین عصر کی جلدی پڑہنے پر دلیل نہیں ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ حجرہ کی دیوارین چہوٹی تہین پس آفتاب اوسی پوشیدہ نہیں ہوتا تھا مگر جب کہ غروب کے قریب ہوتا پس تاخیر پر دلالت کریگا نہ جلدی پہ اور جواب اُسکا یہہ ہے کہ یہ احتمال جب متصور ہو سکتا ہے جبکہ حجرہ فراخ ہو اور حالانکہ

ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیء مثلہ وقال ابوحنیفۃ لا یدخل حتی
یصیر ظل الشیء مثلیہ وھذہ الاحادیث حجۃ للجماعۃ علیہ مع حدیث ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی بیان المواقیت وحدیث جابر وغیر ذلک یعنی ان حدیثون مین
اور جو اونکے بعد مین دلیل ہے واسطے مذہب امام مالک اور امام شافعی اور احمد اور جمہور علما
کے اس بات پر کہ تحقیق وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے جب کہ ہر چیز کا سایہ اوس کی ایک
مثل ہو جاوے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ نہین داخل ہوتا وقت عصر کا یہانتک کہ سایہ ہر چیز کا
اُس کی دو مثل ہو جاوے اور یہ حدیثین حجت ہین واسطے جماعت کے ابو حنیفہ پر باوجود حدیث
ابن عباس کے وقتون کے بیان مین اور حدیث جابر وغیرہ کے آٹھوین حدیث [۵۱] صحیح
بخاری اور مسلم مین محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے قال سألنا
جابر بن عبد اللہ عن صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصلی الظہر
بالہاجرۃ والعصر والشمس حیۃ الحدیث یعنی اُسنے کہا کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا سوال کیا پس اُسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اول وقت
سخت گرمی مین پڑھتے تھے اور عصر کو جب کہ آفتاب گرم اور روشن ہوتا نانوین حدیث [۵۲]
صحیح بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لا یجدوا الا
ان یستہموا علیہ لاستہموا ولو یعلمون ما فی التہجیر لاستبقوا الیہ الحدیث یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے جو ندا اور صف اول مین کیا ثواب ہے
پھر نہ پاتے اوسکو ساتہہ قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالتے اور اگر لوگ جانتے اول وقت نماز کا ثواب
ہے تو البتہ جاری کرتے طرف اوسکی دسوین حدیث [۵۳] صحیح بخاری مین عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس
لم تخرج من حجرتہا وفی روایۃ یصلی العصر والشمس طالعۃ فی حجرتی لم یفیٔ
الفیٔ بعد یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ آفتاب میرے حجرے
سے خارج نہین ہوتا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور

۵۱ یہ حدیث مشکوٰۃ سے باب تعجیل الصلوٰۃ متفق علیہ

۵۲ یہ حدیث مشکوٰۃ سے ہے وصال الصلوٰۃ متفق علیہ

ایک مثل کے عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اس لئے کہ عصر کی نماز پڑھکر چار میل کا مقدار چلے جانا اور پہر بھی آفتاب کا گرم اور روشن رہنا اور بعد عصر کے اونٹ کو ذبح کر کے تقسیم کرنا اور پہر پکا کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اُسکو کہالینا اور آفتاب کا بعد عصر کے حجرہ کے اندر داخل رہنا وغیرہ سب صورتیں اوسیوقت متصور ہو سکتے ہیں جبکہ عصر کا وقت بعد ایک مثل کے شروع ہو جاوے اور اگر عصر کی نماز کو بعد دو مثل کے پڑہا جاوے تو بعد اوس کے یہہ سب صورتیں متصور نہیں ہو سکتی ہیں اور چار میل چلنا اور پھر بھی آفتاب کا روشن رہنا اور اونٹ کو ذبح کر کے پکا کر پہلے غروب سے کہالینا وغیرہ صورتیں ممکن نہیں ہیں

تنبیہ بعضے کہتے ہیں کہ ظہر اور عصر کے درمیان چہار رکعت کا وقت مشترک ہے اور وہ اپنی سند یہ حدیث جبریل علیہ السلام کے لاتے ہیں صَلّٰی بِیَ الظُّهْرَ فِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ یعنی حضرت نے فرمایا کہ جبریل نے مجکو دوسرے دن ظہر کی نماز اُسوقت پڑہائی جب کہ سایہ ہر چیز کا مثل اُس کی ہو گیا اور پہلے دن میں عصر کی نماز مجکو اُسوقت پڑہائی جبکہ سایہ ہر چیز کا مثل اُس کی ہو گیا سو **جواب** اس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکہا ہے وَاَجَابُوْا عَنْ حَدِیْثِ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِاَنَّ مَعْنَاهُ فَرَغَ مِنَ الظُّهْرِ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ وَشَرَعَ فِی الْعَصْرِ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ فَلَا اشْتِرَاکَ بَیْنَهُمَا فَهٰذَا التَّاْوِیْلُ مُتَعَیِّنٌ لِلْجَمْعِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ وَاَنَّهٗ اِذَا حُمِلَ عَلَی الْاِشْتِرَاکِ یَکُوْنُ اٰخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ مَجْهُوْلًا لِاَنَّهٗ اِذَا ابْتَدَاَهَا حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ لَمْ یُعْلَمْ مَتٰی فَرَغَ مِنْهَا وَحِیْنَئِذٍ یَکُوْنُ اٰخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ مَجْهُوْلًا وَلَا یَحْصُلُ بَیَانُ حُدُوْدِ الْاَوْقَاتِ وَاِذَا حُمِلَ عَلٰی مَا تَاَوَّلْنَاهُ حَصَلَ مَعْرِفَةُ اٰخِرِ الْوَقْتِ وَانْتَظَمَتِ الْاَحَادِیْثُ عَلَی اتِّفَاقٍ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ یعنی جوابدیا ہے جمہور نے جبریل عم کی حدیث سے باین طور کہ معنے اُسکا یہہ ہے کہ دوسرے دن ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک ظہر سے فارغ ہو گئے اور پہلے دن مین عصر اُسوقت شروع کی جبکہ سایہ ہر چیز کا مثل اوسکی ہو گیا پس اس مین کچھہ اشتراک نہیں ہے اور یہی تاویل متعین ہے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے اور جبکہ اشتراک پر اسکو محمول کیا جاوے تو ظہر کا آخر وقت مجہول ہو جاویگا

ست جلد اول سے ۲۲۲

استقاضہ اور مشاہدے کے ساتھ پہچانا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے حجرے فراخ نہین تھے اور روشنی آفتاب کی چھوٹے حجرہ کے اندر اوسی وقت باقی ہوتی ہے جب کہ آفتاب قائم اور بلند ہو پس جب کہ نہایت ہی نیچے ہو جاوے تو اوسوقت اوس کی روشنی قعر حجرہ سے بلند ہو جاتی ہے اگرچہ دیوارین چھوٹی ہون کہا امام نووی کہ حجرہ کا میدان بہت تنگ تہا اور دیوارین چھوٹی تہین آخر تک جاو پر گذرا ہے

گیارہوین حدیث نسائی مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ سَئَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ صَلِّ مَعِیْ فَصَلَّے الظُّہْرَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ فَیْئُ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ وَالْمَغْرِبَ حِیْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ قَالَ ثُمَّ صَلَّے الظُّہْرَ حِیْنَ کَانَ فَیْئُ الْاِنْسَانِ مِثْلَہٗ وَالْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ فَیْئُ الْاِنْسَانِ مِثْلَیْہِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرد نے نماز کے وقتون سے سوال کیا پس آپ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھ پس آپنے ظہر کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب ڈہل گیا اور عصر پڑھی جب کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے مثل کے برابر ہوا اور مغرب جب کہ آفتاب ڈوب گیا اور عشا جب کہ سرخی غائب ہوگئی پہر ظہر کی نماز پڑھی جب کہ سایہ آدمی کا مثل اوس کی ہوا اور عصر کو پڑہا جب کہ سایہ آدمی کا اوس کی دو مثل ہوا اور معنے اسکا یہہ ہے کہ اول روز عصر کے نماز اُسوقت پڑھے جب کہ ایک مثل سایہ ہو چکا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل کا سایہ ہونے تک نماز سے فارغ ہوگئے اور عصر کو دو مثل کیوقت پڑہا یعنی پہلے روز عصر کو اول وقت مین پڑہا اور دوسرے دن عصر کو اول وقت سے تاخیر کرکے پڑہا کذا قالہ الشیخ سلام اللہ والنووی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ نماز کیواسطے ایک وقت فضیلت کا ہے اور ایک وقت اختیار کا ہے پس اول روز مین فضیلت کیوقت مین عصر پڑھی اور دوسرے دن اختیار وقت مین پڑہی سلئے کسی مصلحت راجح کے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوگیا کہ نماز ظہر کا وقت ایک مثل تک باقی رہتا ہے بعد ایک مثل کے ظہر کا وقت باقی نہین رہتا ہے بلکہ بعد

حنفی نے محلے شرح موطا مین یہہ دیا ہے حَیْثُ قَالَ مَعْنَاہُ مَعَ الْفَیْءِ الْاَصْلِیِّ بِحَیْثُ
یَکُوْنُ الْمَجْمُوْعُ ذٰلِکَ الْقَدْرَ وَیَحْصُلُ ذٰلِکَ بِالْاِبْرَادِ بِالصَّیْفِ وَالتَّبْکِیْرِ فِی
الشِّتَاءِ فَلَا دَلِیْلَ لِمَنْ قَالَ بِبَقَاءِ وَقْتِ الظُّهْرِ بَعْدَ مَا صَارَ الظِّلُّ مِثْلَهٗ یعنی
معنے اوسکا یہہ ہے کہ ساتھہ سایہ اصلی کے باین طور کہ کل مجموعہ اس قدر ہوجاوے اور یہہ
گرمیون مین ساتھہ ابراد کے حاصل ہوگا اور جاڑے مین ساتھہ اول وقت کے پس اس مین
دلیل نہین واسطے اوس شخص کے جو بعد ایک مثل کے ظہر کے وقت کے باقی رہنے کا
قائل ہے دوسرا جواب یہہ ہے کہ معنے اسکا یہہ ہے کہ ایک مثل کے ہونے تک ظہر پڑھکر
فارغ ہوجا جیسے کہ امام نووی نے حدیث جبرئیل کا یہی معنے کیا ہے پس اس مین سب
حدیثون کی تطبیق ہوجاویگی اور بعد ایک مثل کے ظہر کے وقت باقی رہنے پر حنفیہ اس کے
سوا اور کئی حدیثون سے سند لاتے ہین لیکن درحقیقت اون حدیثون کو اس مسئلہ سے
کچھ بھی علاقہ نہین ہے چنانچہ معیار الحق اور اختیار الحق وغیرہ مین کمال بسط کے ساتھ
بیان اسکا مذکور ہے مَنْ شَاءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْهَا اسی وجہ سے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
تفسیر مظہری مین لکھتے ہین اَمَّا اٰخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ فَلَمْ یُوْجَدْ فِیْ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ وَّلَا ضَعِیْفٍ
اَنَّهٗ یَبْقٰی بَعْدَ مَصِیْرِ ظِلِّ کُلِّ شَیْءٍ مِّثْلَهٗ وَلِذَا خَالَفَ اَبَا حَنِیْفَةَ فِیْ هٰذِهِ
الْمَسْئَلَةِ صَاحِبَاهُ وَوَفَقَا الْجُمْهُوْرَ یعنی بعد ایک مثل کے ظہر کا آخر وقت باقی رہنا
کسی حدیث صحیح بلکہ ضعیف مین بھی پایا نہین گیا اسی وجہ سے صاحبین امام صاحب
سے اس مسئلہ مین مخالف ہوگئے ہین اور جمہور کے ساتھ موافق ہوگئے ہین مسئلہ

صد و پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یُفَادٰی بِالْاُسَارٰی عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْهِمْ
یعنے نہ قیدیون کا بدلا لیا جاوے اور نہ اون پر احسان کیا جاوے اور یہ مذہب امام اعظم
کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چار حدیثون کے پہلی حدیث بخاری
اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ
چند سوار نجد کی طرف بھیجے سو وہ ثمامہ بن اثال کو جو یمامہ کا سردار تھا قید کرکے لائے

اوسکی پہچان نہین رہیگی اسلئے کہ جب ایک مثل سایہ ہونے کے بعد شروع کیا تو نہ
معلوم ہوگا کہ کسوقت اوس سے فارغ ہوئے اور اسوقت ظہر آخر وقت معلوم نہین ہوگا
بلکہ مجہول ہوگا اور جبکہ ہماری تاویل پر محمول کیا جاوے تو آخر وقت کی معرفت حاصل ہوجاویگی
اور سب حدیثون مین تطبیق اور اتفاق ہوجاویگا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور نیز
صحیح مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہے قال اذا صلیتم الظهر فانه وقت الى
ان يحضر العصر اور ایک روایت مین ہے وقت الظهر مالم يحضر العصر یعنی جب
تم ظہر کی نماز پڑھو پس وہ وقت ظہر کا ہے یہانتک کہ عصر کا وقت آوے اور فرمایا
وقت ظہر کا تب تک ہے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجاوے امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکہا ہے معناه وقت لاداء الظهر وفيه دليل للشافعي وللاكثرين
انه لا اشتراك بين وقت الظهر ووقت العصر بل متى خرج وقت الظهر بمصير ظل
الشئ مثله غير الظل الذي يكون عند الزوال دخل وقت العصر لم يبق شئ
من وقت الظهر یعنی معنے اسکا یہ ہے کہ وہ وقت ہے واسطے اداے ظہر کے اور اس
حدیث مین دلیل ہے واسطے شافعی اور اکثر علما کے کہ تحقیق نہین اشتراک ہے درمیان
وقت ظہر کے اور عصر کے بلکہ جب وقت ظہر کا ایک مثل سایہ ہونے کے خارج ہوگیا
سوا اوس سایہ کے جو زوال کے وقت ہوتا ہے تو وقت عصر کا داخل ہوگیا اور جب وقت
عصر کا داخل ہوا تو ظہر کا وقت کچھ باقی نرہا انتہے اور بعضے حنفی یہ سند لاتے ہین
جو کہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة فان شدة الحر من
فيح جهنم یعنی جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو پس تحقیق شدت گرمی کی دوزخ کے
جوش سے ہے اور اس حدیث کی تفسیر مین ابوہریرہ نے کہا انما اخبرك فصل الظهر
اذا كان ظلك مثلك رواہ مالک یعنی سوا اسکے نہین کہ مین تجکو خبر دیتا ہون کہ ظہر
کی نماز پڑھ جبکہ سایہ تیرا مثل تیری ہوجاوے کہتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک
مثل کے ظہر کا وقت باقی رہتا ہے سو جواب اسکے دو ہین اول جواب شیخ سلام اللہ

دلیل اذا دخل وقت العصر

چھوڑ دیا چوتھی حدیث صحیح بخاری مین مروان اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے
اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ حِیْنَ جَاءَہٗ وَفْدُ ھَوَازِنَ مُسْلِمِیْنَ
فَسَأَلُوْہُ اَنْ یَّرُدَّ اِلَیْھِمْ اَمْوَالَھُمْ وَسَبْیَھُمْ فَقَالَ فَاخْتَارُوْا اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ
اِمَّا السَّبْیَ وَاِمَّا الْمَالَ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْیَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ جَاءُوْا
تَائِبِیْنَ وَاِنِّیْ قَدْ رَأَیْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَیْھِمْ سَبْیَھُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یُّطَیِّبَ ذٰلِکَ
فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ عَلٰی حَظِّہٖ حَتّٰی نُعْطِیَہٗ اِیَّاہُ مِنْ اَوَّلِ مَا
یُفِیْٓءُ اللّٰہُ عَلَیْنَا فَلْیَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَیَّبْنَا ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ مِمَّنْ لَّمْ یَأْذَنْ فَارْجِعُوْا
حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَیْنَا عُرَفَاؤُکُمْ اَمْرَکُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَھُمْ عُرَفَاؤُھُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْہُ اَنَّھُمْ قَدْ طَیَّبُوْا وَاَذِنُوْا یعنی تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے جبکہ آپ کے پاس ایلچی ہوازن کے مسلمان ہو کر
آئے پس انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مالون اور قیدیون کا سوال کیا
پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونون چیزون مین سے ایک چیز کو اختیار
کر لو انہون نے کہا کہ ہمنے اپنے قیدیون کو اختیار کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہوئے پس اللہ کی تعریف کہی جو اوس کی لائق تھی پھر فرمایا لیکن بعد اس کے پس
تحقیق بھائی تمہارے آئے ہین درحالیکہ وہ توبہ کرنیوالے ہین اور تحقیق مینے ارادہ
کیا ہے کہ مین اون کی طرف اون کے قیدیون کو واپس کر دون پس جو شخص کہ دوست
رکھے تم مین سے اس بات کو پس چاہیئے کہ کر لیوے اور جو شخص کہ دوست رکھے تم مین سے
اس بات کو کہ اپنے حصہ پر رہے یہانتک کہ دیوین ہم اسکو اول اُس چیز سے جو انعام کرے
اللہ تعالی اوپر ہمارے پس چاہیئے کہ کر لیوے پس لوگون نے کہا کہ ہم اس سے خوش ہوئے
اے رسول اللہ کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کس نے اذن دیا
ہے تم مین سے اور کس نے اذن نہین دیا پس پھر جاؤ یہانتک کہ پہونچاوین ہم تک

پس حضرت نے اوسکو تین دن تک مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ رکھا پھر تین دن کے بعد فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْلِقُوا ثُمَامَۃَ فَانْطَلَقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو پس چلا طرف کھجورون کی نزدیک مسجد کی پس اُس نے غسل کیا پھر مسجد مین داخل ہوا پس کہا کہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے خدا کے اور گواہی دیتا ہون کہ تحقیق محمد بندہ اُس کا ہے اور رسول اُس کا ہے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا مِّنْ اَہْلِ مَکَّۃَ ہَبَطُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِیْمِ مُتَسَلِّحِیْنَ یُرِیْدُوْنَ غِرَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ فَاَخَذَہُمْ سِلْمًا فَاسْتَحْیَاہُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَعْتَقَہُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَہُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَہُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْہُمْ بِبَطْنِ مَکَّۃَ یعنی اَسّی مرد مکّے والون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہاڑ تنعیم سے اوترے ہتھیار باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کی غفلت چاہتے تھے (یعنی غفلت کے وقت انپر ناگاہ جا پڑین) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عاجز اور فرمانبردار کرکے پکڑا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو زندہ رکھا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو آزاد کر دیا یعنی انپر احسان کیا اور اونکو چھوڑ دیا پس اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اور اللہ وہ ہے جسنے اون کے ہاتھون کو تمسے روکا اور تمھارے ہاتھون کو اون سے روکا مکے کے میدان مین **تیسری حدیث** شرح سنہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَسَرَ اَہْلَ بَدْرٍ قَتَلَ عُقْبَۃَ ابْنَ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَالنَّضْرَ ابْنَ الْحَارِثِ وَمَنَّ عَلٰی اَبِیْ عَزَّۃَ الْجُمَحِیِّ ترجمہ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل بدر کو گرفتار کیا تو عقبہ بن ابی معیط کو اور نضر بن حارث کو قتل کیا اور ابی عزہ جمحی پر آپنے احسان کیا اور اُس کو

مشکوۃ کی باب حکم الاسرا فصل اول میں ہے ۱۲

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الآية یعنی لکھا ہمنے اوپراون کے توریت مین
کہ جان بدلے جان کے ہے آخر آیت تک **پہلی حدیث** یہ ہے جو کہ ابوداؤد اور نسائی
مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ یعنی اور
جو شخص جانکر قتل کیا گیا پس بدلہ اُس کا قصاص ہے **دوسری حدیث** یہ ہے جو کہ ہدایہ
مین نقل کی ہے مَنْ غَرَّقَ غَرَّقْنَاهُ یعنی جو کسی کو پانی مین غرق کرے اُسکو ہم پانی مین
غرق کرین گے **فائدہ** ان آیتون اور حدیثون سے معلوم ہوا کہ جو کسی کو کسی طرح
جانکر مار ڈالے خواہ تلوار سے قتل کرے یا پانی مین ڈبو دیوے تو اُسمین قصاص
واجب ہے قاتل کو اوسکے قصاص مین مار ڈالنا واجب ہے **مسئلہ صد و سوم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَلَا قِصَاصَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ یعنی نہین قصاص ہے
درمیان مرد اور عورت کے سوا جان کے مطلب اسکا یہہ ہے کہ اگر مثلا مرد عورت کو جان
سے مار ڈالے تو مرد کو اُس عورت کے قصاص مین قتل کیا جاوے اور اگر مرد مثلاً عورت
کی اونگلی کاٹ ڈالے یا دانت توڑ ڈالے یا آنکھ پھوڑ ڈالے تو اوس کے قصاص مین
مرد کا دانت نہ توڑا جاوے اور نہ اُس کی آنکھ پھوڑی جاوے اور نہ اُس کی انگلی کاٹی
جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس آیت کے
وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَ
الْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ یعنی لکھا ہمنے اوپر اون کے
توریت مین کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور کان بدلے کان کے اور
دانت بدلے دانت کے اور زخمون کا بدلہ ہے اور **دوسرا** اس حدیث کے مخالف
ہے جو کہ بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ
وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَا وَاللهِ لَا تُكْسَرُ
ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللهِ

رئیس تمہارے امر تمہارے کو پس لوگ پھر گئے اور رئیسون نے اون سے کلام کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر آئے پس اونکو خبر دیدی کہ لوگ سب خوش ہو گئے ہین اور سب نے اذن دیدیا ہے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ قیدیون پر احسان کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت نے ابی عزہ اور ثمامہ اور مکے کے چالیس آدمیون پر احسان کیا اور اونکو چھوڑ دیا اور اسیطرح سے آپ نے ہوازن کے قیدیون پر احسان کیا اور اونکو چھوڑ دیا پس معلوم ہوا کہ قیدیون پر من اور احسان کرنا جائز ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہین سوای اور مجرد خیال ہے جو نصوص کے مقابلہ مین قطعًا باطل اور مردود ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ احسان کرنا منسوخ ہے ساتھ آیت اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ کے یعنی قتل کرو مشرکون کو جہان پاؤ تم اونکو سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہ دعوی نسخ مردود ہے ساتھ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہو چکے ہین اور نیز یہ آیت مخصوص ہے ساتھ اُن وجوہات کے جو ابتدا مین مذکور ہو چکی ہین اور نیز ہوازن کے قیدیون پر جو احسان ہوا ہے تو بعد فتح مکہ کے ہوا ہے اور یہ آیت اوس سے بہت مدت پہلے نازل ہوئی ہے پھر متقدم متاخر کے واسطے کیسے ناسخ ہو سکتا ہے اور اسکی سوا دوسری حدیثون مین بھی کسی کا تقدم اور تاخر معلوم نہین پھر اوسکو ناسخ ٹھہرانا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے۔ فیہ جواز المن علے الاسیر وہو مذہبنا و مذہب الجمہور یعنے اس حدیث ثمامہ مین دلیل ہے اوپر جائز ہونی احسان کے قیدی پر اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا **تتمہ مسئلہ صد و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ غَرَّقَ صَبِيًّا اَوْ بَالِغًا فِي الْبَحْرِ فَلَا قِصَاصَ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ یعنی جس شخص نے کسی نابالغ یا بالغ لڑکے کو دریا مین غرق کیا تو امام اعظم کے نزدیک اُسپر قصاص نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اِن دو حدیثون کے اور ان دو آیتون کے **پہلے** یہ آیت ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى یعنی لکھا گیا ہے تمپر قصاص مقتولون مین **دوسری** یہ آیت ہے

یہ حدیث صحیح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۹۴ مین سے ۱۲

فَاِنَّہٗ تُطْلٰی بِھَا السُّفُنُ وَیُدْھَنُ بِھَا الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِھَا النَّاسُ فَقَالَ لَا ھُوَ حَرَامٌ
ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَھَا اَجْمَلُوْہُ ثُمَّ بَاعُوْہُ
فَاَکَلُوْا ثَمَنَہٗ یعنی اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح مکہ کے دن سنا فرماتے تھے کہ
تحقیق اللہ اور رسول نے حرام کر دیا ہے بیچنا شراب کا اور مردار کا اور خنزیر کا اور بتون کا
پس کسی نے سوال کیا آپ مردار کی چربی کا کیا حکم فرماتے ہو پس تحقیق اُس کر ساتھ کشتیان
کو طلا کیا جاتا ہے اور چمڑون کو تیل دیا جاتا ہے اور اُس سے چراغ جلاتے ہین پس آپنے
فرمایا نہین وہ حرام ہے پھر آپنے اُسوقت فرمایا اللہ تعالی یہودیون کو لعنت کرے تحقیق
اللہ تعالی نے جب مردار کی چربی اُنپر حرام کی اُسکو گلا لیا پھر اُسکو بیچا پھر اُسکی قیمت کو کھا
لیا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شراب کی تجارت اور خرید فروخت قطعا حرام
اور ناجائز ہے خواہ خود آپ بیچے یا کسی کافر نصرانی وغیرہ کو وکیل کرکے تجارت کرے یہ حدیث
عام ہے ہر قسم کی بیع کو شامل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا جو کہ شیخ عبد الحق نے
لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے وَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی بُطْلَانِ کُلِّ حِیْلَۃٍ یُتَوَصَّلُ بِھَا اِلَی
الْحَرَامِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اوپر باطل ہونے ہر حیلے کے جسکے ذریعے سے حرام کی
طرف پہونچے انتہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اگر مسلمان کسی نصرانی وغیرہ کافر کو وکیل
کرکے شراب کی تجارت اور خرید فروخت کرے تو اس حیلہ سے یہ تجارت شراب کی قطعًا
حرام اور ناجائز ہے اور مخالف ہے اس حدیث کے جو ترمذی اور ابن ماجہ مین انس رضی اللہ
تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشَرَۃً
عَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا وَشَارِبَھَا وَحَامِلَھَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْہِ وَسَاقِیَھَا وَبَائِعَھَا وَاٰکِلَ
ثَمَنِھَا وَالْمُشْتَرِیْ لَھَا وَالْمُشْتَرٰی لَہٗ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب مین دس
آدمیون کو لعنت کی ہے اُس کے نچوڑنے والے کو اور اُس کے حکم کرنے والے کو اور اوس کے
پینے والے کو اور اوٹھانے والے کو اور جسکی طرف اوٹھایا گیا اور اُسکے پلانے والے کو اور
اُسکے بیچنے والے کو اور اُسکی قیمت کھانیوالے کو اور اُسکے خریدنے والے کو اور جس کے
واسطے خریدا گیا **فائدہ** مرقات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے ھُوَ اَعَمُّ مِنَ الْبَائِعِ اَیْ

الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْاَرْشَ الحدیث یعنی ربیع نے انصار کی ایک لڑکی کا
دانت توڑ ڈالا پس انصار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (یعنی واسطے قصاص لینے
کے) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا پس انس بن نضر نے کہا قسم ہے
اللہ کی نہین توڑا جاویگا دانت اُس کا اے رسول اللہ کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے انس کتاب اللہ کے قصاص ہے یعنی اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین قصاص کا
حکم فرمایا ہے پس انصار کی قوم راضی ہوگئی اور دیت کو اونہون نے قبول کرلیا **فائدہ**
اس آیت سے بہی صریحًا ثابت ہوتا ہے کہ سوا جان کے اور اعضا مین جیسے کہ دانت اور
کان اور آنکہ وغیرہ اطراف مین بہی قصاص ہے بلکہ سب زخمون کا قصاص ہے اور آیت
عام ہے خواہ دونون مرد ہون یا دونون عورتین ہون یا ایک مرد ہو اور ایک عورت
ہو پس آیت سب کو شامل ہے کسی قسم کی اس مین تخصیص اور قید نہین ہے اور نہ کسی قسم
کی تخصیص اس مین ممکن ہے اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس
حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان سوا جان کے اور اعضا اور اطراف
مین بہی قصاص ہے جو اعضا قصاص کو قبول کرسکتے ہین اور یہی ہے مذہب امام شافعی
اور مالک اور احمد اور جمہور سلف اور خلف کا انتہی **مسئلہ صد و چہارم** اور ایک
مسئلہ امام اعظم کا مخالف آیت قرآن کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا
ہے وَاِذَا اَمَرَ الْمُسْلِمُ نَصْرَانِيًّا بِبَيْعِ خَمْرٍ اَوْ بِشِرَائِهَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ جَازَ عِنْدَ
اَبِي حَنِيْفَةَ یعنی اور اگر مسلمان کسی نصرانی کو شراب کے بیچنے یا خریدنے کا حکم کرے اور
وہ نصرانی اُسکے حکم سے شراب خرید کر لیوے یا بیچ ڈالے تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے
مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی نصرانی وغیرہ کو وکیل بنا کر شراب کی تجارت کریوے
تو اس مسلمان سے شراب کی تجارت جائز ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اس
حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّهُ سَمِعَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ
بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ

مسئلہ اوّل اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا اَتْلَفَ الْمُسْلِمُ خَمْرَ الذِّمِّيِّ اَوْ خِنْزِيْرَهٗ
ضَمِنَ یعنی اگر مسلمان نے ذمی کی شراب یا خنزیر کو ضایع کر دیا تو مسلمان اُس کا
ضامن ہے یعنی مسلمان پر اُس کی قیمت دینی واجب ہے **مسئلہ دوم** اور ایک
مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا
ہے وَمَنْ کَسَرَ لِمُسْلِمٍ بَرْبَطًا اَوْ طَبْلًا اَوْ مِزْمَارًا اَوْ دُفًّا اَوْ اَرَاقَ لَهٗ سُكَرًا اَوْ
مُنَصَّفًا فَهُوَ ضَامِنٌ وَبَيْعُ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ جَائِزٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی جو شخص کسی
مسلمان کی سارنگی یا طنبور یا ستار یا دف (یہ سب راگ اور گانے بجانے وغیرہ
کے سازون کے نام ہین) کو توڑ دیوے یا اوس کے شراب کو گرا دیوے تو وہ ضامن
ہے یعنی اُس کی قیمت اُسپر واجب ہے اور بیچنا ان چیزون کا امام اعظم کے نزدیک
جائز ہے **مسئلہ سوم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک
یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَيَجُوْزُ الشُّرْبُ فِي الْمُفَضَّضِ عِنْدَ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی چاندی کی پانی پھری ہوئی برتن مین پانی پینا جائز ہے نزدیک ابی حنیفہ
کے **مسئلہ چہارم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيْرِ مِمَّنْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ
يَتَّخِذُهٗ خَمْرًا یعنی نہین ہے کوئی گناہ ساتھ بیچنے شیرہ کے اوس شخص کے پاس
جسکا حال معلوم ہو کہ یہ اوس سے شراب تیار کرتا ہے **مسئلہ پنجم** اور ایک
بے اصل مسئلہ فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَمَنْ اٰجَرَ بَيْتًا لِيُتَّخَذَ فِيْهِ بَيْتُ نَارٍ اَوْ كَنِيْسَةٌ اَوْ بِيْعَةٌ اَوْ يُبَاعُ فِيْهِ
الْخَمْرُ فَلَا بَاْسَ بِهٖ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی جو شخص گھر کرایہ پر دیوے تا کہ اُس مین
آتش پرستی کی جاوے یا گرجا گھر بنایا جاوے یا بت خانہ بنایا جاوے یا اُس مین
شراب بیچا جاوے تو کچھ گناہ نہین ہے نزدیک امام اعظم کے **مسئلہ ششم**
اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث ...... کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ

عاقد ہ وَلَوْکَانَ وَکِیْلًا اَوْ دَلَّالًا یعنی بیچنے والے سے مراد عام ہے آپ ہووے یا وکیل ہووے یا دلال ہووے اور اوسی مین والمشتری لہا کا یہ معنے لکھا ہے اَیْ لِلشَّرَابِ وَالتِّجَارَةِ بِالْوِکَالَةِ اَوْ غَیْرِهَا لینے واسطے پینے کے ہو یا تجارت کے واسطے ہو ساتھ وکالت کے ہو یا غیر کے اور مشتری اوکا یہ معنے لمعات مین لکھا ہے کَالْمُوَکِّلِ وَاِنْ لَمْ یُبَاشِرِ الْعَقْدَ یعنی وکیل کرنیوالے پر بھی لعنت ہے اگرچہ وہ خود عقد بیع نکرے بلکہ اوس کا وکیل ہی کرے پس اس سے ثابت ہوا کہ شراب کی تجارت اور خرید و فروخت ہر طرح حرام و ناجائز ہے خواہ خود آپ اوس کی خرید و فروخت کرے یا کسی وکیل کے ذریعہ سے اوس کی خرید و فروخت کرائے **مسئلہ صد و بیستم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَالتَّعْزِیْرُ اَکْثَرُهٗ تِسْعَةٌ وَّثَلٰثُوْنَ سَوْطًا یعنی اکثر تعزیر کا اونتالیس کوڑے ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین **ابی بردہ بن نیار** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کوڑے مارے جاوین دس سے اوپر مگر حد مین اللہ کی حدون مین سے

فائدہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعزیر مین دس کوڑے سے زیادہ مارنے جائز نہین ہین فقط یہ کل ایک سو اور پانچ مسئلے امام اعظم کے ہین جو کہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین **وعلی ھذا القیاس** امام اعظم کے اس قسم کے مسائل صحیح صحیح حدیثون کے مخالف اسقدر ہین کہ اگر سب کو قلمبند کیا جاوے تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جاوے ولیکن بخوف طول کے انہین چند مسائل پر اکتفا کیا گیا باقی بشرط صحت انشاء اللہ تعالیٰ اور حصون مین **ظفر المبین کی بیان کیے جاوین گے**

بیت اندکے با تو بگفتم و بدل ترسیدم ✦ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست ✦

اب فقہ حنفی کے بعض مسائل کو بیان کیا جاتا ہے جو محض بے دلیل اور بے اصل ہین اور قرآن و حدیث مین انکی کوئی سند نہین ہے

دوازدهم اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا لِلشَّيْطَانِ اَوْ لِلصَّنَمِ عَتَقَ یعنی جو شخص آزاد کرے غلام کو واسطے شیطان کے یا بت کے تو آزاد ہو جاویگا **مسئلہ سیزدھم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنِ اشْتَرٰی عَبْدًا بِخَمْرٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ فَاَعْتَقَهٗ اَوْ بَاعَهٗ اَوْ وَهَبَهٗ فَهُوَ جَائِزٌ وَّعَلَيْهِ الْقِيْمَةُ یعنی جس شخص نے خریدا غلام کو بدلے شراب کے یا خنزیر کے پس اوسکو آزاد کر دیا یا بیچ دیا یا ہبہ کر دیا تو یہ سب کام جائز ہین اور اوسپر قیمت لازم ہے **مسئلہ چہاردھم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَيَجُوْزُ الْاِنْتِفَاعُ بِشَعْرِ الْخِنْزِيْرِ لِلضَّرُوْرَةِ یعنی خنزیر کے بالون کے ساتھ ضرورت کے وقت نفع اوٹھانا جائز ہے **مسئلہ پانزدہم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا رِبٰوا بَيْنَ الْمَوْلٰی وَعَبْدِهٖ وَلَا بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِيِّ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ یعنی نہین ہے سود درمیان مالک اور اوس کے غلام کے اور نہین ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین یعنی اگر مالک اور غلام آپس مین ایک دوسرے سے سود لیوین تو اس مین گناہ نہین ہے اور اگر دار الحرب مین مسلمان اور کافر حربی آپس مین ایک دوسرے سے سود لیوین تو اس مین بھی کچھ گناہ نہین ہے اور اسکو سود نہین کہا جاتا ہے **مغالطۂ سوم**

اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین جو کہ فتح المبین مین لکھا ہے کہ اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور مجتہد مع اوس کی شرائط کے آجکل کے زمانے مین بالکل مفقود ہے اب کسی کو یہ طاقت کہان کہ اجتہاد کر سکے اور اپنے اجتہاد کے ساتھ قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط کر سکے یہ کام مجتہدین کے ساتھ ختم ہو چکا ہے بدون مجتہدین کے قرآن و حدیث سے مسائل استنباط کوئی نہین کر سکتا ہے **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** باین وجہ کہ قرآن مجید مین خدائے تعالیٰ

ہدایہ صفحہ ۱۰۵ سطر ۱۲ ... ہدایہ صفحہ ۹۶ سطر ۱۳ ... ہدایہ صفحہ ۶۵ سطر ۱۲ ... ہدایہ صفحہ ۹۵ سطر ۱۲

فاتحہ محمد باقر جلالی

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ حَمَلَ لِذِمِّیٍّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ یَطِیْبُ الْاَجْرُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ
یعنی جس شخص نے کسی کافر ذمی کا شراب اوٹھایا پس تحقیق وہ اپنی مزدوری طلب کرے
نزدیک امام اعظم کے **مسئلہ ہفتم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے
نزدیک یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے قَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُوْنَهٗ مِنَ
النَّجَسِ الْمُغَلَّظَةِ کَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوةُ
مَعَهٗ یعنی ایک درہم یا اوس سے کم نجاست غلیظہ مثل خون کی اور پیشاب کی اور شراب
کی اور پاخانہ مرغی کی اور پیشاب گدہے کی اگر کپڑے کو لگ جاوے تو اوس کے ساتھ
نماز جایز ہے **مسئلہ ہشتم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک
یہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنِ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ بِالْفَارِسِیَّةِ اَوْ
قَرَاَ فِیْهَا بِالْفَارِسِیَّةِ اَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰی بِالْفَارِسِیَّةِ وَهُوَ یُحْسِنُ الْعَرَبِیَّةَ اَجْزَاهُ عِنْدَ
اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی اگر نماز کو فارسی مین شروع کیا یا اوسمین فارسی کے ساتھ قرآن پڑہا یا
ذبح کیا اور بسم اللہ فارسی مین پڑہی اور حالانکہ عربی اچھی پڑہنی سکتا تھا تو کافی ہے
امام اعظم کے نزدیک **مسئلہ نہم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث
کے نزدیک یہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنْ مَرَّ ذِمِّیٌّ بِخَمْرٍ
اَوْ خِنْزِیْرٍ عُشِرَ الْخَمْرُ یعنی اگر کوئی کافر ذمی شراب یا خنزیر لیکر مسلمانون کی حد پر گذرے
تو اوس سے شراب کا عشر یعنے دسوان حصہ لے لینا چاہئے **مسئلہ دہم** اور ایک
مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَمَنْ جَامَعَ فِیْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ فَاَنْزَلَ فَعَلَیْهِ الْقَضَاءُ دُوْنَ الْکَفَّارَةِ یعنے
جس شخص نے روزہ مین سوا فرج کے کسی اور چیز مین جماع کیا پس اوسکو انزال ہو گیا
تو اوسپر فقط روزہ کی قضا ہے کفارہ نہین ہے **مسئلہ یازدہم** اور ایک مسئلہ
بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
کَمَا اِذَا سَمّٰی الْخَمْرَ وَالْخِنْزِیْرَ فَیَصِحُّ الْعَقْدُ وَیَجِبُ مَهْرُ الْمِثْلِ یعنی اگر شراب یا خنزیر مہر
مقرر کرکے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو جاویگا اور مہر مثل دینا واجب ہوگا **مسئلہ**

وقد ردّه بحر العلوم مولانا عبد العلي اللكنوي في شرح تحرير الاصول ومسلم الثبوت
بانه قول لا يعبأ به بعيد عن حيز الثبوت بل هو رجم بالغيب بلا شك ولا
ريب وقد ذكرت اقسام المجتهدين وعدم اختتام الاجتهاد بتصريح المحققين
في رسالتي النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير انتهى یعنی بعض نے کہا ہے کہ
اجتہاد مطلق چارون امامون پر ختم ہو چکا ہے اور اسی پر وجوب تقلید امام معین کی بات پر بنا
کی ہے اور تحقیق رد کر دیا ہے اس دعوے کو بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی نے شرح تحریر
الاصول مین اور مسلم الثبوت مین باین طور کہ اس قول کا کچھ اعتبار نہین ہے مقام ثبوت
سے بہت بعید ہے بلکہ وہ غیب مین پتھر مارنے ہین بغیر شک اور شبہ کے اور تحقیق ذکر
کیا ہے مین نے مجتہدین کے قسمون کو اور اجتہاد کا نہ ختم ہونا ساتھ تصریح محققین کے اپنے
رسالہ نافع کبیر مین اور نیز مولوی عبد الحی صاحب نے تراجم حنفیہ مین لکھا ہے بل لا
تخلو مائة من المأت من المجددين يهتدي بهم طائفة من المقلدين بل ولا
عصر من الاعصار عن جماعة المجتهدين في اقطار الارضين وان كانوا في الظاهر
من المقلدين یعنی کوئی صدی مجددین سے خالی نہین اور نہ کوئی زمانہ مجتہدین سے
خالی ہے اگرچہ ظاہر مین وہ مقلدین سے ہون انتہے پس جب آجکل کے حنفیون کے
بڑے بھارے رئیس مولوی عبد الحی صاحب دعوی ختم اجتہاد کو باطل کرتے ہین تو پھر
اب حنفیون کو دم مارنی کی کوئی جگہہ باقی نہین ہے سوئم باین طور کہ جب بقول حنفیون
کے اجتہاد ختم ہو چکا ہے تو اب علم اصول فقہ وغیرہ سب لغو اور بیہودہ شمار کیا جاوے گا
اس لئے کہ علم اصول اسی غرض سے وضع ہوا اور خاص اسی فائدہ کے واسطے مدوّن ہوا
کہ ہر کس اوسکو پڑہکر اور تحصیل کر کے ملکۂ استنباط حاصل کرے یہ علم اصول محض قصہ
اور کہانی نہین ہے کہ بجز تلاوت کے اوسے کچھ مقصود نہو چنانچہ دراسات مین لکھا
ہے كيف وتدوين كتب الاصول وتبيين قواعدها المتعلقة بالحجج الاربعة
ليس تذكارا بحتا مما كان من صنيع الاوائل وعجز عنه الاواخر فتكون اساطير
الاولين المكتتبة كما ظن فيها وفي كتب متون الاحاديث لاسيما السنن

نے فرمایا ہے فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ یعنی ہر صاحب علم والے پر علم والا ہے دوسری آیت مین ہے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی اے رب میرے مجھکو علم زیادہ دے اور حدیث صحیحین مین آیا ہے اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ یعنی جسوقت حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے پس صواب کو پہونچ جاوے پس واسطے اُسکے دو اجر ہین اور جب اجتہاد کرے پس خطا کر بیٹھے پس واسطے اُسکے ایک اجر ہے یعنی اوسکو فقط کوشش کا بدلہ ایک ہی اجر ملے گا اب ان آیتون اور حدیث کا عموم شامل ہے کل افراد زمانہ کو قیامت تک خصوص اشخاص و خصوص ازمنہ کو اُس مین کچھ دخل نہین ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی قید اور تخصیص ہے پس ان آیتون اور حدیث کے عموم سے صاف ثابت ہوگیا کہ ہر زمانے مین ایسے اشخاص ہوسکتے ہین جو قرآن اور حدیث سے اجتہاد کرکے مسائل استنباط کرسکین پس حدیث صحیحین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب کبھی جس زمانے مین کوئی چاہے اجتہاد کرسکتا ہے اور اسی طرح آیت فوق کل ذی علم علیم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک پر ایک زیادہ اعلم ہوسکتا ہے اور ایک سے ایک زیادہ مرتبہ اجتہاد کا حاصل کرسکتا ہے اور اسیطرح آیت رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک سے ایک زیادہ علم حاصل کرسکتا ہے ورنہ زیادتی علم کے واسطے دعا مانگنی لغو ہوجاویگی اور اس زیادتی کی کوئی حد خاص معین نہین ہے پس اجتہاد کو بھی شامل ہوگی پس اجتہاد کا حاصل کرنا ممکن ہوگا پس اجتہاد کو ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین کے ساتھ خاص کرنا رحمت واسعہ خدای تعالی کو بند کرنا ہے **دوم** باین طور کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے تراجم حنفیہ مین لکھا ہے کہ اجتہاد کے ختم کا دعوی کرنا محض غلط اور مردود ہے اور رجم بالغیب ہے یعنی غیب مین پتھر مارنے ہین چنانچہ نافع کبیر مین دعوی ختم اجتہاد کو بڑے زور و شور سے باطل کردیا ہے اور ثابت کردیا ہے کہ اجتہاد ختم نہین ہوا ہے چنانچہ لکھتے ہین قَالَ الْبَعْضُ وَاَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَدِ اخْتَتَمَ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَفَرَّعَ عَلَیْهِ وُجُوْبَ تَقْلِیْدِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَی الْاُمَّةِ

پیغمبر مت صفحہ ... لکھنوی کے ... مین ہے

انتہے اور جب کہ تمام کتابین مبوّب اور مفصل ہو گئین اور ہر قسم کے اسباب بہی تیار ہین
تو اب علم کتاب اللہ مع اقسامہ اور علم لغت اور قیاس وغیرہ جو مقلدین نے اجتہاد کی شرطین
مقرر کی ہین بہت اسہل و آسان ہے اس لئے کہ جب کوئی شخص اجتہاد حاصل کرنے کا قصد
کریگا تو بموجب تصریح فقہا کے ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف وغیرہ اقسام کو ممتاز کر لیگا
پس اندرینصورت خود حنفیہ کے ہی قول سے آجکل مجتہدین کا ہونا ثابت ہو جاویگا پس دعوے
ختم اجتہاد خود حنفیہ کے قول سے باطل ہو جاویگا پنجم باین طور کہ محققین امت و ناقدین
ملت سلفاً و خلفاً دعوے ختم اجتہاد کو بڑے زور شور سے باطل کر چکے ہین بلکہ ختم اجتہاد کے
مدعی کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا بتلا چکے ہین چنانچہ بطور نمونہ کے چند علما و ثقات سلف کے اقوال
کو نقل کیا جاتا ہے مولانا نظام الدین لکھنوی شرح مسلم مین فرماتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ بَعْضَ
الْمُتَعَصِّبِيْنَ قَالُوْا اِخْتَتَمَ الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَلَمْ يُوْجَدْ مُجْتَهِدٌ
مُطْلَقٌ بَعْدَهُمْ وَالْاِجْتِهَادُ فِي الْمَذْهَبِ اِخْتَتَمَ عَلَى الْعَلَّامَةِ النَّسَفِيِّ صَاحِبِ الْكَنْزِ
وَلَمْ يُوْجَدْ مُجْتَهِدٌ فِي الْمَذْهَبِ هٰذَا اَغْلَاطٌ وَرَجْمٌ بِالْغَيْبِ فَاِنْ سُئِلَ مِنْ اَيْنَ
عَلِمْتُمْ هٰذَا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلَى اِبْدَاءِ دَلِيْلٍ اَصْلًا ثُمَّ هُوَ تَحَكُّمٌ عَلَى قُدْرَةِ اللّٰهِ
فَمِنْ اَيْنَ يَحْصُلُ عِلْمٌ اَنْ لَّا يُوْجَدَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَحَدٌ يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ
بِمَقَامِ الْاِجْتِهَادِ فَاجْتَنِبْ عَنْ مِّثْلِ هٰذِهِ التَّعَصُّبَاتِ یعنی جان تو کہ بعض متعصبین
نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چارون اماموں پر ختم ہو چکا ہے اور بعد اون کے کوئی مجتہد
مطلق پایا نہین گیا ہے اور کہتے ہین کہ اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی صاحب کنز
پر ختم ہو چکا ہے اور بعد اوسکے مجتہد فی المذہب کوئی نہین ہوا اور یہ قول اون
متعصبین کا غلط ہے اور غیب مین پتھر مارنا ہے پس اگر اون سے پوچھا جاوے کہ یہہ
بات تمکو کہان سے معلوم ہوئی تو اوس کی دلیل لانے پر ہرگز قادر نہین ہو سکینگے
پھر بعد اوس کے اللہ تعالی کی قدرت پر یہ زبردستی ہے پس یہ بات کہان سے معلوم
ہوگی کہ قیامت تک کوئی ایک آدمی ایسا پیدا نہوگا جسپر اللہ تعالی مرتبہ اجتہاد کا عنایت
کرے پس بچ ایسے تعصبات سے انتہی اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین لکہتے ہین

الموضوعۃ فی الاحکام وکتب فنون شئ یتعلق بعلم الحدیث بل انما
اسست قواعد اصول الفقہ لیعمل بہا من یحاول الاستنباط والخراج
الفروع من اصولہا ومن یقتدر بتلک القواعد الماخوذۃ علی ذلک و
لو فی فرع واحد فہو المجتہد فی ذلک الفرع یعنی اجتہاد کے ختم کا دعوے
کیسے صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ کتب اصول فقہ کا مدون ہونا اور چارون دلیلون کے قواعد
متعلقہ کا مبین ہونا محض قصہ نہین ہے پہلے لوگون کے پیشہ سے کہ بند کئے گئے ہون
اوس سے پچھلے لوگ پس ہونگے کہا ہمین پہلون کی جو اونہون نے لکھا ہے جیسے کہ
اُس مین گمان کیا گیا ہے اور متن حدیث کی کتابون مین خاصکر جو کتابین حدیث کے
بیان مین مصنفہ ہوئی ہین اور کسی قسم کی کتابین جو علم حدیث سے علاقہ رکھتی ہین
بلکہ اصول فقہ کے قواعد کے اسواسطے بنیاد رکھی گئی کہ عمل کرے ساتھ اوس کے جو مسائل
کے استنباط کا قصد رکھتا ہو اوس کے اصول سے اور جو شخص ان قواعد اصول کو پکڑ کہ استنباط
پر قادر ہو سکے اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین ہو پس وہ مجتہد ہے اس مسئلہ مین انتہی اور جبکہ
علم اصول فقط اسی غرض سے موضوع ہوا تو پہر اجتہاد کے ختم ہونے کا کیا معنے اور
باوجود اسکے جو کوئی اجتہاد کے ختم ہونے کا دعوے کرے تو تحقیق سمجھو کہ وہ شخص اپنے
عقل کا دشمن ہے اور اپنے دین ایمان کا عدو ہے ہان اگر حنفیہ یہ بات کہدین
کہ علم اصول فقہ کو ہمنے بجائی قرآن کے سمجھکر رکہا ہوا ہے گویا کہ ہمارے پیغمبر نعمان علیہ السلام
کا یہ قرآن ہے کہ بجز تلاوت اوسی کچھہ مقصود نہین ہے تو البتہ ایک صورت رہائی کی
نکل سکتی ہے اور یہ بات حنفیہ سے کچھ بعید بہی نہین ہے اس لئے کہ جب یہ لوگ خاتم
المرسلین کی قرآن مجید کو بیکار سمجھتے ہین اور اوسکا سمجھنا مجتہدین کے ساتھ خاص کرتے
ہین اور بجز تلاوت کے اوس سے کچھ فائدہ نہین جانتے ہین تو پہر اگر یہ لوگ علم اصول
فقہ کو بمنزلہ قرآن کے سمجھین تو کیا عجب ہے اور سوا اسکے کسی صورت سے انکے رہائی
بہی نہین ہو سکتی ہے **چہارم** یا ین طور کہ فتح المبین کے صفحہ ۳۵۹ مین لکہا ہے
کہ تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہانے ممتاز کر دیا ہے

ایسا منقطع ہوتا کہ پھر آنا اوسکا ممکن نہو پس تحقیق اُس شخص نے بڑی غلطی کی اور خبط کیا
اس لیئے کہ اجتہاد اللہ تعالی کی ایک رحمت ہے اور اللہ تعالی کی رحمت کسی خاص
ایک زمانے یا کسی خاص آدمی پر بند نہین ہوتی ہے اور جو شخص کہ اجتہاد پر جمہور کا
اتفاق ہے ایسا کوئی مجتہد بعد اونکے پایا نہین ۔ گیا جسکے مجتہد مستقل ہونے پر جمہور
نے اتفاق کیا ہو تو بات مسلم ہے ورنہ چارون اامون کے بعد بھی بہت مجتہد مستقل
پائے گئے ہین جیسے کہ ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمعیل بخاری وغیرہم
جیسے کہ نہین پوشیدہ ہے اوس شخص پر جو کتب طبقات کا مطالعہ کرے وقال امام
الفقہاء والمحدثین المتاخرین ابو شامۃ فی الکتاب المؤمل قد حرم الفقہاء
فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والآثار والبحث عن فقہہا ومعانیہا
ومطالعۃ الکتب النفیسۃ المصنفۃ فی شروحہا وغریبہا بل افنوا زمانہم
واعمارہم فی النظر فی اقوال من سبقہم من متاخری الفقہاء وترکوا النظر
فی نصوص نبیہم المعصوم من الخطاء صلی اللہ علیہ وسلم وآثار الصحابۃ
الذین شہدوا الوحی وعاینوا المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وفہموا نفائس
الشریعۃ فلا جرم حرم ہؤلاء رتبۃ الاجتہاد وبقوا مقلدین علی الآباد
وقد کانت العلماء فی الصدر الاول معذورین فی ترک ما لم یقفوا علیہ
من الحدیث لکون الاحادیث لم تکن حینئذ فیما بینہم مدونۃ انما کانت
تلقی من افواہ العلماء وہم یتفرقون فی البلدان وقد زال ذلک العذر
والحمد للہ بجمع الاحادیث المجتمع بہا فی کتب بوبوہا وقسموہا وسہلوا الطریق
الیہا وبینوا الضعف کثیر منہا وصحتہ وتکلموا فی عدالۃ الرجال وجرح
المجروح منہم وفی علل الحدیث ولم یدعوا للمستعمل ما یتعلل بہ وفسروا
القرآن وتکلموا فی غریبہا وفقہہا وکل ما یتعلق بہا فی مصنفات عدیدۃ
جلیلۃ والآت متہیاۃ لذی طلب صادق وذکاء وفطنۃ وکذا اللغۃ وصناعۃ
العربیۃ کل ذلک قد حررہ اہلہ وحققوہ فالتوصل الی الاجتہاد بعد الجمع

کے منقطع ہونے کا فی نفس الامر مدعی ہو باوجود ممکن ہونے اوس کے کے ہر زمانے مین پس اگر اوس کی یہ مراد ہے کہ جیسے چارون کے اجتہاد م

مِنَ النَّاسِ مَنْ حَكَمَ بِوُجُوبِ خُلُوِّ الزَّمَانِ عَنِ الْمُجْتَهِدِ . بَعْدَ الْعَلَّامَةِ النَّسَفِيِّ
وَعَنَوْا بِهِ الْاِجْتِهَادَ فِي الْمَذْهَبِ وَاَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوا اِنَّهُ اخْتُتِمَ بِالْاَئِمَّةِ
الْاَرْبَعَةِ حَتّٰى اَوْجَبُوا تَقْلِيدَ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْاُمَّةِ وَهٰذَا كُلُّهُ هَوَسٌ
مِّنْ هَوَسَاتِهِمْ لَمْ يَاْتُوا بِدَلِيلٍ وَّلَا يُعْبَاُ بِكَلَامِهِمْ وَاِنَّمَا هُمْ مِّنَ الَّذِيْنَ حَكَمَ
الْحَدِيثُ عَلَيْهِمْ اَنَّهُمْ اَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا وَلَمْ يَفْهَمُوْا اَنَّ هٰذَا
اِخْبَارٌ بِالْغَيْبِ فِي خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنْتَهٰى وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَنِ ادَّعٰى
بِاَنَّهُ قَدِ انْقَطَعَتْ مَرْتَبَةُ الْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ الْمُسْتَقِلِّ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ انْقِطَاعًا
لَّا يُمْكِنُ عَوْدُهٗ فَقَدْ غَلِطَ وَخَبَطَ فَاِنَّ الْاِجْتِهَادَ رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
لَا تُقْصَرُ عَلٰى زَمَانٍ دُوْنَ زَمَانٍ وَّلَا عَلٰى بَشَرٍ دُوْنَ بَشَرٍ وَمَنِ ادَّعٰى انْقِطَاعَهَا
فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ مَعَ اِمْكَانِ وُجُوْدِهَا فِيْ كُلِّ زَمَانٍ فَاِنْ اَرَادَ اَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ بَعْدَ
الْاَرْبَعَةِ مُجْتَهِدٌ اتَّفَقَ الْجُمْهُوْرُ عَلَى اجْتِهَادِهٖ وَسَلَّمُوا اسْتِقْلَالَهٗ كَاتِّفَاقِهِمْ
عَلَى اجْتِهَادِهِمْ فَهُوَ مُسَلَّمٌ وَّاِلَّا فَقَدْ وُجِدَ بَعْدَهُمْ اَيْضًا اَرْبَابُ الْاِجْتِهَادِ
الْمُسْتَقِلِّ كَاَبِيْ ثَوْرٍ الْبَغْدَادِيِّ وَ . دَاؤُدَ الظَّاهِرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ
الْبُخَارِيِّ وَغَيْرِهِمْ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى طَالِعِ كُتُبِ الطَّبَقَاتِ انتهى یعنی بعضے
لوگ کہتے ہین کہ علامہ نسفی کے بعد کوئی مجتہد نہین ہوا اور مراد اوس سے مجتہد فی
المذہب ہے اور لیکن اجتہاد مطلق پس کہتے ہین کہ وہ چارون امامون پر ختم ہو چکا ہے
یہانتک کہ اون مین سے ایک امام معین کی تقلید . امت پر واجب کہتے ہین
لیکن یہ ایک ہوس ہے اون کی ہوسون سے اسپر وہ کچھ دلیل نہین رکھتے ہین اور نہ
اون کی کلام کا کچھہ اعتبار ہے اور سوا اسکے یہ ہین کہ وہ ختم اجتہاد کے مدعی اون لوگون
مین سے ہین جنپر حدیث نے یہ حکم کیا ہے کہ اونہون نے بغیر علم کے فتوے دیا پس آپ
بھی گمراہ ہوے اور لوگون کو بھی گمراہ کیا اور اون لوگون کو یہ سمجھہ نہ آئی کہ یہ غیب کی
خبر دینا ہے اون پانچ چیزون سے جنکو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہے حاصل
اسکا یہ ہے کہ جو شخص اجتہاد مطلق کے چارون امامون پر منقطع ہونیکا مدعی ہے

اور علامہ ہارون مرجانی حنفی نے کتاب ناظورۃ الحق مین لکھا ہے وَالَّذِيْ يَتَفَوَّهُ الْمُخَاطِبُ وَيَفْتَرِيْ بِهِ الْكَذِبَ عَلَى اللّٰهِ اَنَّهُ يَزْعَمُ اَنَّ التَّمَسُّكَ بِالْاَدِلَّةِ اِنَّمَا هُوَ وَظِيْفَةُ الْمُجْتَهِدِ وَالْاِجْتِهَادُ مَلَكَةٌ ذَا سِعَةٍ وَّبَصِيْرَةٌ شَرِيْفَةٌ وَّرُتْبَةٌ عَظِيْمَةٌ صَعْبَةُ الْمُرْتَقٰى وَاَهْلُهٗ قَدِ انْقَرَضَ وَزَمَانُهٗ قَدْ مَضٰى یعنی جو مخالف بات بناتا ہے اور اللہ پر جھوٹھ باندہتا ہے سو یہ ہے کہ دلائل کو پکڑنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑہنا مشکل ہے جسکے لوگ تمام ہوگئے اور زمانہ اوسکا گذر چکا ہے آور شاہ صاحب وصیت نامہ مین لکھتے ہین دائما تفریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا را کہ تقلید عالمے را دستاویز ساختہ تتبع کتاب وسنت را ترک کردہ اند نشنیدن وبدیشان التفات نکردن وقربت خدا جستن بدوری ایشان انتہےٰ یعنی فروعات فقہیہ کو کتاب وسنت پر ہمیشہ پیش کرتے رہنا اور جو موافق ہو اوسکو قبول کرنا ورنہ کہوٹے اسباب کو مالک کی داڑہی پر مارنا امت کو مسائل فقہیہ کتاب اللہ اور سنت پر پیش کرنے سے کوئی چارہ نہین ہے (یعنی مسائل فقہیہ کو کتاب اللہ وسنت پر ہمیشہ پیش کرتے رہنا ضرور ہے) اور ان فقہا کی من گہڑی باتون کو جنہون نے ایک عالم کے تقلید کو دستاویز کرکے کتاب اللہ اور سنت کو ترک کر دیا ہے نہ سننا اور اونکی طرف التفات نکرنا اور خدا کی نزدیکی اونکی دوری کے ساتھ طلب کرنا انتہی شاہ صاحب کی اس کلام سے ثابت ہوا کہ اجتہاد ختم نہین ہوا ہے ورنہ مسائل فقہیہ کو ہمیشہ کتاب اور سنت کے مقابلہ مین کرنے کی کوئی معنے نہین اسی وجہ سے حنابلہ کے نزدیک کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین ہوتا ہے اور یہی بات ابن دقیق نے بھی اختیار کی ہے اور زبیری کا بھی مذہب یہی ہے اور اونکی دلیل یہ حدیث ہے لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ یعنی میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہین گے اور کتب تاریخ اسلامی کی تتبع سے

وَالنَّظَرِ فِی الْکُتُبِ الْمُعْتَمَدَۃِ اِذَا رُزِقَ الْاِنْسَانُ الْحِفْظَ وَالْفَہْمَ وَمَعْرِفَۃَ اللِّسَانِ اَسْہَلُ مِنْہُ قَبْلَ ذٰلِکَ یعنی فقہا اور محدثین کے امام ابو شامہ نے کہا ہے کہ تحقیق حرام کیا ہے ہمارے زمانہ کے فقہا نے حدیث اور آثار کی کتابون مین نظر کرنے کو اور حرام کیا ہے اوس کی فقہ اور معانی مین بحث کرنے کو اور حرام کیا ہے بہت عمدہ نفیس کتابون کے (جو احادیث کی شرح مین اور اوس کی نادر باتون کے بیان کرنے مین تصنیف ہوئی ہین) مطالعہ کرنے کو اور فنا اور برباد کیا ہے اونہون نے اپنے تمام عمرون کو اقوال فقہا کے مطالعہ کرنے مین اور چھوڑ دیا ہے اونہون نے اپنے نبی معصوم کی نصوص مین نظر کرنا اور ترک کر دیا ہے اونہون نے اقوال اور آثار صحابہ کو (جنہون نے وحی کا حضور پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور شریعت کی عمدہ باتون کو سمجھا) پس لاچار رتبہ اجتہاد سے محروم اور خالی رگہی اور ہمیشہ مقلد رگہی اور علما پہلے زمانے مین معذور تھے اوس حدیث کے ترک کرنے مین جسپر وہ واقف نہوے اس لئے کہ حدیثین اوس وقت ایک جگہہ مین جمع نہین ہوئی تہین سوا اسکے نہین کہ علما کی زبان سے سیکھی جاتی تھین اور تمام علما شہرون مین مستفرق تھے اور تحقیق یہ عذر دفع ہوچکا ہے اور شکر ہے اللہ کا الحمد جمع ہوئے کتابون حدیث کے اور علما نے اونکو مبوب اور تقسیم کر دیا ہے اور آسان کر دیا ہے طریق طرق اوس کی اور اون مین سے بہت حدیثون کی صحت اور ضعف کو بیان کر دیا ہے اور کلام کیا ہے اونہون نے راویون کی عدالت مین اور مجروح کی جرح مین اون مین سے اور کلام کیا ہے اونہون نے حدیث کی علتون مین اور نہین چھوڑا ہے اونہون نے واسطے عمل کر نیوالے کے کوئی حیلہ اور تفسیر کر دیا ہے قرآن کو یعنی اوسکی شان نزول کو اور کلام کیا ہے اوس کی غرائب اور فقہ مین اور جو اوس کے متعلق ہے بہت بڑی کتابون مین اور طیار کئے گئے آلات مین واسطے صاحب طلب صادق کے اور ذکا اور دانائی کے اور اسی طرح لغت اور صنعت عربی کو لوگون نے لکھدیا ہے اور محقق کر دیا ہے پس اجتہاد کی طرف پہونچنا اب بہت سہل اور آسان ہے پہلے سے انتہے

کی مثل تھے وفات انکی ۵۱۳ھ مین ہے ہفتم ابوالوفا مشہور حنبلی آپ بہی مجتہد تھے اور فرماتے تھے پیروی دلیل کی وجب ہے نہ پیروی امام احمد کی وفات ان کی ۵۱۳ھ مین ہے ہشتم امام مغافری مشہور مالکی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور تقلید کے تارک تھے اور کتاب اور سنت سے مسائل استنباط کرتے تھے وفات ان کی ۵۴۳ھ مین ہے نہم امام رازی آپ بہی مجتہد تھے اور اہل حدیث کے مذہب کے موافق فتوی دیتے تھے وفات انکی ۶۰۶ھ مین ہے دہم امام محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات آپ بہی مجتہد تھے اور اتباع حدیث اور ترک تقلید مین بے نظیر تھے اور علم حدیث کے ایک ایسا دریا تھے جسکا کنارہ نظر نہین آتا اور قیاس کے ایسے منکر جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا وفات انکی ۶۳۸ھ مین ہے یازدہم امام ابوشامہ مشہور شافعی ہین آپ نے مذمت تقلید اور ترغیب عمل بالحدیث مین ایک کتاب مستقل تالیف فرمائی ہے جسکا نام الکتاب المومل فی الرد الی الامر الاول ہے آپ بہی مجتہد تھے وفات انکی ۶۶۵ھ مین ہے دوازدہم امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ مشہور حنبلی ہین آپ مجتہد مطلق تھے اور آپ کا تارک تقلید ہونا اور باجتہاد خود حدیث کے ساتھہ عمل کرنا آپکے نام سے زیادہ تر مشہور ہے وفات اونکی ۷۲۸ھ مین ہے سیزدہم امام ابن القیم مشہور حنبلی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور عامل بالحدیث اور مذمت تقلید مین بے مثل وفات انکی ۷۵۱ھ مین ہے چہاردہم امام محمد ابراہیم وزیر مشہور زیدی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور عامل بالحدیث اور تارک تقلید تھے کسی مذہب زیدی وغیرہ کے مقلد نہ تھے پیدایش اون کی ۷۷۵ھ مین ہے پانزدہم امام جلال الدین محلی مشہور شافعی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور امام شافعی کے مذہب کے ملتزم نہین تھے بلکہ جس شخص کے پاس حق پاتے اوسی کی طرف رجوع کرتے وفات اونکی ۸۶۴ھ مین ہے شانزدہم امام شہاب الدین منزلادی آپ بہی مجتہد تھے اور کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرتے اور سنی محمدی کہلاتے حنفی شافعی وغیرہ نہ کہلاتے وفات اونکی ۹۰۱ھ مین ہے ہفدہم امام مقبلی صنعانی آپ بہی مجتہد تھے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک پر تھے رجوع بجز رسول اللہ صلی اللہ

سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں کسی نہ کسی کنارہ زمین مین کوئی نہ کوئی مجتہد ضرور ہے ہوتا رہا ہے خصوصا علماء شافعیہ اور حنابلہ مین علی الخصوص عارفان کتاب اور سنت مین اجتہاد کوئی ایسی چیز نایاب نہین ہے کہ سوائے چارون اماموں کے اور کسی کے ہاتھ نہ لگی ہو بلکہ جو شرائط اجتہاد کے مع شئے زائد اصحاب صحاح ستہ وغیرہ کو حاصل تھے وہ ائمہ اربعہ مین کسی ایک کو بہی حاصل نہ تہی بلکہ جو آلات اور اسباب اجتہاد متاخرین اہل علم کو ملی ہین وہ مجتہدین سابقین کے ہاتھ نہین لگے اسی وجہ سے متاخرین مین ہر زمانے مین کوئی نکوئی مجتہد کسی نہ کسی ملک مین ضرور ہی ہوتا رہا ہے اور دوسری صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک ہر زمانہ مین تارکین تقلید اور بلا واسطہ مجتہدین عاملین بالحدیث ہوتے چلے آئے ہین لہذا دوسری صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک ہر زمانے کے ایک ایک مجتہد کا نام بطور تمثیل کے لکہا جاتا ہے

اول محمد بن جریر طبری ہین مشہور شافعی ہین سنہ ۲۲۴ دو سو چوبیس مین پیدا ہوئے آپ کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ خود مجتہد تھے اور اپنا مذہب مستقل رکہتے تہے جسکے بہت لوگ تابع تہے دوم یحیی بن یحیی مصمودی مشہور مالکی ہین آپ بہی خود مجتہد تہے اور امام مالک کے مذہب کے مخالف فتوی دیا کرتے تہے سنہ ۲۳۴ مین انتقال کیا سوم دارمی مشہور شافعی ہین آپ بہی خود مجتہد تہے اور امام شافعی کے مذہب کے مخالف فتوے دیا کرتے تھے کوئی اعتراض کرتا کہ یہ فتوی امام شافعی کے مذہب کے مخالف ہے تو آپ فرماتے تجہپر افسوس ہے یہ تو حدیث کا فتوے ہے اور کبہی سائل سے یہ کہتے کہ تو امام شافعی کا قول پوچہتا ہے یا جو میری خیال مین ہے وفات انکی سنہ ۳۷۵ مین ہے چہارم حافظ ابن حزم سنہ ۳۸۴ مین پیدا ہوئی مشہور ظاہری ہین آپ بہی خود مجتہد تہے اور تقلید کو برا کہتے ہین...... ضرب المثل تہے پنجم حافظ ابن مندہ مشہور حنبلی ہین آپ بہی خود مجتہد تہے اور اپنے اجتہاد سے حدیث سے مسائل استنباط کرتے تھے اور اقوال مخالف حدیث کو ترک کر دیتے تہے وفات انکی سنہ ۴۷۰ مین ہے ششم امام ہروی مشہور حنبلی ہین آپ بہی مجتہد تہے اور اہل حدیث کے مذہب پر تہے اور اتباع مین عبد اللہ بن مبارک

مِنَ الْمُقَلِّدِيْنَ انتہی ترجمہ اسکا اوپر گذر چکا ہے پس اس بیان با برہان سے ثابت ہوگیا کہ ہر زمانے مین مجتہد ہوتے آئے ہین اور کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین رہا ہے اور اسی طرح زمانہ حال مین بھی کوئی نکوئی مجتہد کسی نکسی ملک مین ضرور ہوگا بلکہ اب زمانہ حال مین یہ نسبت زمانے سابق کے اجتہاد کرنا اور کتاب وسنت سے مسائل استنباط کرنا بہت سہل و آسان ہے اسلیے کہ اللہ تعالی کے فضل سے جو اسباب و آلات علوم و فنون کے اب اس زمانے مین علما کو میسّر ہوئے ہین علماء زمانہ سابق کو ایسے اسباب کبھی خواب مین بھی میسر نہوئے تھے اور جسقدر کتب تفاسیر اور کتب حدیث اور کتب اصول و فقہ وغیرہ علوم مختلفہ و فنون شتّے کے اب اس زمانہ مین جمع ہوئے ہین کسی علماء زمانہ سابق کے پاس جمع نہین ہوئے تھے پھر باوجود اس کے اجتہاد کے ختم کا دعوے کرنا بڑی سخت گمراہی اور پرلے درجے کی جہالت اور کج فہمی ہے **تشتم** باین طور کہ یہ شرائط اجتہاد کے جو بعض متعصبین نے لگائے ہین تو مجتہد مطلق کے واسطے لگائے ہین جو جمیع احکام مین فتوے دیوے اور جو شخص کہ کسی ایک حکم مین مثلا مجتہد ہو اوس کے واسطے یہ شرائط ضروری نہین ہین بلکہ اوسکو اوسی قدر علم حاصل کرنا ضرور ہے جو اوس مسئلے کے متعلق ہو چنانچہ تلویح مین لکھا ہے ثُمَّ هٰذِهِ الشَّرَائِطُ اِنَّمَا هُوَ فِيْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ الَّذِيْ يُفْتِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْكَامِ وَاَمَّا الْمُجْتَهِدُ فِيْ حُكْمٍ دُوْنَ حُكْمٍ فَعَلَيْهِ مَعْرِفَةُ مَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ الْحُكْمِ كَذَا ذَكَرَهُ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ انتہی اور **کشاف اصطلاحات الفنون** مین لکھا ہے وَاَمَّا الْمُجْتَهِدُ فِيْ مَسْئَلَةٍ فَيَكْفِيْهِ عِلْمُ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا وَلَا يَضُرُّهُ الْجَهْلُ بِمَا لَا يَتَعَلَّقُ بِهَا هٰكَذَا فِي الْعَضُدِيْ وَحَوَاشِيْهِ اور **دراسات** مین لکھا ہے وَمَا قِيْلَ مِنْ اَنَّهُ لَيْسَ فِيْ زَمَانِنَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاِجْتِهَادِ فَهُوَ مَعَ كَوْنِهٖ مِمَّا نُوْقِشَ فِيْهِ لَوْ سُلِّمَ فَهُوَ نَفْيٌ لِلْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ لَا مُطْلَقِ الْاِجْتِهَادِ الشَّامِلِ لِلْاِجْتِهَادِ الْجُزْئِيِّ لِعَدَمِ خُلُوِّ الْاَعْصَارِ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى عَصْرِنَا هٰذَا اِذْ اَدْنٰى مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْاِجْتِهَادُ الْجُزْئِيُّ اَمْرٌ قَرِيْبُ الْحُصُوْلِ يَقْتَضِيْ وَطْرَةً قَلِيْلَةً مِّنَ الْعِلْمِ انتہی حاصل یہ ہے کہ اجتہاد جزئی یعنی فقط ایک ہی مسئلہ مین اجتہاد کرنا اس کے واسطے یہ شرائط ضروری نہین جو مجتہد

علیہ وسلم کے کسی کا اتباع نکرتے) اور تقلید کے ایسے تارک تھے کہ اس کے سبب سے
مقلدین نے انپر کفر کے فتوے لگانے چاہئے وہ بحکم سلطان روم امتحان کے بعد بری کیے
گئے پیدایش اونکی ۱۰۴۳ھ مین ہے **ہژدہم** امام کوکبانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے
مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے عمل کرتے تھے پیدایش انکی ۱۱۳۵ھ مین ہے **نوزدہم** زبیدی
مشہور حنفی آپ بھی مجتہد تھے اور فرماتے تھے میرا دین وہ نہین ہے جو ابو حنیفہ اور اون کے شاگردون
کا ہے اگر وہ حدیث صحیح کے مخالف ہو پیدایش انکی ۱۱۵۹ھ مین ہے **بستم** علی ابن عبد اللہ
صنعانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے حدیث پر عمل کرتے
تھے پیدایش اون کی ۱۱۶۵ھ مین ہے **بست و یکم** عبد اللہ بن لطف اللہ صنعانی آپ بھی
مجتہد تھے اور تقلید سے سخت نفرت کرتے تھے وفات انکی ۱۱۷۲ھ مین ہے **بست و
دوم** عبد الرحمن بن احمد صنعانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے حدیث پر عمل کرتے
تھے پیدایش اون کی ۱۱۸۰ھ مین ہے **بست و سوم** امام محمد بن علی شوکانی آپ بھی
مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے تھے آپ کے زمانہ مین
اور اوس کے بعد آپ کے شاگردون مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین جو کسی کے مقلد نہ تھے
اور باجتہاد خود عمل بالحدیث کرتے تھے جیسے محمد بن احمد متوفی ۱۲۳۶ھ اور محمد بن حسن
متوفی ۱۲۵۷ھ وغیرہ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی اسمعیل
صاحب وغیرہ سب مجتہد تھے اور اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے تھے اور کسی کے مقلد
نہ تھے بلکہ تقلید کی مذمت کرتے تھے چنانچہ اون کی تصانیف سے یہ امر اظہر من الشمس ہے
اور اب اس زمانہ حال[ف] مین بھی بہت علما ایسے ہین کہ وہ کسی کے مقلد نہین ہین بلکہ اپنے
اجتہاد سے استدلال اور استنباط کرتے ہین اور اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے ہین اور
بعضے دوسرے ایسے بھی ہین کہ بظاہر مقلد کہلاتے ہین مگر درحقیقت وہ اپنے ملکہ سے استنباط
کر سکتے ہین اسی وجہ سے مولوی عبد الحی صاحب نے **تراجم حنفیہ** مین لکھا ہے بل
لَا یَخْلُوْ مِائَۃٌ مِّنَ الْمِاٰتِ مِنَ الْمُجَدِّدِیْنَ یَھْتَدِیْ بِھِمْ طَائِفَۃٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِیْنَ بَلْ وَلَا
عَصْرٌ مِّنَ الْاَعْصَارِ عَنْ جَمَاعَۃِ الْمُجْتَہِدِیْنَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِیْنَ وَاِنْ کَانُوْا فِی الظَّاہِرِ

[ف] جیسے کہ جناب معلی القاب نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب وشیخنا وشیخ الکل سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی وشیخ محمد صاحب مچھلی شہر والہ وغیرہ ہین نفعنا اللہ ببرکاتہم ومتعنا بطول حیاتہم ۱۲

آگے کچھہ اعتبار نہین اور جب کہ بغیر تحقیق اقوال ائمہ کے حدیث پر عمل کرنا امام اعظم کے
نزدیک جائز بلکہ واجب ہے تو پہر اُسکو حماقت اور تکبر کہنا گویا کہ امام اعظم کو احمق اور
متکبر ٹھہرانا ہے لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم چہارم یہ کہ ظاہر نصوص مین
تاویل کرنا اور نص کو ظاہر معنے سے پہیر دینا اکثر علما حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک
مطلق حرام ہے چہ جائیکہ تاویلی معنے پر عمل کیا جاوے یا ائمہ مجتہدین کی تاویلات کیطرف
التفات کیا جاوے بلکہ اگر صحابی راوی بہی اپنی مروی کے ظاہر معنے کے برخلاف تاویل
کرے اور اپنی تاویل کی کوئی سند نہ بتاوے تو اکثر حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اوسکی
تاویل بہی قابل عمل نہین بلکہ ظاہر معنے حدیث واجب العمل ہے اور تاویل صحابی کی طرف
رجوع جائز نہین ہے اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور حنفیہ مین سے امام کرخی اور
جمہور علما کا یہی قول ہے چنانچہ **حصول المامول** مین لکہا ہے السَّادِسُ اَنْ یَّکُوْنَ
الْخَبَرُ ظَاهِرًا فِيْ شَيْءٍ فَيَحْمِلُهُ الرَّاوِيْ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلٰى غَيْرِ ظَاهِرِهٖ اِمَّا بِصَرْفِ
اللَّفْظِ عَنْ حَقِيْقَتِهٖ اِلٰى مَجَازِهٖ اَوْ بِاَنْ يَّصْرِفَهٗ عَنِ الْوُجُوْبِ اِلَى النَّدْبِ اَوْ مِنَ
التَّحْرِيْمِ اِلَى الْكَرَاهَةِ وَلَمْ يَأْتِ بِمَا يُفِيْدُ صَرْفَهٗ عَنِ الظَّاهِرِ فَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ
مِنْ اَهْلِ الْاُصُوْلِ اَنَّهٗ يُعْمَلُ بِالظَّاهِرِ وَلَا يُصَارُ اِلٰى خِلَافِهٖ لِمُجَرَّدِ قَوْلِ الصَّحَابِيِّ
اَوْ فِعْلِهٖ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ لِاَنَّا مُتَعَبَّدُوْنَ بِرِوَايَتِهٖ لَا بِرَاْيِهٖ خِلَافًا لِلْحَنَفِيَّةِ يعني
حدیث کے حالات سے چہٹا حال یہ ہے کہ حدیث ایک معنے مین ظاہر الدلالة ہو اور صحابی
اوس کا راوی اُسکو غیر ظاہر معنے پر محمول کرے باین طور کہ اوس کے حقیقی معنے چہوڑ کر
مجازی معنے لے یا اوسکو وجوب سے استحباب کی طرف پہیر دیوے یا اُسکو حرمت سے
کراہت کی طرف پہیر دیوے اور اپنی اس تاویل پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو ایسی صورت
مین جمہور علما کا یہی مذہب ہے کہ ظاہر حدیث کا واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل
مخالف ظاہر حدیث کی طرف رجوع جائز نہین ہے اور یہی بات حق ہے اس لئے کہ ہم
صحابی کی روایت پر عمل کرنے کے ساتہہ مکلف ہین نہ اُس کی رای پر عمل کرنے کے ساتہہ
اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے اور تحریر الاصول شیخ ابن ہمام اور اُسکی شرح مین لکہا ہے

مطلق کے واسطے لگاتے ہین بلکہ اوسکو اتنا ہی علم کافی ہے جو اُس مسئلہ کے متعلق ہو
اور کوئی زمانہ اس سے خالی نہین ہے اس کے واسطے تہوڑا علم کافی ہے **فقط**

مغالطۂ چہارم اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ
دیتے ہین جو کہ فتح المبین مین لکھا ہے کہ بغیر تحقیق اقوال ائمہ مجتہدین کے صحیح حدیث
پر عمل کر لینا حسن ظن تو ہے مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین اور یہ مغالطہ دیتے ہین کہ حدیث
پر عمل کرنا گمراہی ہے **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** اسوجہ سے کہ اصول حنفی
مین لکھا ہے کہ اگر راوی صحابی اپنی مروی مین تاویل کرے تو وہ موجب جرح نہین ہو
سکتی ہے چنانچہ تلویح مین لکھا ہے وَاِنْ عَمِلَ بِبَعْضِ مُحْتَمَلَاتِہٖ بِطَرِیْقِ التَّاْوِیْلِ لَا
یَکُوْنُ جَرْحًا انتہی اور جبکہ راوی صحابی کی تاویل اوسکو حجت ہونے سے خارج نہین کرتی
ہے تو پہر ائمہ مجتہدین کی تاویلات جو صدہا برس کے بعد پیدا ہوئے کس گنتی اور شمار مین
ہین اور حدیث کو حجت ہونے سے کیسے خارج کر سکتے ہین **دوم** باین طور کہ خود
فتح المبین کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ مین لکھا ہے کہ خود مجتہدین اکابر دین کو آجتک کسی مسئلہ
کی تحقیق نہین ہوئی ہے انتہی پس اب عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکہنا
بنا فاسد علی الفاسد ہے **سوم** یہہ کہ امام اعظم صاحب اور امام محمد کے نزدیک تو صحیح
حدیث پر عمل کر لینا بلا تحقیق تاویل و نسخ کے جائز ہے چنانچہ بحر الرائق مین لکھا ہے
وَاِنْ لَمْ یَسْتَفْتِ وَلٰکِنْ بَلَغَہُ الْخَبَرُ وَهُوَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ
وَقَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْغِیْبَۃُ تُفْطِرُ الصَّائِمَ وَلَمْ یَعْرِفِ النَّسْخَ وَلَا تَاْوِیْلَہٗ فَلَا
کَفَّارَۃَ عَلَیْہِ عِنْدَ هُمَا لِاَنَّ ظَاهِرَ الْحَدِیْثِ وَاجِبُ الْعَمَلِ انتہی یعنی اگر کسی
سے فتوی نہ پوچہا ولیکن اوسکو یہ حدیث پہونچ گئی کہ پچہنی لگانے والی اور لگوانے
والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے اور نہین پہچانتا ہو اُسکے
منسوخ ہونے کو اور نہ اُس کی تاویل کو تو اُسپر کچہہ کفارہ نہین ہے نزدیک امام
اعظم اور محمد کے اس لئے کہ ظاہر حدیث کا واجب العمل ہے انتہی پس اس سے صاف
معلوم ہوگیا کہ ظاہر حدیث کا معنے واجب العمل ہے تاویلات ائمہ مجتہدین کا اُس کے

خلاف کرنے کی کوئی وجہ (دلیل) معلوم ہوا اور اس تاویل کی جو راوی نے اختیار کی ہو دلیل
بن سکے تو اس دلیل کی پیروی واجب ہے اور ظاہر حدیث کا ترک کرنا جائز ہے نہ
اس لئے کہ وہ راوی کا عمل ہے اس واسطے کہ کسی مجتہد کے لئے حجت نہین ہوسکتا ہے
بلکہ اس دلیل کی نظر سے جو معلوم ہوئی اور اگر اس تاویل صحابی راوی کی کوئی دلیل معلوم نہو
تو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور راوی کی تاویل و مخالفت کا یہ سبب بھی ہوسکتا
ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس تاویل و مخالفت ظاہر
حدیث مین کسی دلیل سے مستدل ہوا ہو جس مین اُس سے خطا ہوگئی ہو یا وہ ایسی
دلیل ہو جسکا صرف وہی قائل ہو نہ دوسرے مجتہدین اور یہ بھی احتمال ہے کہ اُس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو یقیناً جان لیا ہو اور جب ان سب احتمالون مین
تردد و شک رہا تو ظاہر معنے حدیث کو اوس کے شک و تردد سے چھوڑا نہین جاسکتا
ہے اور راوی بہر حال اس مخالفت کے سبب سے فاسق بھی نہین ہوسکتا ہے تا کہ
اُس کی اس روایت پر عمل کرنا جائز نہوا نتھے بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ تاویل صحابی ظاہر
حدیث پر مقدم ہے اس لئے کہ ظاہر حدیث کے ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تھا
ومع ذلک اُس نے ظاہر کو ترک کیا تو اُس سے معلوم ہوا کہ اُس نے کوئی دلیل ظاہر
حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اُسکو ترک کیا سو حنفیون کی اس دلیل کا جواب
احکام آمدی کی اس کلام مین آچکا ہے باین طور کہ جیسے صحابی کے ظاہر حدیث کے ترک
کرنے مین یہ احتمال تم نکالتے ہو ویسے ہی یہ بھی احتمال ہے کہ صحابی راوی اُس حدیث کو
بھول گیا ہو اور یہ بھی احتمال کہ وہ اس تاویل اور مخالفت ظاہر حدیث مین کسی دلیل سے
متمسک ہوا ہو جسمین اُس نے خطا کی ہو یا وہ ایسی دلیل ہو جسکا فقط وہی قائل ہو
نہ دوسرے مجتہدین اور جب کہ اوس کی تاویل مین اتنے احتمال ہین تو وہ قطعی دلیل
نہین ہوسکتی اور ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے پس اس تاویل ظنی اور محتمل سے اوس کا ترک
کرنا جائز نہین ہے اور **دراسات** مین لکھا ہے اَقُوْلُ وَقَدْ عُلِمَ مِنْهُ اَنَّ اَكْثَرَ
الْعُلَمَاءِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ قَائِلُوْنَ بِعَدَمِ تَرْكِ ظَاهِرِ النُّصُوْصِ

وَاِذَا حَمَلَ الصَّحَابِيُّ مَرْوِيَّهُ الظَّاهِرَ فِي حُكْمٍ عَلَى غَيْرِ الظَّاهِرِ حُكْمُهُ فَذَهَبَ
الْاَكْثَرُ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَالْكَرْخِيُّ اَنَّ الْمَعْمُولَ بِهِ هُوَ الظَّاهِرُ دُوْنَ
مَا حَمَلَ عَلَيْهِ الرَّاوِيُّ مِنْ تَاْوِيْلِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ كَيْفَ اَتْرُكُ الْحَدِيْثَ بِقَوْلِ
مَنْ لَوْ عَاصَرْتُهُ لَحَاجَجْتُهُ انتهى یعنی جب صحابی راوی (اپنے قول و فعل سے) اپنی روایت
کے ظاہر معنے کے خلاف تاویل کرے اور اوسکو ظاہر معنے سے پہیر دیوے تو جمہور علما
امام شافعی اور امام کرخی وغیرہ کے نزدیک حدیث کا ظاہر معنے واجب العمل ہے اور تاویل
صحابی کی ساتھ عمل کرنا جائز نہین ہے امام شافعی نے فرمایا مین حدیث کو ایسے شخص کے
قول سے کسطرح چہوڑ دون کہ اگر مین اُسکا ہمعصر ہوتا تو اوس کے ساتہ جہگڑتا پس یہان سے
ثابت ہوگیا کہ اگر صحابی راوی حدیث مین ظاہر معنے کے برخلاف تاویل کرے تو اوسکی
تاویل اکثر علما کے نزدیک قابل عمل نہین ہے اور احکام آمدی مین لکہا ہے وَالْمُخْتَارُ
اَنَّهُ اِنْ عُلِمَ مَاْخَذُهُ فِي الْمُخَالَفَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ مَا يُوْجِبُ حَمْلَ الْخَبَرِ عَلٰى مَا ذَهَبَ
اِلَيْهِ الرَّاوِيُّ وَجَبَ اِتِّبَاعُ ذٰلِكَ الدَّلِيْلِ لَا لِاَنَّ الرَّاوِيَ عَمِلَ بِهِ فَاِنَّهُ لَيْسَ عَمَلُ
اَحَدِ الْمُجْتَهِدِيْنَ حُجَّةً عَلَى الْاٰخَرِ وَاِنْ جُهِلَ مَاْخَذُهُ فَالْوَاجِبُ الْعَمَلُ بِظَاهِرِ
اللَّفْظِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الرَّاوِيَ عَدْلٌ وَقَدْ جَزَمَ بِالرِّوَايَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَهُوَ الْاَصْلُ فِي وُجُوْبِ الْعَمَلِ بِالْخَبَرِ وَمُخَالَفَةُ الرَّاوِيِّ لَهُ مُحْتَمَلٌ اَنْ كَانَ
لِنِسْيَانٍ طَرَاَ عَلَيْهِ وَيَحْتَمِلُ اَنَّهُ كَانَ لِدَلِيْلٍ اجْتَهَدَ فِيْهِ وَهُوَ مُخْطِئٌ فِيْهِ
اَوْ هُوَ مِمَّا نَقُوْلُ بِهِ دُوْنَ غَيْرِهِ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ كَمَا عُرِفَ مِنْ مُخَالَفَةِ مَالِكٍ لِخَبَرِ
خِيَارِ الْمَجْلِسِ بِمَا رَاٰهُ مِنْ اِجْمَاعِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى خِلَافِهِ وَيَحْتَمِلُ اَنَّهُ عَلِمَ بِذٰلِكَ
عِلْمًا لَا مِرَاءَ فِيْهِ مِنْ قَصْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِذَا تَرَدَّدَ بَيْنَ هٰذِهِ
الْاِحْتِمَالَاتِ فَالظَّاهِرُ لَا يُتْرَكُ بِالشَّكِّ وَالْاِحْتِمَالِ وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيْرٍ فَيَتَعَذَّرُ وَلَكِنَّ
الْخَبَرَ لَا يَكُوْنُ فَاسِقًا حَتّٰى يَمْتَنِعَ الْعَمَلُ بِرِوَايَتِهِ وَبِهٰذَا اِنْدَفَعَ قَوْلُ الْخَصْمِ اَنَّهُ
اِنْ اُحْسِنَ الظَّنُّ بِالرَّاوِيِّ وَجَبَ حَمْلُ الْخَبَرِ عَلٰى مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ وَاِنْ اُسِيْءَ بِهِ
الظَّنُّ امْتَنَعَ بِرِوَايَتِهِ یعنی پسندیدہ اور مختار بات یہ ہے کہ اگر راوی کی ظاہر حدیث کو

اقوال ائمہ کے جائز نہین تو اب اقوال ائمہ پر بلا تحقیق و تفتیش ماخذ کے عمل کرنا بطریق
اولی جائز نہوگا پس لابد ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال کی بھی تحقیق کی جاوے پس یا تو اقوال
ائمہ کی تحقیق حدیث سے کیجاویگی اور اونکا صحیح ہونا یا ضعیف ہونا حدیث سے معلوم
کیا جاویگا یا کسی دوسرے امام کے قول سے برشق اول دور لازم آویگا یا تسلسل اس لئے
کہ حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تم تحقیق اقوال ائمہ پر موقوف کر چکی ہو اور جب اقوال ائمہ
کی حدیث پر موقوف ہوئی تو دور لازم آویگا یا تسلسل اور برشق ثانی بھی دور لازم آویگا
پس جب دونوں شقین باطل ہوئین تو مدعا ہمارا ثابت ہوا اور حدیث پر عمل کرنا جائز
ہوا **ششم** باین طور کہ ائمہ مجتہدین کی تحقیق مختلف طور سے ہے مثلاً ایک حدیث
کے امام شافعی کچھہ معنے کرتے ہین اور مالک اوسکا معنے کچھہ اور کرتے ہین اور امام اعظم
اوسکا معنے کچھہ اور بتلاتے ہین و علی ہذا القیاس اور ائمہ مجتہدین اوس مین کچھہ اور ہی
رائے لگاتے ہین اور تخصیص ایک امام کی ترجیح بلا مرجح ہے پس اب کس امام کی
تحقیق پر عمل کیا جاوے بلکہ اب کسی امام کی تحقیق پر عمل کرنا جائز نہوا خصوصاً
عامی تو بقول مؤلف فتح المبین کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے ہی نہین سکتا
ہے اور آجکل کے علما بھی بقول مؤلف فتح کے عوام کے مساوی ہین پس وہ بھی ایک
کو دوسرے پر ترجیح نہین دیسکتے ہین پس اب کیا کیا جاوے اور عوام الناس کیا کرین
اور کدہر جاوین **اور** نیز بقول مؤلف فتح المبین جب کہ خود مجتہدین ہی کو کسی مسئلہ
کی تحقیق ابھی تک نہین ہوئی تو پھر آجکل کے علما سے کسی مسئلہ کی تحقیق ہونا کیسے
ممکن ہے پس ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا بھی اون سے ممکن نہوا اس لئے کہ یہ بھی مسئلہ
منجملہ اونکی تحقیق سے ہے پس حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق ائمہ پر موقوف کہنا
قطعاً باطل ہوا **هفتم** جب حنفیہ حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق ائمہ مجتہدین پر
موقوف رکھتے ہین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا معنے وہی معتبر ہے جو تمام
ائمہ مجتہدین نے اتفاق کرکے اپنی تحقیق سے اوس کا ایک معنے مقرر کیا ہو پس
اب اسسے ثابت ہوا کہ ایک امام کی تحقیق کا کوئی اعتبار نہین جب تک کہ اوسپر

بِتَأْوِيلِ الصَّحَابَةِ بِخِلَافِهِ فَضْلًا عَنْ تَأْوِيلِ تَابِعِيٍّ وَمَنْ تَبِعَهُ مِنْ دُونِهِ مِنْ
طَبَقَاتِ الْعُلَمَاءِ وَعُلِمَ أَيْضًا أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ حَرَامًا فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ
مُسْتَفِيضًا مَشْهُورًا یعنی مین کہتا ہون کہ تحقیق معلوم ہوچکا ہے اس سے کہ اکثر علما
شافعیہ اور حنفیہ صحابہ کی تاویل مخالف سے ظاہر نصوص کے ترک کرنے کو جائز نہین
رکھتے ہین پس تابعین اور تبع تابعین اور جو لوگ بعد اونکے پیدا ہوئے اون کی تاویل مخالف
ظاہر حدیث کا تو کیا ہی ٹھکانا ہے اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ تاویل کے ساتھ ظاہر حدیث
کو ترک کرنا صحابہ کے زمانہ مین حرام تھا اور یہ مشہور معروف تھا انتہے اور نیز دراسات
مین لکھا ہے وَلَا أَقَلَّ الْمُجَوِّزُونَ إِنَّمَا جَوَّزُوهُ فِي تَأْوِيلِ الصَّحَابَةِ خَاصَّةً لِتَعْلِيلِ
تَجْوِيزِهِمْ ذٰلِكَ بِمَا يَخُصُّ الصَّحَابَةَ فَحَسْبُ یعنی یہ سب اختلاف فقط تاویل صحابی مین ہے
اکثر علما اوسکو ظاہر حدیث کے مقابلہ مین لائق عمل نہین جانتے ہین اور بعض قابل عمل
سمجھتے ہین مگر جو لوگ کہ صحابہ کے بعد پیدا ہوئے ہین جیسے تابعین اور تبع تابعین و
من بعدہم اونکی تاویل تو ظاہر نص کے مقابلہ مین بالاتفاق مقبول نہین ہے اسلئے
کہ جو بعض حنفیہ صحابہ کی تاویل کے ساتھ عمل کرنا جائز رکھتے ہین وہ دلیل اُس کی ایسی بیان
کرتے ہین جو فقط صحابہ ہی کے ساتھ خاص ہے دوسرون مین وہ دلیل پائی نہین
جاتی ہے پس جب کہ ظاہر حدیث کے مقابلہ مین صحابی کی تاویل کا کچھہ اعتبار نہین ہے
بلکہ ظاہر نص واجب العمل ہے نزدیک جمہور علما کے تو پھر تابعین اور تبع تابعین وغیرہ
مجتہدین کے اقوال اور تاویلات کا تو ظاہر حدیث کے مقابلہ مین بطریق اولی کچھہ اعتبار
نہین ہے بلکہ اس سے ثابت ہوگیا کہ ائمہ مجتہدین کی تاویلات ظاہر حدیث کے مقابلہ
مین بالاتفاق مقبول نہین ہین اور ظاہر حدیث کے مقابلہ مین اون کے ساتھہ عمل کرنا
بالاتفاق جائز نہین ہے بلکہ قطعاً حرام و ناجائز ہے پس حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق
اقوال ائمہ مجتہدین پر موقوف رکھنا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور کون مسلمان اسکو جائز
کہہ سکتا ہے اور سلف و خلف اہل اسلام سے یہ کسکا مذہب ہے جسکو آج کل کے جعلی
حنفیون نے اختیار کیا ہے پیچھہ باین طور کہ جب حدیث صحیح پہ عمل کرنا بلا تحقیق

وعدم المعارض بل ينبغي العمل به الى ان يظهر شيء من الموانع فينظر في ذلك
في العمل كون الاصل عدم هذه العوارض المانعة من العمل وقد بنى ال
اعتبار باصل الشيء احكاما كثيرة في الماء ونحوه لا يخفى على المتتبع و
من اهل البوادي والقرى البعيدة من كان يجيء عنده صلى الله عليه و
او مرتين ويسمع شيئا ثم يرجع الى بلاده ويعمل به والوقت كان وقت
تبديل ولم يعرف انه صلى الله عليه وسلم امر احدا من هؤلاء بالمراجع
الناسخ من المنسوخ بل انه صلى الله عليه وسلم قرر من قال لا ازيد عليها
ولا انقص على ما قال ولم ينكر عليه بانه يحتمل النسخ بل قال دخل الجنة ان
او كما قال وكذلك ما امر الصحابة اهل البوادي وغيرهم بالعرض على
للناسخ والحجة بلوغه لا وجوده ويدل على ان المعتبر البلوغ لا الو
المكلف مأمور بالعمل على وفق المنسوخ كحديث نسخ القبلة الى الكعب
انتهى كذا نقله في الدراسات **ترجمہ** علامہ ولی الدین عراقی
دلیل سے جواز عمل بالحدیث معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سب
کی اصطلاح پر مجتہد نہ تھے بلکہ ان میں شہری لوگ بھی تھے اور جنگلی بھی تھے اور
بھی تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فقط ایک ہی حدیث سنی تھی
ہی مرتبہ صحبت حاصل کی تھی اور اس میں شک نہیں ہے کہ جو آنحضرت صلی ا
سلم سے کوئی حدیث سنتا یا اور صحابہ سے کچھ سنتا تو موافق سمجھ کے اوس پر عمل کر
ہو یا نہو یہ امر ثابت نہیں ہوا کہ جو اون میں مجتہد نہ تھا اُس پر یہ حکم لگایا گیا ہو کہ و
طرف رجوع کرے اس سے اسکا معنے پوچھکر اُس سنی ہوئی حدیث پر عمل کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ امر پایا گیا نہ بعد آپ کے صحابہ کے زمان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غیر مجتہد کے واسطے عمل بالحدیث کی تقریر وا جا
جاتی ہے اور صحابہ کا اس پر اجماع ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
راشدین غیر مجتہدین صحابہ کو حکم دیتے خصوصاً اون لوگوں کو جو جنگل میں رہتے تھے

تمام ائمہ مجتہدین کا اتفاق نہو جاوے پس اب مثلاً امام اعظم اگر اکیلے اپنی تحقیق سے
کسی حدیث کا کوئی معنی کریں یا اوس کی کوئی تاویل کردیں تو اُس کا بھی کچھ اعتبار
نہوگا جب تک کہ تمام مجتہدین اوس معنے ...... یا اوس تاویل پر اتفاق نکرلیویں
پس حنفی مذہب کی تو اس سے بیخ و بنیاد اوکھڑ گئی اس لئے کہ امام صاحب کی تو کل
تاویلات و تحقیقات ایسے ہیں کہ کوئی امام مجتہد اون کے ساتھہ کسی تحقیق میں متفق
نہیں ہے الا ماشاء اللہ ھشتم باین طور کہ تمام علماء محققین و ثقات ماہرین کے
اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حدیث صحیح پر بغیر تحقیق تاویل و نسخ و تفتیش اقوال
ائمہ کے عمل کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور سب علماء برملا یہی منادی کرتی ہیں کہ حدیث
پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف نہیں ہے لہذا چند اقوال علماء محققین و ائمہ مجتہدین
کے اوس کی تصدیق کیواسطے نقل کئے جاتے ہیں - قَالَ وَلِيُّ الدِّينِ العِرَاقِيُّ الدَّلِيلُ
يُعْطِي الْجَوَازَ يَعْنِي الْعَمَلَ بِالْأَمْرِ لِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ مَا كَانَ
كُلُّهُمْ فُقَهَاءَ عَلَى اصْطِلَاحِ الْعُلَمَاءِ فَإِنَّ فِيهِمُ الْقَرَوِيَّ وَالْبَدَوِيَّ وَمَنْ سَمِعَ مِنْهُ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَاحِدًا وَصَحِبَهُ مَرَّةً وَلَا شَكَّ أَنَّ مَنْ سَمِعَ مِنْهُمْ حَدِيثًا
عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَخَذَ عَنِ الصَّحَابَةِ كَانَ يَعْمَلُ بِهِ عَلَى حَسَبِ فَهْمِهِ فَقِيهًا كَانَ
أَوْ لَا وَلَمْ يُعْرَفْ أَنَّ غَيْرَ الْفَقِيهِ مِنْهُمْ كُلِّفَ بِالرُّجُوعِ إِلَى الْفَقِيهِ فِيمَا سَمِعَهُ مِنَ الْحَدِيثِ
لَا فِي زَمَانِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بَعْدَهُ فِي زَمَانِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَهٰذَا
تَقْرِيرٌ مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ لِغَيْرِ الْفَقِيهِ وَإِجْمَاعٌ مِنَ الصَّحَابَةِ
عَلَيْهِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَأَمَرَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ غَيْرَ الْفُقَهَاءِ مِنَ
الصَّحَابَةِ سِيَّمَا أَهْلَ الْبَوَادِي أَنْ لَا يَعْمَلُوا بِمَا أَخَذُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشَافَهَةً
أَوْ بِوَاسِطَةٍ حَتّٰى يَعْرِضُوا عَلَى الْفُقَهَاءِ مِنْهُمْ وَلَمْ يُرْوَ مِنْ هٰذَا عَيْنٌ وَلَا أَثَرٌ وَهٰذَا ظَاهِرُ
قَوْلِهِ تَعَالَى مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَنَحْوِهِ مِنَ الْآيَاتِ
حَيْثُ لَمْ تَتَقَيَّدْ بِأَنَّ ذٰلِكَ عَلَى فَهْمِ الْفُقَهَاءِ وَمِنْ هُنَا عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَتَوَقَّفُ الْعَمَلُ
بَعْدَ وُصُولِ الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَلَى مَعْرِفَةِ عَدَمِ النَّاسِخِ وَعَدَمِ الْإِجْمَاعِ عَلَى خِلَافِهِ

نسخ قبلکی انتہے اور علامہ بہاء الدین مرجانی حنفی نے اپنی کتاب ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق میں کہا ہے[له] والذی یتقوله المخاطب ویفتری به الکذب علی الله انه من زعم ان التمسك بالادلة انما هو وظیفة المجتهد والاجتهاد ملکة راسخة وبصیرة شریفة ورتبة عظیمة صعبة المرقی واهله قد انقرض وزمانه قد مضی وکل آیة وحدیث وخبر مخالف لقول اصحابنا لا یجوز العمل به ویقدم اقوال الفقهاء علی الحدیث نص قال واذا اورد علیه الحدیث یهذی ویقول انه لم یاخذ به الفقیه والمجتهد فلا یعمل بمقتضاه قلت کذلك قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیه آباءنا وانا لفی شك مما تدعوننا الیه مریب وقالوا ما نفقه کثیرا مما تقول الی غیر ذلك من مقالاتهم المستهجنة وکلماتهم المستقبحة المحکیة فی کتاب الله تعالی ویمحو الله الباطل ویحق الحق بکلماته انه کتاب لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من رب العلمین مالکم کیف تحکمون ام لکم کتاب فیه تدرسون ان لکم فیه لما تخیرون وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردکم فاصبحتم من الخسرین ثم قال وتقدیم اقوال الرجال علی الحدیث رد النصوص ورجم بالغیب وهو کفر بلا ریب ولو لم یثبت الحکم الشرعی عند ذلك الکذاب المفتری علی الله الا بقول الفقیه لزم الدور او التسلسل فانه اذا قیل له لم وجب الاخذ بقول الفقیه وما الذی رجحه علی قول غیره ماذا یقول فان قال وجب الاخذ به وترجح علی غیره بقول آخر الفقیه ینتقل الکلام الی وجوب الاخذ بقول هذا الفقیه الآخر وهکذا فاما ان یدور او یتسلسل وهو باطل او ینتهی الی قول الرسول او فعله صلی الله علیه وسلم **ترجمہ** جو مخاطب بات بناتا ہے اور الله پر جھوٹھ باندھتا ہے سو یہ ہے جو خیال کرتا ہو کہ دلائل کو پکڑنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد

[له] اس عبارت کو مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں نقل کیا ہے ۱۲

کہ جو کچھ اونہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اور اصحاب کے سنا ہے اسپر عمل نکرین جب تک کہ اوسکو مجتہدین صحابہ پر پیش نکرلیوین اور اس حکم مین کوئی امر مروی نہین ہے اور اس حکم کا نہونا اس قول خدا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تمکو رسول دے سو لے لو اور جس سے روکے رکجاؤ ایسے ہی اور آیات ہین کہ ان مین فہم مجتہد کی قید نہین ہے اور یہان سے تو نے جان لیا کہ حدیث پر عمل کرنا بعد پہونچ جانے حدیث صحیح کے اسبات پر موقوف نہین ہے کہ ہم اوسکا منسوخ نہونا یا اوس کے برخلاف اجماع نہونا یا اوس کے مقابلے مین اور حدیث کا نہونا جان لین پس اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے جب تک کہ کوئی امر ان امور سے ظاہر نہو جب معلوم ہو تو پھر اوس مین نظر کیجاویگی اور اوسپر عمل کرینگے (ان امور عارضی کا نہونا) ہی کافی ہے ہم ۱۲۹ ہے اور بہت سے بہت احکام پانی وغیرہ کے باب مین اس اصل پر بنا کئے ہین چنانچہ ناظرین پر مخفی نہین ہے اور یہ بہی معلوم ہے کہ جنگلی اور دور دور کے بستیون کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یا دو دفعہ آتے اور کچھ کچھ حدیثین سن جاتے پھر اپنے شہرون کی طرف پھر جاتے تو اوسی پر عمل کرتے رہتے اور حالانکہ وہ وقت نسخ اور تبدیل کا تہا پھر یہ معلوم نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو فرمایا کہ ناسخ اور منسوخ کو پہچان لیا کرین یعنی تب ان حدیثون پر عمل کرین بلکہ جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فقط ایک ہی حدیث سنی اوس نے چند احکام سیکھ کر کہا تہا کہ مین اس سے کم و بیش نکرونگا اوسکی بات کو آپ نے مسلم رکھا اور یہ نفرمایا کہ تو کیون کہتا ہے یہ احکام نسخ کا احتمال رکھتے ہین بلکہ آپ نے اوسکو یہ فرمایا کہ یہ شخص جنت مین داخل ہووےگا اگر سچ کہا ہے اسی طرح رسول اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جنگل والے لوگون کو یہ نہین فرمایا کہ حضرت کی حدیثون کو مجتہدین کے سامنے پیش کر لیا کرین تاکہ وہ اونکو ناسخ اور منسوخ مین تمیز کر دیا کرین نسخ کے باب مین ناسخ کا پہونچ جانا حجت ہے نہ اوس کا فی الواقع موجود ہونا دلیل اسپر یہ ہے کہ مکلف منسوخ پر عمل کرنے کے ساتھ حکم کیا گیا ہے جب تک کہ اوس کا ناسخ اوسپر ظاہر نہو جاوے اور جب ظاہر ہوا تو اوسکو اپنے پہلے عمل کا قضا کرنا نہین آتا ہے جیسے حدیث

علیہ وسلم کی طرف پھر آیا پس مدعا حاصل ہوا انتہی اور علامہ ابن القیم نے اعلام
کے خاتمہ میں لکھا ہے اَلْفَائِدَةُ الثَّامِنَةُ وَالْاَرْبَعُوْنَ اِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ الصَّحِيْحَانِ
اَوْ اَحَدُهُمَا اَوْ كِتَابٌ مِّنْ سُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْثُوْقٌ بِمَا فِيْهِ فَهَلْ لَهٗ
اَنْ يُّفْتِيَ بِمَا يَجِدُهٗ فِيْهِ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ قَدْ يَكُوْنُ
مَنْسُوْخًا اَوْ لَهٗ مُعَارِضٌ اَوْ يَفْهَمُ مِنْ دَلَالَتِهٖ خِلَافَ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ اَوْ يَكُوْنُ اَمْرَ نَدْبٍ فَيَفْهَمُ
مِنْهُ الْاِيْجَابَ اَوْ يَكُوْنُ عَامًّا لَهٗ مُخَصِّصٌ اَوْ مُطْلَقًا لَهٗ مُقَيِّدٌ فَلَا يَجُوْزُ لَهُ الْعَمَلُ وَلَا
الْفُتْيَا حَتّٰى يَسْاَلَ اَهْلَ الْفِقْهِ وَالْفُتْيَا وَقَالَتْ طَائِفَةٌ بَلْ لَهٗ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ وَ
يُفْتِيَ بِهٖ بَلْ يَتَعَيَّنُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَفْعَلُوْنَ اِذَا بَلَغَهُمُ
الْحَدِيْثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَ بِهٖ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بَادَرُوْا اِلَى الْعَمَلِ
بِهٖ مِنْ غَيْرِ تَوَقُّفٍ وَّلَا بَحْثٍ وَّلَا يَقُوْلُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ قَطُّ هَلْ عَمِلَ بِهٰذَا فُلَانٌ وَ
فُلَانٌ وَلَوْ رَاَوْا مَنْ يَّقُوْلُ ذٰلِكَ لَاَنْكَرُوْا عَلَيْهِ اَشَدَّ الْاِنْكَارِ وَكَذٰلِكَ التَّابِعُوْنَ
وَهٰذَا مَعْلُوْمٌ بِالضَّرُوْرَةِ لِمَنْ لَّهٗ اَدْنٰى خِبْرَةٍ بِحَالِ الْقَوْمِ وَسِيْرَتِهِمْ وَطُوْلُ الْعَهْدِ
بِالسُّنَّةِ وَبُعْدُ الزَّمَانِ وَعِتْقُهَا لَا يُسَوِّغُ تَرْكَ الْعَمَلِ بِهَا وَالْاَخْذَ بِغَيْرِهَا وَلَوْ كَانَ
سُنَنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُوْغُ الْعَمَلُ بِهَا بَعْدَ صِحَّتِهَا حَتّٰى يَعْمَلَ
بِهَا فُلَانٌ وَّفُلَانٌ لَكَانَ قَوْلُ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ عِيَارًا عَلَى السُّنَنِ وَمُزَكِّيًا لَّهَا وَشَرْطًا
فِي الْعَمَلِ بِهَا وَهٰذَا مِنْ اَبْطَلِ الْبَاطِلِ وَقَدْ اَقَامَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالَى الْحُجَّةَ
بِرَسُوْلِهٖ دُوْنَ اٰحَادِ الْاُمَّةِ وَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبْلِيْغِ سُنَّتِهٖ وَدَعَا
لِمَنْ بَلَّغَهَا فَلَوْ كَانَ مَنْ بَلَغَتْهُ لَا يَعْمَلُ بِهَا حَتّٰى يَعْمَلَ بِهَا الْاِمَامُ فُلَانٌ وَالْاِمَامُ
فُلَانٌ لَمْ يَكُنْ فِيْ تَبْلِيْغِهَا فَائِدَةٌ وَّحَصَلَ الْاِكْتِفَاءُ بِقَوْلِ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ قَالُوْا
وَالنَّسْخُ الْوَاقِعُ فِي الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ اَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ لَا يَبْلُغُ عَشَرَةَ اَحَادِيْثَ
اَلْبَتَّةَ بَلْ وَلَا شَطْرَهَا فَتَقْدِيْرُ وُقُوْعِ الْخَطَاءِ فِي الذَّهَابِ اِلَى الْمَنْسُوْخِ اَقَلُّ
بِكَثِيْرٍ مِّنْ وُّقُوْعِ الْخَطَاءِ فِيْ تَقْلِيْدِ مَنْ يُّصِيْبُ وَيُخْطِئُ وَيَجُوْزُ عَلَيْهِ التَّنَاقُضُ
وَالْاِخْتِلَافُ وَيَقُوْلُ الْقَوْلَ وَيَرْجِعُ عَنْهُ وَيُحْكٰى عَنْهُ فِي الْمَسْئَلَةِ الْوَاحِدَةِ عِدَّةُ

مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی ہے اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑھنا دشوار ہے تا جس کے
لوگ تمام ہوئے اور اوس کا زمانہ گذر چکا اور جب اوسپر کوئی حدیث وارد کی جاتی ہے تو
بیہودہ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہد اور فقیہ نے نہین لیا ہے پس اسپر عمل نکیا
جاویگا (اس کے جواب مین) مین کہتا ہون (جو قرآن مجید مین اللہ تعالی نے کفار کے
جواب مین فرمایا ہے) کہ ایسا ہی اون لوگون نے کہا ہے جو اُن سے پہلے تھے ان کی
بات کی طرح ان کے دل ایک جیسے ہو رہے ہین اور جب اونکو کہا جاتا ہے کہ اوس کی
طرف آؤ جو اللہ تعالی نے اوتارا ہے اور رسول کی طرف تو کہتے ہین کہ ہمکو وہی کافی ہے
جسپر پایا ہمنے اپنے باپ دادون کو اور ہم اُس چیز سے جسکی طرف تم ہمکو بلاتے ہو شک
مین ہین جو بے چین کر رہا ہے اور کہتے ہین ہم تمہاری بات نہین سمجھتے ہین ایسی ہی
اور بہت سی کہتے ہین جو اللہ تعالی کی کتاب مین منقول ہین اور اللہ تعالی ان جھوٹی
باتون کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنی باتون سے پختہ کرتا ہے وہ کتاب اللہ کی ایسی ہی جس کے
آگے پیچھے باطل نہین پھٹکتا ہے وہ خدا کی طرف سے اُتاری گئی تمہین کیا ہوا
تم کیا کہتے ہو تمہارے پاس کوئی کتاب آسمانی ہے جس مین یہ باتین پڑھتے ہو جو تم
پسند کرتے ہو تمہارے اس گمان نے جو تم خدا کے ساتھ رکھتے ہو تمہین ہلاک کر دیا ہے
سو تم نقصان والے ہوگئے اور لوگون کے اقوال کو حدیث پر مقدم کرنا حدیثون کو رد
کرنا ہے اور رجم بالغیب ہے جو بیشک کفر ہے اور اگر حکم شرعی اس کذاب مفتری کے
نزدیک بجز شہادت قول فقیہ کے ثابت نہین ہوتا ہے تو دور یا التسلسل لازم آوے گا
اس لئے کہ جب اُسکو کہا جاوے کہ اس مجتہد کی بات کو لے لینا کیون واجب ہے اور
اُسکو دوسرے مجتہد کے قول پر کس نے ترجیح دی ہے تو کیا کہیگا اگر یہ بات کہے کہ
اس فقیہ کے قول کو لے لینا دوسرے مجتہد کے کہنے سے ہے تو پھر اوس دوسرے
مجتہد کی بات لے لینے مین کلام منتقل ہوگی باین طور کہ اس کی بات کو کس کے کہنے سے
لے لیا اور اسکو غیرون پر کس نے ترجیح دیدیا اور اسی طرح الی غیر النہایۃ تک پس یا تو
دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہ دونون امر باطل ہین اور یا قول و فعل رسول صلے اللہ

اور اونکو پاک اور ستہرا کرنے والے اور اون کے عمل کیلئے شرط مقرر ہوتی اور یہ بات بڑی
باطل ہے باطل ہے اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دستاویز بنایا ہے اور امت
سے کسی ایک کو حجت نہین گردانا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثون کے
پہونچانے کا حکم فرمایا ہے اور پہونچانے والے کے واسطے دعا کی ہے پہر اگر جسکو وہ حدیث
پہونچے اوسکو اوسپر عمل جائز نہو جب تک کہ فلان فلان امام اوسپر عمل نکرلے تو اوس کے
پہونچانے کا کچہہ فائدہ نہ تہا اسی امام کا قول کافی ہوتا (ائمہ محدثین) کہتے ہین کہ اتفاقی
نسخ حدیثون کا جسپر تمام امت نے اجماع کیا ہے وہ یقیناً دس حدیث بلکہ اوس کے نصف
تک بہی پہونچتا ہے پس منسوخ حدیث پر چلنے کے احتمال سے خطا اوس خطا کی نسبت
بہت کم ہے جو تقلید مجتہدین ہے جو صواب کے ساتہہ خطا بہی کرتا ہے اور اوس کے اقوال
مین تناقض اور اختلاف بہی ہوسکتا ہے اور کبہی وہ بات کہتا ہے اور پہر اُس سے
پہر جاتا ہے اور اُس سے ایک ایک مسئلہ مین کئی کئی مختلف روایات آئی ہین اور معصوم
کی کلام سمجہنے مین خطا نہایت ہے کم اُس خطا سے جو فقیہ کے کلام سمجہنے مین واقع ہوتی
ہے پس کوئی احتمال خطا کا عمل بالحدیث اور اوسپر فتوے دینے مین نہین ہے مگر اوسے کئی
گنا زیادہ در زیادہ فقیہ کی کلام مین خطا کا احتمال حاصل ہے جسکے صواب اور خطا معلوم نہین
انتہی اور نیز علامہ ابن القیم اوسی مین فرماتے ہین وَقَدْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُئِلُوا عَنْ مَسْئَلَةٍ يَقُولُونَ قَالَ اللهُ كَذَا قَالَ رَسُولُ اللهِ
كَذَا وَفَعَلَ كَذَا وَلَا يَعْدِلُونَ عَنْ ذٰلِكَ مَا وَجَدُوا اِلَيْهِ سَبِيلًا قَطُّ فَمَنْ تَأَمَّلَ
اَجْوِبَتَهُمْ وَجَدَهَا شِفَاءً لِمَا فِي الصُّدُورِ فَلَمَّا طَالَ الْعَهْدُ وَبَعُدَ النَّاسُ مِنْ
نُورِ النُّبُوَّةِ صَارَ هٰذَا عَيْبًا عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِينَ اَنْ يَذْكُرُوا فِي اُصُولِ دِينِهِمْ وَفُرُوعِهِ
قَالَ اللهُ قَالَ رَسُولُهُ اَمَّا اُصُولُ دِينِهِمْ فَصَرَّحُوا فِي كُتُبِهِمْ اَنَّ قَوْلَ اللهِ وَرَسُولِهِ
لَا يُفِيدُ الْيَقِينَ فِي مَسَائِلِ اُصُولِ الدِّينِ وَاِنَّمَا يَحْتَجُّ بِكَلَامِ اللهِ وَرَسُولِهِ فِيهَا
الْحَشْوِيَّةُ وَالْمُجَسِّمَةُ وَاَمَّا فُرُوعُهُمْ فَقَنِعُوا بِتَقْلِيدِ مَنِ اخْتَصَرَ لَهُمْ بَعْضَ الْمُخْتَصَرَاتِ
الَّتِي لَا يُذْكَرُ فِيهَا نَصٌّ عَنِ اللهِ وَلَا عَنْ رَسُولِهِ وَلَا عَنِ الْاِمَامِ الَّذِي زَعَمُوا اَنَّهُمْ

أَقْوَالٍ وَّ وُقُوْعِ ۔ الْخَطَاءُ فِيْ فَهْمِ كَلَامِ الْمَعْصُوْمِ أَقَلُّ بِكَثِيْرٍ مِّنْ وُقُوْعِ
الْخَطَاءِ فِيْ كَلَامِ الْفَقِيْهِ الْمُعَيَّنِ فَلَا يُفْرَضُ احْتِمَالُ خَطَاءٍ لِّمَنْ عَمِلَ
بِالْحَدِيْثِ وَأَفْتٰى بِهٖ إِلَّا وَأَضْعَافُ أَضْعَافِهٖ حَاصِلٌ لِّمَنْ أَفْتٰى بِتَقْلِيْدِ مَنْ
لَا يُعْلَمُ خَطَاءُهٗ مِنْ صَوَابِهٖ انتہیٰ **ترجمہ** جب کسی کے پاس بخاری
اور مسلم دونون ہون یا ایک ہو یا کوئی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کی
(جیسے ابوداؤد یا ترمذی وغیرہ) ایسی موجود ہو جسکے نسخے پر بھروسا ہو تو کیا اوس کو ان
حدیثون پر جو ان مین ہین فتوی دینا جائز ہے ایک جماعت متاخرین یعنی پچھلے لوگون
کی کہتی ہے کہ جائز نہین ہے اس لئے کہ حدیث کبھی منسوخ ہوتی ہے یا کوئی اوس کی
معارض دوسری حدیث ہوگی یا اُس کے معنے وہ سمجھہ مین آئین گے جو اصلی نہین ہونگے
یا اوس مین ایک امر استحباب کا حکم ہوگا اور اوس سے واجب ہونا سمجھا جاویگا یا وہ حکم
بظاہر عام ہوگا اور اوس کا کوئی مخصص ہوگا یا مطلق ہوگا جسکا کوئی مقید ہوگا پس اُسپر
عمل جائز نہین اور نہ اُسپر فتوی دینا جائز ہے جب تک کہ اہل فتوی اور فقہ والون
سے پوچھہ نہ لیوے اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ یون نہین بلکہ اُسپر عمل کرنا جائز ہے
اور فتوی دینا درست ہے بلکہ یہی امر اُس کے واسطے لازم اور متعین ہے اس لئے کہ صحابہ
ایسا ہی کیا کرتے تھے جب اُنکو کوئی حدیث پہونچ جاتی اور ایک دوسرے کو سناتے تو
بلا توقف عمل کی طرف دوڑ پڑتے اور اوس کے منسوخ ہونے اور معارض کی بحث نکرتے
اور کوئی اون مین سے کبھی یہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے عمل کیا ہے یا نہین بلکہ اگر
کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اُسپر سخت انکار کرتے اور اُسپر بہت غصے ہوتے ایسا ہی تابعین
کرتے رہے اور یہ بات اوسکو بالبداہت معلوم ہے جسکو اونی احوال سیرت قوم سے کچھہ خبر
ہے اور سنت کے زمانے کا دور دراز ہوجانا اور اوس کا پرانا ہوجانا اوس کے
عمل کو ترک کرنے اور اوس کے سوا اور چیزون کے لے لینے کو جائز نہین کر دیتا ہے اور
اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون پر باوجود اون کے صحت کے عمل جائز نہو جب
تک کہ فلان فلان امام اوسپر عمل نکر لے تو اون لوگون کے اقوال حدیثون کی کسوٹی ٹھہرتے

اوراوس کے الفاظ یہ ہین پس حلال وہ ہے جسکو اس کتاب نے حلال کیا اور حرام وہ ہے
جسکو اس کتاب نے حرام کیا اور واجب وہ ہے جسکو وہ واجب کرے اور باطل وہ ہے
جسکو وہ باطل کرے اور صحیح وہ ہے جسکو وہ صحیح کہے یاد رکھ اس بات کو اور ہمسے ان لوگون
کے ساتھہ اس زمانے مین کیونکر مقابلہ ہو سکے ہم ایسے وقت مین پیدا کئے گئے ہین کہ اس
سے حقوق العباد خدا کی طرف چلا رہے ہین اور شرمگاہ اور مال اور خون (جسکو وہ ناحق
حلال کر رہے ہین) اپنے رب کو پکار رہے ہین اس مین احکام بدل گئے اور حرام حلال
ہو گئے جائز بات اس مین پرلے درجے کے ناجائز ہو رہے ہے اور ناجائز بات جس کو
اللہ اور رسول نے ناجائز بنایا ہے جائز ہو رہی ہے اور حق اس زمانے بہت کمیاب ہے
اور حق کو پہچاننے والا اوس سے بھی زیادہ تر کمیاب ہے اور جو شخص کہ لوگون کو راہ حق
کی طرف بلاوے اور اپنے نفس کو سمجہاوے اوس سے بھی زیادہ کمیاب ہے انتہے اور شاہ
ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین فرمایا ہے فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِيْثٌ مِّنَ الرَّسُوْلِ
الْمَعْصُوْمِ الَّذِيْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْنَا طَاعَتَهٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ مَذْهَبِهٖ
وَتَرَكْنَا حَدِيْثَهٗ وَاتَّبَعْنَا ذٰلِكَ التَّخْمِيْنَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا يَوْمَ يَقُوْمُ
النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۵ انتہی ترجمہ پس اگر ہمکو رسول معصوم کی حدیث پہونچ جاوے
جسکی اطاعت اللہ تعالی نے ہمپر فرض کی ہے ساتھہ سند صحیح کے جو مذہب امام کی مخالف
ہوا اور ہم حدیث کو چہوڑ دیوین اور اس بناوٹی بات (یعنی قول امام) کے پیچھے لگین پس
ہمسے کون زیادہ تر ظالم ہے اور اسدن ہمارا کوئی عذر نہین ہے جسدن تمام لوگ
رب العلمین کے سامنے کہڑے ہونگے انتہے اور نیز شاہ صاحب نے فوز الکبیر مین
فرمایا ہے اگر نمونہ یہود خواہی بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند و خوگرفتہ بتقلید سلف و
معرض از کتاب و سنت و تعمق و تشدد یا استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام
شارع معصوم بے پروا شدہ باشند و احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ را مقتدا
ساختہ باشند تماشا کن کانہم ہم انتہے یعنی اگر یہودیون کا نمونہ تو دیکہنا چاہے تو
برے علماؤن کو جو دنیا کے طالب ہین اور پہلون کی تقلید کے خوگیر ہین اور کتاب اور

قَلَّدُوهُ فِي دِينِهِمْ بَلْ عِنْدَهُمْ فِيمَا يُفْتُونَ وَيَقْضُونَ بِهِ وَيَنْقُلُونَ بِهِ الْحُقُوقَ
وَيُبِيحُونَ بِهِ الْفُرُوجَ وَالدِّمَاءَ وَالْأَمْوَالَ عَلَى قَوْلِ ذٰلِكَ الْمُصَنِّفِ وَأَجَلُّهُمْ عِنْدَ
نَفْسِهِ وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَ بَنِي جِنْسِهِ مَنْ يَسْتَحْضِرُ لَفْظَ الْكِتَابِ وَيَقُولُ هٰكَذَا قَالَ
وَهٰذَا لَفْظُهُ فَالْحَلَالُ مَا أَحَلَّهُ ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَهُ وَالْوَاجِبُ مَا أَوْجَبَهُ
وَالْبَاطِلُ مَا أَبْطَلَهُ وَالصَّحِيحُ مَا صَحَّحَهُ هٰذَا وَأَنَّى لَنَا بِهٰؤُلَاءِ فِي مِثْلِ هٰذِهِ
الْأَزْمَانِ فَقَدْ دُفِعْنَا إِلَى أَمْرٍ تَضِجُّ مِنْهُ الْحُقُوقُ إِلَى اللهِ ضَجِيجًا وَتَعِجُّ مِنْهُ الْفُرُوجُ
وَالْأَمْوَالُ وَالدِّمَاءُ إِلَى رَبِّهَا عَجِيجًا تُبَدَّلُ فِيهِ الْأَحْكَامُ وَتُقْلَبُ الْحَلَالُ بِالْحَرَامِ
وَيُجْعَلُ فِيهِ الْمَعْرُوفُ فِي أَعْلَى مَرَاتِبِ الْمُنْكَرَاتِ وَالْمُنْكَرُ الَّذِي لَا يَشْرَعُهُ
اللهُ وَرَسُولُهُ مِنْ أَفْضَلِ الْقُرُبَاتِ وَالْحَقُّ فِيهِ غَرِيبٌ وَأَغْرَبُ مِنْهُ مَنْ يَعْرِفُهُ
وَأَغْرَبُ مِنْهُمَا مَنْ يَدْعُو إِلَيْهِ وَيَنْصَحُ بِهِ نَفْسَهُ وَالنَّاسَ انتهى **ترجمہ**

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو وہ جواب مین کہتے اللہ تعالی
یون فرماتا ہے اور اوس کا رسول یون ارشاد کرتا ہے اس سے نہ پہرتے جب تک اوس کیطرف
راہ پاتے جو کوئی اونکے جوابون کو سوچے وہ اپنی سینون کی مرضون کے لیے اونکو شفا
پاوے پہر جب زمانہ دراز ہوگیا اور لوگ نور نبوت سے دور پڑگئے تو پچھلے علما کے نزدیک
یہ عیب ہوگیا کہ اپنے اصول و فروع مین قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر کرین اصول
دین مین تو اونہون نے صاف کہدیا ہے کہ اللہ اور اوس کے رسول کا کلام اس باب مین
مفید یقین نہین ہے اسلئے وہ سند پکڑتا ہے جو ظاہری ہے یا (خدا کا جسم بتانیوالا) رہے فروعات
سو اوس مین اونہون نے ان مختصر کتابون کی تقلید پر قناعت کرلی ہے جس مین اللہ اور
رسول کے قول کا ذکر نہین ہے اور نہ اوس امام کا جس کی تقلید کے وہ مدعی ہین پس اونکا
بہروسا اون باتون مین جنپر فتوے دیتے ہین اور قضا کرتے ہین اور ایک دوسرے کو
حقوق دلاتے ہین اور عورتون کے شرمگاہ اور خون حلال کرتے ہین اس کتاب کے
مصنف کے قول پر ہے اونمین بڑا بزرگ اپنے آپ مین اور سب کا کفیل اپنی ہمجنسون مین وہ
ہے جو کتاب کے الفاظ کو یاد رکھے اور یون کہدے کہ اوس کتاب مین یون کہا ہے

ولا يحرف كلامه عن حقيقته لخيال يسميه اصحابه معقولا نعم هو مجهول وعن الصواب معزول ولا يوقف قبول ما جاء به على موافقة احد فكل هذا من قلة الادب معه وهو عين الجرأة وراس الادب معه صلى الله عليه وسلم كمال التسليم والانقياد لامره بالقبول والتصديق دون ان يحمله بمعارضة خيال باطل يسميه اهله معقولا او يسميه شكا او شبهة ويقدم آراء الرجال وزبالات اذهانهم فيوحده بالتسليم والتحكيم والانقياد والاذعان كما وحد المرسل بالعبادة والخضوع والانابة والتوكل فهما توحيدان لا نجاة للعبد من عذاب الله الا بهما توحيد المرسل وتوحيد متابعة الرسول فلا يحاكم الرسول الى غيره فلا يرضى بحكم غيره انتهى كذا نقله فی الدراسات **ترجمہ** ادب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہہ ہے کہ اُس کے قول مین کوئی شبہ نکیا جاوے بلکہ لوگون کی رای اور قیاس مین شبہ کیا جاوے ساتھہ قول علیہ السلام کے اور حضرت کی نص کا قیاس کے ساتھہ معارضہ نکیا جاوے بلکہ اوس کی نص کے مقابلہ مین تمام قیاسون کو چھوڑ دیا جاوے اور اوس کی نص کو لے لیا جاوے اور حضرت کی کلام کو حقیقی معنے سے تحریف نکیا جاوے ساتھہ خیالات نکمے معقولیون کے کہ دراصل وہ مجہول ہین اور راہ صواب سے برکنار ہین اور نہ موقوف رکھا جاوے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین کسی امام کی موافقت پر پس یہہ سب بے ادبی اور عین جرأت ہے حضرت کے خدمت مبارک مین اور اصل ادب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ یہہ ہے کہ اُنکے حکم کے کمال تسلیم اور فرمانبرداری کی جاوے پس یہہ دونون توحیدین ہین نہین نجات ہے واسطے بندے کے اللہ کے عذاب سے مگر ساتھہ ان دونون کے توحید اللہ تعالی اور توحید متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس نہ محاکمہ کیا جاوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طرف غیر کی اور نہ راضی ہونا چاہیے ساتھہ حکم غیر کے انتہے اور دراسات مین لکھا ہے والامام ليس بمعصوم حتى تأول له الشريعة وتترك

سنت سے روگردان ہین اور تعمق اور تشدد والا ایک عالم کو سند پکڑ کر کلام شارع معصوم
سے بے پروا ہوگئے ہین اور موضوع حدیثون کو اور تاویلات فاسدہ کو اپنا مقتدا بنا رکھا
ہے دیکھو گویا کہ یہودیہی مقلدین ہین انتہے اور امام شعرانی نے میزان
مین کہا ہے وَیَحْتَمِلُ اَنَّ الَّذِیْ اَضَافَ اِلَی الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ یُقَدِّمُ
الْقِیَاسَ عَلَی النَّصِّ ظَفَرَ بِذٰلِکَ فِیْ کَلَامِ مُقَلِّدِیْہِ الَّذِیْنَ یَلْزَمُوْنَ الْعَمَلَ
بِمَا وَجَدُوْہُ عَنْ اِمَامِہِمْ مِنَ الْقِیَاسِ وَیَتْرُکُوْنَ الْحَدِیْثَ الَّذِیْ صَحَّ بَعْدَ مَوْتِ
الْاِمَامِ فَالْاِمَامُ مَعْذُوْرٌ وَاَتْبَاعُہٗ غَیْرُ مَعْذُوْرِیْنَ وَقَوْلُہُمْ اِنَّ اِمَامَنَا لَمْ یَاْخُذْ
بِہٰذَا الْحَدِیْثِ لَا یَنْتَہِضُ حُجَّۃً لِاحْتِمَالِ اَنَّہٗ لَمْ یَظْفَرْ بِہٖ اَوْ ظَفَرَ بِہٖ لٰکِنْ
لَمْ یَصِحَّ عِنْدَہٗ وَقَدْ تَقَدَّمَ قَوْلُ الْاَئِمَّۃِ کُلِّہِمْ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَہُوَ
مَذْہَبُنَا وَلَیْسَ لِاَحَدٍ مَعَہٗ قِیَاسٌ وَلَا حُجَّۃٌ اِلَّا طَاعَۃُ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
بِالتَّسْلِیْمِ لَہٗ انتہی یعنی قیاس کا نص پر مقدم کرنا جو شخص امام اعظم کی طرف منسوب
کرتا ہے احتمال ہے کہ اُسنے امام کے مقلدین کی کلام مین یہ بات پائی ہوگی جو امام کے
قیاس پر عمل کرنے کو واجب جانتے ہین اور صحیح حدیث کو (جو امام کی موت کے
بعد صحیح ہوئی) چھوڑ دیتے ہین پس امام اس مین معذور ہے اور یہ مقلدین اون کے
معذور نہین ہین اور اون کا یہ قول کہ ہمارے امام نے اس حدیث کو نہین لیا ہے
حجت کی لائق نہین ہوسکتا ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ یہ حدیث امام کو نہ پہونچی ہو
یا پہونچی ہو لیکن اُسکے نزدیک صحیح نہوئی ہو اور سب اامون کے قول پہلے گذر چکے ہین
کہ جب کوئی حدیث صحیح کو پہونچ جاوے تو وہی مذہب ہمارا اور حدیث صحیح کے ساتھ
کسی کے قیاس اور حجت کا اعتبار نہین ہے مگر اللہ اور رسول کی طاعت ساتھ قبول
کرلینے اوس کے کے انتہے اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
مین لکھتے ہین وَمِنَ الْاَدَبِ مَعَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یُسْتَشْکَلَ قَوْلُہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ یُسْتَشْکَلُ اٰرَاءُ الرِّجَالِ وَاَقْوَالُ الْغَیْرِ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ
السَّلَامُ وَلَا یُعَارَضُ نَصُّہٗ بِقِیَاسٍ بَلْ تُہْدَرُ الْاَقْیِسَۃُ وَتُلْقٰی لِنُصُوْصِہٖ

کل تابعین کا پہلون اور پچھلون کا اور اجماع کل تبع تابعین پہلون اور پچھلون کا
اوپر منع ہونے اور منع کرنے کے اس بات سے کہ کسی خاص معین آدمی کے قول
کو اون مین سے قصد کیا جاوے پس اُسی کے تمام اقوال کو لے لیا جاوی پس لازم ہو
کہ جان رکھے وہ شخص جو امام ابو حنیفہ کے تمام اقوال کو لے لیتا ہے یا مالک کو تمام
اقوال کو لے لیتا ہے یا شافعی کے تمام اقوال کو لے لیتا ہے یا احمد کے تمام اقوال کو
لے لیتا ہے اور جس کی تابع ہوا اوس کے قول کو غیر کے قول کی طرف نہین اوتارتا
ہے اور نہین اعتبار کرتا ہے اوسکا جو قرآن اور حدیث مین وارد ہوا اس حالت
مین کہ اسکو کسی انسان معین کی قول کی طرف نہین پھیرتا ہے تحقیق اُس شخص نے
مخالفت کی اجماع کل امت کے پہلے اور پچھلے کے ساتھ یقین کے جس مین کوئی
شک نہین ہے اور اوس کا اس باب مین کوئی پیشوا اور امام نہین ہے تینون
زمانون بہتر مین پس تحقیق وہ شخص تابع ہوا ہے غیر راہ مسلمانون کے پناہ پکڑتے
ہین ہم ساتھ اللہ کے ایسی جگہہ سے انتہی اور ابن امیر الحاج شرح تحریر مین
لکھا ہے اِنَّ الْقُرُوْنَ الْمَاضِيَةَ مِنَ الْعُلَمَآءِ اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِلْحَاكِمِ وَ لَا مُفْتٍ
تَقْلِيْدُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ بِحَيْثُ لَا يَحْكُمُ وَ لَا يُفْتِيْ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَحْكَامِ اِلَّا بِقَوْلِهٖ
انتہی یعنی پہلے گذرے ہوئے زمانون کے علما نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ کسی حاکم
اور مفتی کے واسطے ایک مرد معین کی تقلید حلال نہین ہے ایسے طور سے کہ تمام احکام
مین فقط اوسی ایک ہی امام کے قول پر فتوی دیوے انتہے اور جبکہ سرے سے
تقلید ہی جائز نہوئی تو پھر عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکہنا بنا فاسد علی الفاسد
ہے **دھم** باین طور کہ چارون اماموں سے ثابت ہو چکا ہے اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ
فَهُوَ مَذْهَبُنَا یعنے جب حدیث صحت کو پہونچ جاوے تو وہی ہے مذہب ہمارا جیسے
کہ ابھی امام شعرانی کے کلام مین مذکور ہو چکا ہے بلکہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ حدیث
صحیح کے ہوتے ہوئے میرے قول کو دیوار کے ساتھہ ٹپک مارو اور امام احمد نے فرمایا
کہ اللہ اور رسول کے مقابلہ مین کسی کے قول کا اعتبار نہین نہ میری ہی تقلید کرو اور نہ

فائدہ: ... [illegible]

حقیقۃ کلام الشارع ولم یأذن اللہ ولا رسولہ بھذہ النصرۃ وما امرنا
باتباع مذھب من المذاھب فضلا عن اتباع مذھب معین وارتکاب
التحلات لصحتہ انتہی **ترجمہ** امام معصوم نہین ہے تاکہ اُس کے واسطے
شریعت کی نصوص کی تاویل کی جاوے اور حقیقت کلام شارع کو چھوڑ دیا جاوے
اور نہین اذن دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور نہ اُس کے رسول نے ساتھ اس نصرت کے
اور نہین حکم کیا ہمکو مطلق کسی مذہب کی تابعداری کرنیکا چہ جائیکہ مذہب معین کی
تابعداری کی جاوے اور اوس کی صحت کے واسطے حیلے نکالے جاوین انتہی
اور جو دلائل کہ ہمنے دعوی ختم اجتہاد کے باطل کرنے پر بیان کیے ہین اکثر وہ بھی یہان
جاری ہوسکتے ہین **نہم یاین** ہوکہ عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکہنا مبنی ہے
وجوب تقلید امام معین پر اور تقلید امام معین کا واجب ہونا بالاجماع باطل ہے چنانچہ
تحقیق اس مسئلہ تقلید کی معیار الحق اور اختیار الحق وبحر الزخار وغیرہ کتابون
مین بہت بسط اور تفصیل کے ساتھ مذکور ہے من شاء فلیرجع الیہا اور امام ابن حزم
نے نبذ الکافیہ مین لکھا ہے وقد صح اجماع الصحابۃ کلھم اولھم عن اٰخرھم
واجماع التابعین اولھم عن اٰخرھم واجماع تبع التابعین اولھم عن
اٰخرھم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد قول انسان منھم
او ممن قبلھم فیأخذہ کلہ فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفۃ او
جمیع اقوال مالک او جمیع اقوال الشافعی او جمیع اقوال احمد رضی اللہ
تعالیٰ عنھم ولا یترک قول من اتبع منھم او من غیرھم الی قول غیرہ ولم
یعتمد علی ما جاء فی القراٰن والسنۃ غیر صارف ذلک الی قول انسان
بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ کلھا اولھا عن اٰخرھا بیقین لا
اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ سلفا ولا اماما فی جمیع الاعصار
المحمودۃ الثلثۃ فقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ھذہ المنزلۃ
انتہی **ترجمہ** تحقیق صحیح ہوچکا ہے اجماع کل صحابہ کا پہلون اور پچھلون کا اور اجماع

تَبْلِيغِهِ إِلَى الْأُمَّةِ لَنَا وَاقِعَةُ أَهْلِ الْقُبَاءِ فَإِنَّهُمْ اسْتَدَارُوا وَمَا أَعَادُوا
انتہی یعنی مذہب حنفیوں اور حنبلیوں کا اور اوسی کو اختیار کیا ہے ابن حاجب نے
یہ ہے کہ حکم ناسخ کا ثابت نہین ہوتا ہے بعد تبلیغ جبرئیل کے قبل پہنچانے اوس کے
طرف امت کی دلیل ہماری قصہ اہل قبا کا ہے پس تحقیق وہ نماز ہی مین قبلہ کیطرف
پھر گئے اور نماز کو نہ دوہرایا انتہی اور جب کہ حنفیہ نص عام پر اور نص منسوخ پر بدون
بحث اور تحقیق مخصص اور ناسخ کے عمل کرنا جائز بلکہ واجب جانتے ہین باوجود ہونے
مخصص اور ناسخ کے دلیل مستقل اور لا ریب سے اور مانع قوی عمل سے تو پھر اب
حدیث صحیح پر عمل کرنا بدون تحقیق و تفتیش اقوال ائمہ کے کیسے ناجائز ہوسکتا ہے
اور تحقیق و تاویل مجتہد کی نص مخصص اور ناسخ کے برابر کیسے ہو سکتے ہے بلّئوا تو جروا
دوازدھم باین طور کہ ہم بطور معارضہ کے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث پر عمل کرنا تو عین ایمان و اصل اسلام ہے پس جو شخص یہ بات کہے کہ حدیث
پر عمل کرنا گمراہی ہے وہ شخص ہرگز ہرگز مسلمان نہین ہے اور نزد اوس کے دین ایمان کا کچھ
اعتبار ہے اوسکو لازم ہے کہ اس قول سے جلدی توبہ کرے ایسا نہو کہ بغتۃً ناگہان
سر پہ موت آجاوے اور ایمان سے خالی ہاتھ جاوے یہ نصیحت اور خیرخواہی کے طور سے
ہمنے یہ بات کہی ہے آیندہ اوسکو اختیار ہے خواہ توبہ کر لیوے خواہ بے ایمان ہو کر
مرے **ہان** یہ بات کہنی صحیح ہے کہ امام اعظم کے اجتہادات اور اقوال پر بلا تحقیق
دلیل و ماخذ کے عمل کر لینا حسن ظن تو ہے مگر شقاوت اور ضلالت سے خالی نہین اس لئے
کہ جب اون کی اجتہادات پر بلا تحقیق کے عمل کیا تو ایک نہ ایک دن خدا و رسول کے
خلاف مین پھنسکر اپنے ایمان کو کھو بیٹھے گا وما علینا الا البلاغ **سیزدھم**
باین طور کہ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وغیرہ آیات قرآنیہ مین خدا و رسول
کی اطاعت کا حکم آچکا ہے اور جب کہ بغیر تحقیق ائمہ کے قرآن و حدیث پر عمل کرنا
جائز نہوا تو یہ سب آیتین بیکار ہوگئین نعوذ باللہ من ذلک اور اگر عمل بالحدیث تحقیق
ائمہ پر موقوف ہوتا تو پھر رسول ؐ کی اطاعت کے حکم کرنیکا کیا فائدہ تھا بلکہ مجتہدین کی

مالک کے اور نہ اوزاعی اور نہ نخعی وغیرہ کے اور احکام کو قرآن وحدیث سے لوہمان سے اونہون نے لیا انتہی کذا ذکرہ الامام الشعرانی فی الیواقیت پس ان چارون امامون کے اقوال سے صاف ثابت ہوگیا کہ حدیث صحیح کے ساتھ عمل کرنا ائمہ کی تحقیق اور تنقیح پر موقوف نہیں ان مین سے کسی نے نہین فرمایا کہ حدیث صحیح پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف ہے بلکہ مدار عمل بالحدیث سب امامون نے فقط صحت ہی کو ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ صحیح حدیث پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف نہین ہے بلکہ مدار عمل بالحدیث فقط صحت ہی ہے ولیس **یازدھم** باین طور کہ تمام حنفیہ کے نزدیک نص عام پر عمل کرنا قبل بحث وتفتیش مخصص کے جائز بلکہ واجب ہے یہانتک کہ اُسپر قرون ثلٰثہ کے اجماع منعقد ہونے کا دعوے کرتے ہین چنانچہ مسلم الثبوت اور اوس کی شرح فواتح الرحموت مین لکھا ہے یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِالْعَامِ قَبْلَ الْبَحْثِ عَنِ الْمُخَصِّصِ اسْتِقْصَاءً وَتَفْتِيْشٍ عِنْدَنَا وَعَلَيْهِ الصَّيْرَفِيُّ وَالْبَيْضَاوِيُّ وَالْاُمَوِيُّ وَيَلُوْحُ اٰثَارُ رِضَى صَاحِبِ الْمَحْصُوْلِ ثُمَّ قَالَ وَبِالْجُمْلَةِ لَمْ يُنْقَلْ مِنْ وَاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ قَطُّ التَّوَقُّفُ فِي الْعَامِ اِلَى الْبَحْثِ عَنِ الْمُخَصِّصِ كَذَا فِي الْقَرْنِ الثَّانِيْ وَالثَّالِثِ وَالْحَنَفِيَّةُ يُوْجِبُوْنَ الْعَمَلَ بِهٖ قَبْلَ الْبَحْثِ فِي الْعَامِ عَنِ الْمُخَصِّصِ وَلَا اِنْكَارَ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ فِي الْمُنَاظَرَاتِ عَلٰى مَنْ تَمَسَّكَ بِالْعَامِ قَبْلَ الْبَحْثِ فَاسْتَقَرَّ هٰذَا الْمَذْهَبُ اِلَى الْاٰنَ فَاَيْنَ الْاِجْمَاعُ وَقَدْ تَقَدَّمَ النَّقْلُ عَنِ الْقَاضِي الْاِمَامِ اَبِيْ زَيْدٍ مِّنْ اَنَّ التَّوَقُّفَ مُبْتَدَعٌ بَعْدَ الْقَرْنِ الثَّالِثِ انتہی حاصل اس کلام کا یہہ ہے کہ حنفیون کے نزدیک نص عام پر عمل کرنا بدون بحث وتحقیق مخصص کے جائز بلکہ واجب ہے اور اُس مین توقف کرنا کسی ایک صحابی سے بھی منقول نہین ہے بلکہ اُس مین توقف کرنا مبتدع ہے بعد قرن ثالث کے پیدا ہوا انتہی وعلی ھذا القیاس اسی طرح نص منسوخ پر عمل کرنا بدون بحث وتفحص ناسخ کے حنفیہ کے نزدیک جائز ہے چنانچہ مسلم الثبوت مین لکھا ہے مَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْحَاجِبِ لَا يَثْبُتُ حُكْمُ النَّاسِخِ بَعْدَ تَبْلِيْغِ جِبْرِيْلَ قَبْلَ

متعارضہ مین تطبیق بانر صحیح بہی دی گئی ہے اس کی شہادت مین علامہ **ہارون**
بہاؤالدین کی کلام نقل کی جاتی ہے قال العلامۃ ہارون بن بہاؤ الدین المرجانی
الحنفی فی کتاب ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق والذی
یقولہ المخاطب ویفتری بہ الکذب علی اللہ انہ یزعم ان التمسک
بالادلۃ انما ھو وظیفۃ المجتہد والاجتہاد ملکۃ راسخۃ وبصیرۃ شریفۃ ورتبۃ
عظیمۃ صعبۃ المرقی واھلہ قد انقرض وزمانہ قد مضی وکل آیۃ وحدیث
وخبر مخالف لقول اصحابنا لا یجوز العمل بہ ویقدم اقوال الفقہاء علی الحدیث
لاحتمال ان یکون موضوعا او منکرا ولو ثبت فیحتمل ان یکون منسوخا او مقیدا
او مؤولا او معارضا **ترجمہ** اور جو مخاطب بات بناتا ہے اور اللہ تعالی پہ جہوٹھ
باندہتا ہے سو یہ ہے کہ خیال کرتا ہے کہ دلائل کو پکڑنا اور اوسی مسائل استنباط کرنا مجتہد ہی
کا کام ہے اور اجتہاد مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑہنا دشوار
ہے جس کے لوگ تمام ہوئے اور اوس کا زمانہ گذر چکا اور جو آیت یا حدیث ہمارے فقہا
کے قول سے مخالف ہو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہے اور فقہا کے قول حدیث پر مقدم
ہین اس لئے کہ حدیث مین یہ احتمال ہے کہ موضوع ہو یا منکر ہو اور اگر صحیح بہی ہو تو
تو اوس مین یہ احتمال ہے کہ منسوخ ہو یا مخصوص ہو یا مقید ہو یا موول ہو قال واذا
اورد علیہ الحدیث یطنزی ویقول انہ لم یاخذ بہ الفقیہ والمجتہد فلا نعمل بمقتضاہ
قلت کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم یعنی پہر کہا کہ
جب اوس مقلد پر حدیث وارد کی جاتی ہے تو بیہودہ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حدیث کو
مجتہد اور فقیہ نے نہین لیا ہے پس اسپر عمل نہوگا (اسکے جواب مین) مین کہتا ہون
(جو قرآن مجید مین خدای تعالی نے کافرون کے جواب مین کہا ہے) کہ ایسا ہی ان لوگون
نے کہا ہے جو انسے پہلے تہے انکے بات کی طرح انکے دل ایک جیسے ہو رہے ہین آخر تک
جو آیتین اوپر گذر چکے ہین ثم قال والذی اجمع علیہ الائمۃ واتفق علیہ کلمۃ
فقہاء الامۃ ان ما صح من خبر الواحد فضلا عن الکتاب والسنۃ المتواترۃ

تقلید کا حکم ہوتا یا بین طور اطیعوا ابا حنیفۃ یا دوسری کی اطاعت مین رسول کی اطاعت بہی آجاتی
پس ان وجوہ سے باطل اور فاسد ہوگیا یہ مغالطہ مقلدین کا کہ حدیث پر عمل کرنا حسن ظن تو
ہے مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین اور جو کہ رسول کی حدیث پر عمل کرنے کو حماقت اور
تکبر ٹھہراوے وہ شخص بہی اگر اپنے آپ کو مسلمان سمجہے تو اوس سے بڑہکر تمام جہان مین کوئی
سفیہ اور بیوقوف نہین ہے نعوذ باللہ من ذلک استغفر اللہ **مغالطہ**
پنجم اور ایک مغالطہ مقلدین حنفیہ حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث
صحیح مین کئی احتمالات ہین احتمال ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو (۲) احتمال ہے کہ
اوس کے معارضہ مین اوس سے بڑہکر اقوی حدیث موجود ہو (۳) احتمال ہے کہ وہ حدیث
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یا جس کے حق مین وارد ہوئی ہے اوس سے مخصوص ہو
(۴) احتمال ہے کہ اگر عام ہو تو مخصوص البعض ہو (۵) احتمال ہے کہ مؤول ہو ان احتمالون
کی سبب سے حدیث پر عمل کرنا جائز نہین ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہ احتمالات
خمسہ (باستثناء احتمال چہارم) ہر حدیث مین جائز رکہنے محض وہم اور تجرد تخمین ہے
جسپر کوئی دلیل نہین اور وہم محض جو کسی دلیل سے پیدا نہو لائق التفات و اعتبار نہین ہے
رہا احتمال چہارم سو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تخصیص فقط اسی قدر تاثیر رکہتی ہے کہ عام کو
قطعی الدلالۃ رہنے نہ دے نہ یہ کہ پایۂ عمل و اعتبار سے ساقط کر ڈالے اگر ایسا ہو تو لغت اور شرع
سے امان اوٹھ جاوے اور اکثر خطابات شارع بیکار ہو جاوین چنانچہ توضیح و تلویح
وغیرہ مین مصرح ہے اور **ثانیًا** یہ احتمالات کتب فقہ کی روایات مین حدیث سے
بڑہکر ہین مثلًا اگر حدیث مین نسخ کا احتمال ہے تو اقوال مجتہد (جنکے مجموعہ کا نام فقہ ہے)
مین بہی رجوع کا احتمال ہے اور اگر حدیث مین تعارض کا احتمال ہے تو اقوال مجتہدین
مین اوسی دس گنا بڑہکر تعارض موجود ہے ایک امام ابوحنیفہ سے مثلًا محمد کچہہ روایت
کرتے ہین اور ابو یوسف کچہہ اور حسن اور زفر کچہہ اور پہر ایک ایک مسئلہ مین تین تین چہار
چہار روایات آئی ہین **ثالثًا** ان احتمالات کا تدارک اور فیصلہ کتب حدیث مین
بخوبی ہو چکا ہے کتب حدیث مین سب حدیثون منسوخہ کو الگ کر دیا ہے اور احادیث

تَفۡتِیۡشِ رِجَالِہٖ وَالۡبَحۡثِ عَنۡ اَحۡوَالِ رُوَاتِہٖ وَاِمَّا بِوِجۡدَانِہٖ فِی الۡاُصُوۡلِ الۡمُعۡتَبَرَۃِ
وَالۡجَامِعِ الۡمُعۡتَمَدَۃِ یعنی پہر علامہ ہارون نے کہا اور یہ اُس مقلد کا رد ہی اور تمام
مذہب ہے کہ دلیل سے استدلال کرنا مجتہد ہی کا کام ہے (اس لئے) کہ حدیث در اصل
رسول معصوم کی کلام ہے جو اپنی خواہش نفس سے کچہہ نہین کہتا ہے جو وہ کہتا ہے وہ
وحی ہوتی ہے بڑی قوت والی نے سکہائی ہے (یعنی جبریل نے) اس حدیث مین جو
شبہ راہ پاتے ہین کہ موضوع ہو یا منکر ہو یا ضعیف ہو تو اوس کی سند کی راہ سے اور
راویون کے حالات کی وجہ سے آپہونچتے ہین اور جو احتمالات پیچہے ذکر ہوئے (یعنی
منسوخ یا مخصوص یا مقید یا مؤول ہونا) یہہ اوس کی وجوہ دلالت اور معانی کو عارض
ہوتی ہے (سو جواب اس کا یہہ ہے) کہ احتمال موضوع اور منکر ہونے کو اوس کی سند
کا صحیح ہونا اور راویون کی نقل کا ثبوت کو پہنچنا دفع کر دیتا ہے اور اس احتمال کو باطل
کر دیتا ہے یا تو اوس کی سند بواسطہ نقل ثقات کے جو علت اور شذوذ سے خالی
ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کر اور اوس کے رجال کے احوال مین خوب بحث
و تفتیش کو عمل مین لا کر اور یا صحیح نسخون اور معتبر کتابون جامعہ مین اوس کو پا کر

ثُمَّ قَالَ وَقَوۡلُ الۡفُقَہَآءِ یَحۡتَمِلُ الۡخَطَاَ فِیۡ اَصۡلِہٖ وَغَالِبُہٗ خَالٍ عَنِ الۡاِسۡنَادِ اِلَیۡہِ
وَرَفۡعِہٖ بِطَرِیۡقٍ مَقۡبُوۡلٍ مُعۡتَمَدٍ عَلَیۡہِ وَکُلُّ اِحۡتِمَالٍ ذُکِرَ فِی الۡحَدِیۡثِ قَآئِمٌ فِیۡہِ فَاِنَّہٗ
یُحۡتَمَلُ اَنۡ تَکُوۡنَ مَوۡضُوۡعًا قَدِ افۡتَرٰی عَلَیۡہِ غَیۡرُہٗ اَلَا تَرٰی اَنَّ اَبَا جَعۡفَرِ الطَّحَاوِیَّ وَاَبَا
الۡعَبَّاسِ الۡاَصَمَّ وَغَیۡرَہُمَا رَوَوۡا عَنۡ مُحَمَّدِ ابۡنِ الۡحَکَمِ اَنَّہٗ سَمِعَ الشَّافِعِیَّ یَقُوۡلُ فِیۡ اِتۡیَانِ
الۡمَرۡاَۃِ مِنۡ دُبُرِہَا مَا صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فِیۡ تَحۡلِیۡلِہٖ وَلَا تَحۡرِیۡمِہٖ شَیۡءٌ وَ
الۡقِیَاسُ اَنَّہٗ حَلَالٌ وَحُکِیَ عَنۡ مَالِکٍ اَنَّہٗ اَبَاحَ نِکَاحَ الۡمُتۡعَۃِ وَکَذَا اَمۡثَالُہٗ عَنۡ غَیۡرِہٖ
وَہُوَ مَوۡضُوۡعٌ عَلَیۡہِمۡ وَقَدۡ حَکٰی اَبُوۡ نَصۡرِ بۡنُ الصَّبَّاغِ اَنَّ الرَّبِیۡعَ کَانَ یَحۡلِفُ بِاللّٰہِ
الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ لَقَدۡ کَذَبَ ابۡنُ الۡحَکَمِ عَلَی الشَّافِعِیِّ فِیۡ ذٰلِکَ وَمَذۡہَبُ مَالِکٍ
وُجُوۡبُ الۡحَدِّ عَلٰی مَنۡ وَطِیَٔ بِنِکَاحِ الۡمُتۡعَۃِ یعنی پہر علامہ ہارون نے فرمایا کہ فقہا کا
قول سرے سے محتمل خطا ہوتا ہے اور نیز اکثر وہ اسناد سے خالی ہوتا ہے یعنی بے سند

وَالْمَشْهُورَةِ اِذَا لَمْ يُعْرَفْ مُخَالَفَتُهُ لِمَا هُوَ فَوْقَهُ وَهُوَ فِي حَادِثَةٍ لَا تَعُمُّ بِهَا الْبَلْوٰى وَلَمْ يَكُنْ مَتْرُوْكَ الْمُحَاجَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ فَهُوَ حُجَّةٌ لَازِمَةٌ وَالْعَمَلُ بِهِ وَاجِبٌ لَا مَحَالَةَ وَكُتُبُ الْاُصُوْلِ وَالْفُرُوْعِ بِنَقْلِهِ مَشْحُوْنَةٌ وَالْاٰيَاتُ وَالْاَحَادِيْثُ الدَّالَّةُ عَلٰى وُجُوْبِ ذٰلِكَ غَيْرُ مَحْصُوْرَةٍ وَاِنَّمَا الشُّذُوْذُ خَالَفُوْا فِيْمَا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوٰى وَفِي مَتْرُوْكِ الْمُحَاجَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَهُمْ يَمْنَعُوْنَ عَنِ الْعَمَلِ بِقَوْلٍ لَمْ يُعْرَفْ دَلِيْلُهُ وَاِنْ صَحَّ عَنْهُمْ نَقْلُ الْفَتْوٰى بِهِ فَكَيْفَ اِذَا لَمْ يُرْفَعْ اِلَيْهِمْ بِنَقْلٍ صَحِيْحٍ وَكَانَ مُخَالِفًا لِلْحَدِيْثِ الصَّرِيْحِ **ترجمہ** اور جس بات پر تمام اماموں اور فقہاء اہلسنت کا اتفاق ہے سو یہ ہے کہ جو حدیث صحیح خبر واحد (جو ایک راوی کی نقل سے ثابت ہو) چہ جائیکہ کتاب اللہ ہو یا حدیث متواتر یا حدیث مشہور جب وہ اپنے اوپر کے درجے کی نص کے مخالف نہو اور وہ ایسے موقع مین وارد ہو جس سے اکثر لوگون کا کام نہ پڑے اور ایسے ہی نہو جسپر ضرورت کے وقت عمل چھوٹ گیا ہو تو وہ حجت لازم ہے اور اُسپر عمل واجب ہے کتب اصول (علم قواعد استنباط کا نام ہے) اور فروع (فقہیات وغیرہ) اس مسئلے کی نقل سے پُر ہین اور آیات اور احادیث اس کے وجوب پر حد سے زیادہ ہین اور سوا اس کے نہین کہ فقط چند نادر لوگون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے سو وہ بھی ایسی حدیث مین ہے جنمین عام لوگون کا کام پڑے اور اُسپر ضرورت کے وقت عمل نہوا ہو یہ لوگ بلا دلیل قول پر عمل کرنے سے منع کرتے ہین اگرچہ اونکا فتوی دینا نقل صحیح سے لوگون کو پہونچ جاوے پس چہ جائیکہ وہ فتوی نقل صحیح ان تک نہ پہونچے اور حدیث صحیح کے مخالف ہو **ثم** قَالَ وَمِنْ مَذْهَبِهِ الرَّدِيِّ اَنَّ التَّمَسُّكَ بِالْاَدِلَّةِ اِنَّمَا هُوَ وَظِيْفَةُ الْمُجْتَهِدِ وَالْحَدِيْثُ فِي اَصْلِهِ كَلَامُ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِيْ لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوٰى وَاِنَّمَا يَتَطَرَّقُ اِلَيْهِ مَظِنَّةُ تِلْكَ الشُّبُهَاتِ مِنَ الْوَضْعِ وَالنَّكَارَةِ وَالضُّعْفِ بَعْدَ صِحَّةِ سَنَدِهِ وَثُبُوْتِ نَقْلِهِ اِمَّا بِرَفْعِ اِسْنَادِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَقْلِ الثِّقَةِ عَنِ الثِّقَةِ سَالِمًا عَنِ الشُّذُوْذِ وَالْعِلَّةِ وَ

لَمْ يُذْكَرْ فِيْ كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ اَنَّهَا تَجُوْزُ یعنی اکمل نے صاحب ہدایہ کی
طرف سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ احتمال ہے کہ شمس الائمہ (جس سے صاحب ہدایہ نے یہہ
بات نقل کی ہے) نے کوئی قول امام مالک کا متعہ کے جواز مین پایا ہوگا مین کہتا ہون
(عینی کا قول ہے) کہ مالکیون کی کسی کتاب مین اس کا جواز پایا نہین جاتا ہے اور ہمارے
زمانے کے بڑے مشہور حنفی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم نے بھی اس بات کو
رد کر دیا ہے چنانچہ اپنے رسالہ مذیلہ الدرایہ مین اُس کو اُن غلطیون سے شمار کیا ہے
جو نصف اول ہدایہ مین واقع ہوئی ہین چنانچہ لکھتے ہین قَالَ الْکَاکِیْ هٰذَا سَهْوٌ
فَاِنَّ الْمَذْکُوْرَ فِیْ کُتُبِ مَالِكٍ حُرْمَةُ نِکَاحِ الْمُتْعَةِ وَرَدَّهٗ الْعَیْنِیْ اَیْضًا بِاَنَّهٗ
لَمْ یُذْکَرْ فِیْ کِتَابٍ مِّنْ کُتُبِ الْمَالِکِیَّةِ رِوَایَةُ جَوَازِهٖ وَبِالْاِحْتِمَالِ نَقْلُ قَوْلِ اِمَامٍ
غَیْرُ مُوَجَّهٍ یعنی کاکی نے کہا کہ یہ صاحب ہدایہ کی سہو ہے اس لئے کہ مالکیون کی تمام
کتابون مین متعہ کا حرام ہونا مذکور ہے اور عینی نے بھی اوسکو رد کر دیا ہے باین طور کہ مالکیون
کی کسی کتاب مین اس کے جائز ہونے کا ذکر نہین ہے اور محض احتمال سے کسی امام کا
قول نقل کر دینا اچھی بات نہین ہے ثُمَّ قَالَ وَیَکُوْنُ مُنْکَرًا لِاتِّهَامِ نَاقِلِهٖ اَوْ
ضَعِیْفًا لِاضْطِرَابِ رَاوِیْهِ کَرِوَایَةِ اَبِیْ عِصْمَةَ نُوْحِ ابْنِ مَرْیَمَ فَاِنَّ رِوَایَاتِهٖ
اَنْکَرُوْهَا عَلَیْهِ وَرِوَایَاتِ هِشَامِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِیِّ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدِ ابْنِ
الْحَسَنِ فَاِنَّهٗ کَانَ یَضْطَرِبُ فِیْ رِوَایَاتِهٖ قَالَ الْقَاضِیْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الضَّمِیْرِیُّ
کَانَ مَعَ عَظِیْمِ شَانِهٖ لَیِّنًا فِی الرِّوَایَةِ سَمِعْتُ الشَّیْخَ اَبَا بَکْرٍ مُحَمَّدَ ابْنَ مُوْسٰی
یَذْکُرُ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ الرَّازِیِّ اَنَّهٗ کَانَ یَاْمُرُ اَنْ یُّقْرَاَ عَلَیْهِ الْاَصْلُ بِرِوَایَةِ سُلَیْمَانَ
اَوْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَمَاعَةَ لِصِحَّتِهِمَا وَضَبْطِهِمَا وَیَکْرَهُ اَنْ یُّقْرَاَ عَلَیْهِ مِنْ رِوَایَةِ هِشَامٍ
لِمَا فِیْهِ مِنَ الْاِضْطِرَابِ انتهى وَاَمْثَالُ ذٰلِكَ کَثِیْرَةٌ خُصُوْصًا عِنْدَ تَنَزُّلِ
الزَّمَانِ وَشُیُوْعِ الْکِذْبِ وَالْهَذَیَانِ یعنی یہ علامہ ہارون نے فرمایا کہ احتمال ہے
کہ قول مجتہد کا منکر ہو واسطے متہم ہونے اوس کے راوی کے اور احتمال ہے کہ ضعیف
ہو واسطے ضعیف ہونے راوی اوس کے کے جیسے کہ ابو عصمہ نوح ابن مریم کی

ہوتا ہے حدیث کی طرح اوس کی سند مسلسل متصل نہین ہوتی ہے اور اس امر سے کہ وہ بطریق مقبول اور معتبر مجتہد کی طرف پہونچے اور سب احتمالات جو حدیث مین ذکر کئے گئے ہین سو وہ سب احتمالات فقہ مین موجود اور قائم ہین اس لئے کہ مجتہد کا قول موضوع ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ کسی نے مجتہد پر افترا کیا ہو (راقم کہتا ہے جب کہ کذاب اور جھوٹے لوگ پیغمبر معصوم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کر چکے ہین اور بہت موضوع حدیثین گھڑ کی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر چکے ہین تو پھر اور لوگون مجتہدین وغیرہ پر افترا کرنا تو بطریق اولی ہو سکتا ہے) کیا تو نے نہین دیکھا کہ طحاوی اور ابو العباس اصم وغیرہ نے محمد بن حکم سے نقل کیا ہے کہ اس نے امام شافعی سے سنا کہ عورت کی دبر مین دخول کرنے مین کوئی حکم حلال یا حرام ہونے کا نہین آیا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ حلال ہو اور امام مالک سے منقول ہے کہ اُس نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے ایسا ہے اور لوگون سے منقول ہے جو انپر موضوع اور افترا ہے اور ابو نصر بن صباغ نے بیان کیا کہ ربیع قسم کہاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابن حکم نے اس بات مین جھوٹ بولا ہے اور امام شافعی پر افترا کیا ہے اور امام مالک کے مذہب مین نکاح متعہ مین حد مارنا واجب ہے

فائدہ راقم کہتا ہے کہ یہ افترا امام مالک پر ہدایہ شریف (جسکو حنفیہ قرآن وحدیث کے برابر سمجھتے ہین) مین بھی موجود ہے اور ہدایہ کے شارحین اس کو کذب اور جھوٹ سمجھتے ہین الفاظ ہدایہ کے یہ ہین وَقَالَ مَالِكٌ هُوَ جَائِزٌ یعنی امام مالک نے کہا کہ نکاح متعہ جائز ہے اور شیخ الحنفیہ ابن ہمام اوسکو کذب سمجھتا ہے چنانچہ اوس نے **فتح القدیر** حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے نِسْبَتُهُ إِلَى مَالِكٍ غَلَطٌ وَلَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ وَعُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ إِلَّا طَائِفَةً مِنَ الشِّيعَةِ انتہی یعنی نکاح متعہ کے جائز ہونے کو امام مالک کی طرف نسبت کرنا غلط ہے اور اس مسئلہ مین بجز شیعہ کے کسی کا علما و ائمہ سے اختلاف نہین ہے اور **عینی حنفی** نے بھی **شرح ہدایہ** مین اس بات کو رد کر دیا ہے چنانچہ لکھا ہے قَالَ الْأَكْمَلُ مُعْتَذِرًا عَنِ الْمُصَنِّفِ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الَّذِي أَخَذَ مِنْهُ الْمُصَنِّفُ وَجَدَ قَوْلًا لِمَالِكٍ فِي جَوَازِهَا قُلْتُ

ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ قول مؤول ہے یعنی سنت اور مروت اور اخلاق حسنہ کے رو سے واجب ہے کہ اوس نے امام مالک سے جمعہ کے غسل کا حکم پوچھا کیا واجب ہے امام مالک نے کہا کہ وہ سنت ہے اور دین میں معروف ہے **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین امام اعظم کے بہت اقوال ایسے ہین کہ مقلدین حنفیہ نے اوس کی تاویل کر دی ہے اور ظاہر معنے چھوڑ کر اوس سے کچھہ اور مراد رکھی ہے چنانچہ ناظر کتب فقہ پر یہ بات مخفی نہین ہے ثُمَّ قَالَ اَوْيَكُوْنَ مُخَصَّصًا اَوْمُقَيَّدًا فَاِنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ نَصَّ عَلٰى اَنَّ الْاِشْعَارَ مَكْرُوْهٌ وَحَمَلَهُ الطَّحَاوِيُّ عَلٰى اِشْعَارِ اَهْلِ زَمَانِهٖ ثُمَّ رُبَّمَا يَكُوْنُ مُعَارِضًا وَلَا مَحَالَةَ مِنْ مُعَارَضَةِ قَوْلِ غَيْرِهٖ مِنَ الْفُقَهَاءِ یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا کہ مجتہد کے قول مین یہہ بھی احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو دیکھو امام ابو حنیفہ نے اشعار کو عام اور مطلق طور پر مکروہ کہدیا ہے اور طحاوی حنفی نے اوسکو مقید کیا ہے اور اپنے زمانہ کے مروج اشعار پر محمول کیا ہے اور نیز کبھی مجتہد کا قول آپس مین معارض بھی ہوتا ہے (اگر اپنے قول سے تعارض نہو) تو اس سے چارہ نہین کہ دوسرے مجتہد کے قول سے معارض ہو یعنی ایک مجتہد کا قول دوسرے کسی نکسی مجتہد کے قول سے تو ضرور ہی معارض ہوگا **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ علامہ ہارون کی کلام سے ثابت ہوگیا کہ یہ سب ہی احتمالات فقہ مین موجود ہین بلکہ فقہ مین تو ایسا اندھیر پڑا ہوا ہے کہ جسکا کچھہ تدارک ممکن نہین ہے اکثر مسائل فقہ مین امام صاحب و صاحبین کا اختلاف ہے یہانتک کہ دو ثلث مذہب مین صاحبین امام صاحب سے جدا ہوگئے ہین اور نیز ایک ہی امام صاحب سے ایک ایک مسئلہ مین مختلف روایات آئی ہین مثلاً گھوڑے کے جوٹھے مین امام صاحب سے چار روایات آئی ہین اور پھر اون کی تطبیق یا ترجیح کی کوئی صورت بیان نہین کی گئی ہے اور نہ اونکے واسطے کوئی قواعد اور اصول مقرر ہوئے ہین جنسے اونمین تطبیق یا ترجیح دیجاوے اور نیز مسائل مفتی بہا مین سخت اختلاف ہے کسی کے نزدیک کوئی مسئلہ مفتی بہ ہے اور کسی کے نزدیک کوئی مسئلہ مفتی بہ ہے اور پھر وہ مفتی بھی مجہول ہے اوسکا کچھہ حال

[حاشیہ: عرفی لوگ کہتے ہیں ... واجب ہوا ... اور اس کی تاویل ... (ناخواندہ دستی تحریر)]

روایات ہین اوس کی روایات کا علمانے انکار کردیا ہے یعنی اونکو نہین مانا ہی
ایسے ہی ہشام بن عبداللہ کی روایات اس کی روایات مین اضطراب اور اختلاف
ہے قاضی ابوعبداللہ ضمیری نے فرمایا کہ یہ شخص باوجود بزرگی شان کے روایت
مین ڈھیلا تھا مین نے شیخ ابوبکر سے سنا کہ وہ ابوبکر رازی سے نقل کرتے تھے
کہ امام محمد کی کتاب جو سلیمان یا محمد بن سماعہ کی روایت سے منقول ہے پڑھنے کو کہتے
اور جو ہشام کی روایت سے منقول ہے اوس کے پڑھنے کو پسند نکرتے اسواسطے کہ اوسمین
اختلاف ہے اس کی مثالین بہت ہین خصوصا زمانہ کے تنزل کیوقت مین اور
جھوٹھ اور سہو وہ پہیل جانے کے وقت مین ثُمَّ قَالَ ۔۔۔۔ کو صَحَّ وَثَبَتَ یَحْتَمِلُ
اَنْ یَّکُوْنَ مَنْسُوْخًا قَدْ رَجَعَ عَنْهُ وَاَفْتٰی بِخِلَافِهٖ فَاِنَّ کُلًّا مِّنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ
وَمَالِكٍ وَّشَافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَغَیْرِهِمْ قَدْ رَجَعُوْا مِنْ اَقْوَالٍ اِلٰی اَقْوَالٍ بِمَا
تَرَجَّحَتْ عِنْدَهُمْ مِّنْ شَوَاهِدَ دَلَائِلَ وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ مُؤَوَّلًا اَلَا تَرٰی اِلٰی
مَالِكٍ فَاِنَّهٗ نَصَّ فِیْ کِتَابِهٖ عَلٰی وُجُوْبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ وَصَرَفَهٗ اَصْحَابُهٗ عَنْ ظَاهِرِهٖ
وَحَمَلُوْهُ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ اَنَّهٗ حَقٌّ مُّتَاَکَّدٌ قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْ عُمَرَ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
هُوَ مُؤَوَّلٌ اَیْ وَاجِبٌ فِی السُّنَّةِ اَوْ فِی الْمُرُوَّةِ اَوْ فِی الْاَخْلَاقِ الْجَمِیْلَةِ کَقَوْلِ الْعَرَبِ
وَجَبَ سُنَّةً حَقُّكَ ثُمَّ اَخْرَجَ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَشْهَبَ اَنَّ مَالِکًا سُئِلَ عَنْ غُسْلِ
یَوْمِ الْجُمُعَةِ اَوَاجِبٌ هُوَ قَالَ هُوَ سُنَّةٌ وَّمَعْرُوْفٌ یعنی پہر علامہ ہارون نے فرمایا
پہر اگر قول مجتہد کا صحیح وثابت بہی ہوجاوے تو اوسمین احتمال ہے کہ منسوخ ہو جس سے
مجتہد نے رجوع کرلیا ہو اور اوس کے برخلاف فتوی دیا ہو یہ اسواسطے کہ ہر ایک نے
چارون امامون وغیرہم سے اپنے اقوال سے رجوع کرلیا ہے ان اقوال کی طرف
جو انکے نزدیک دلائل سے مرجح ٹھہر گئے اور نیز قول مجتہد کا یہ بہی احتمال رکھتا ہے کہ مؤول
ہو گیا تو نے نہین دیکھا کہ امام مالک نے اپنی کتاب (موطا وغیرہ) مین جمعہ کے دن
غسل کرنے کو واجب کہا ہے اور اون کے مقلدین نے اوسکو ظاہر معنے سے پہیر کر
اس معنی پر حمل کیا ہے کہ مراد اون کی یہ ہے کہ وہ حق اور سنت ہے چنانچہ حافظ ابوعمرو

اجماع امت سے اور نیز فقہ مین کوئی ایک بہی ایسی کتاب نہین ہے جس مین کہ اُسکے مصنف نے صحت کا التزام کیا ہو پس فقہ کی کتابین حاطب اللیل (جو رات کو ایندہن لاتا ہے اور اوس مین سانپ بچہو سوکی گیلی سب بہر لاتا ہے) کا ایندہن ہین پس ایک نہ ایک دن اوسکو سانپ یا بچہو ضرور ہی کاٹ کہائیگا ایسے ہی کتب فقہ پر اعتماد کلی جائز نہین ہے اور بلا تحقیق اصل و ماخذ کے اوس کے کسی مسئلہ پر عمل کرنا جائز نہین جو شخص بلا تحقیق و تفتیش اسپر عمل کریگا وہ ایک نہ ایک دن خدا رسول کے خلاف مین پہنسکر اپنا ایمان اور اسلام کہو بیٹہیگا اور نیز جب کہ فقہ کی کتابون مین معتزلہ اور خوارج وغیرہ مذاہب باطلہ کے اقوال و روایات حد سے زیادہ داخل ہو گئے ہین اور اون کی تمیز کی بہی کوئی صورت نہین ہے تو اب اس وجہ سے کتب فقہ سب بے اعتبار ہو گئین کسی کا اعتبار نہ رہا بخلاف کتب حدیث کے کہ اُس مین بہت کتابین حدیث کی ایسی ہین جنکے مصنفون نے اون مین صحت کا التزام کر رکہا ہے خصوصا صحیح بخاری اور مسلم کہ جنکے ملتزم الصحۃ ہونے پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہے انکے ملتزم الصحۃ ہونے مین کسی مسلمان کو کلام نہین اور تطبیق بہی اُن مین بوجہ احسن موجود ہے اور سب احتمالات بہی اون کے تراجم مین مدفوع ہو چکے ہین انکے تراجم مین اکثر انہین باتون کا تدارک ہوتا ہے اور عام اور منسوخ پر قبل بحث و تفحص مخصص اور ناسخ کے حنفیہ کے نزدیک عمل کرنا جائز ہے کما مر بیانہ پس جب سب احتمالات دفع ہو چکے تو اب عامل بالحدیث کے واسطے یہ کتابین ایسی ہین کہ بے دہڑک اُسپر عمل کرے اب بعد اُس کے علماء ہر دو ان باتون کا بے اعتبار ہونا ثابت کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین وَطَرِيقُ مَعْرِفَةِ الْحَدِيثِ فِي هٰذِهِ الْأَعْصَارِ الْمُتَأَخِّرَةِ الِاعْتِمَادُ عَلَى الْأَئِمَّةِ الْمُوثُوقِ بِهِمْ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ وَالْآثَارِ بِالرُّجُوعِ إِلٰى كُتُبِهِمْ كَالصَّحِيحَيْنِ وَجَامِعِ التِّرْمِذِيِّ وَمُوَطَّأِ مَالِكٍ وَمُسْنَدِ الدَّارِمِيِّ وَسُنَنِ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَآثَارِ الطَّحَاوِيِّ وَمَنْ يَلْتَحِقُ بِهِمْ فِي سَعَةِ الْحِفْظِ وَالْاِطِّلَاعِ وَقُوَّةِ الضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْعَارِفِينَ بِأَحْوَالِ الْأَحَادِيثِ الْمُمَيِّزِينَ بَيْنَ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِينَ

معلوم نہین کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے اور پہر اوسکو کونسی وجہ ترجیح کی نظر آئی جسکے سبب سے اوس نے اُس مسئلہ کو مفتی بہ ٹھہرایا آور نیز صدہا اقوال ہین صاحبین کے قول پر فتوی دیدیا ہے اور امام صاحب کا قول متروک کردیا گیا ہے آور نیز احتمال ہے کہ امام صاحب نے اپنے اُس قول سے رجوع کیا ہو اور احتمال ہے کہ منسوخ ہو اور احتمال ہے کہ موضوع ہو کسی نے افترا کرکے اونکی طرف نسبت کردیا ہو اور احتمال ہے کہ منکر ہو واسطے متہم ہونے راوی کے اور احتمال ہے کہ ضعیف ہو واسطے ضعیف ہونے راوی کے اور احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو اور احتمال ہے کہ معارض ہو اگرچہ دوسرے کسی مجتہد کے قول سے بلکہ اس سے تو کسی طرح چارہ نہین آور نیز مجتہد کا قول دراصل خطا کا احتمال رکہتا ہے لان المجتہد یخطی و یصیب آور نیز اکثر مجتہد کا قول بے سند ہوتا ہے یعنی حدیث کی طرح اوس کی کوئی اسناد مسلسل نہین ہوتی ہے بلکہ اگر فقہ کی اسناد اور احوال رواۃ کے تحقیق و تنقید کے موافق قواعد و ضوابط اصول حدیث کے کیجاوے تو امید نہین ہے کہ فقہ کا کوئی ایک مسئلہ بہی امام سے ثابت ہو اور پہر اون کے بعد فقہاء متقدمین متاخرین کا تو کچہہ اور ہی حال ہے کوئی کچہہ کہتا ہے اور کوئی کچہہ کہتا ہے کسی مقلد کا کوئی خیال ہے اور کسی متعصب کی کچہہ مقال ہے اور نیز کتب فقہ مین معتزلہ و جبریہ و قدریہ وغیرہ مذاہب باطلہ کے اقوال و روایات بہی بہت لکہے ہین مثلاً صاحب قنیہ کہ باعتراف صاحب اشباہ والنظائر کی معتزلی مذہب ہے پہر بہی فقہ مین اوس کے بہت مسائل خلط ملط ہوگئے ہین آور نیز عبدالقادر بدایونی حنفی نے بوارق شیخ نجدی مین لکہا ہے اندراج خوارج و معتزلہ درکتب حنفیہ زائد از حد است ہزاران ہزار خوارج و معتزلہ در فروع فقہیہ حنفی مذہب بودہ اند تلامذہ خاص امام اعظم و ابو یوسف متمذہب بمذاہب باطلہ گذشتہ و ہزاران ہزار روایت از انکسان مطابق مذہب ایشان درکتب فتاوی داخل ست انتہی آور نیز صدہا مسائل فقہ کی کتابون مین ایسے ہین کہ اونکی دلیل کتاب و سنت مین کہین پائی نہین جاتی ہے آور نیز صدہا چیزونکو فقہ مین ناجائز ٹھہرایا اور ہزارہا امور کو جائز و حلال بتایا ہے مگر اوس کی دلیل کا کہین بہی پتہ نہین ملتا نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے اور نہ

مین صحیح حدیث کو مطلق (بے بیان) چھوڑ دیا ہے اور غیر صحیح کا حال بتلا دیا ہے جیسے
ابو داؤد اور نسائی اور ان کتابون کی طرف رجوع کرنے اور انپر اعتماد کرنے مین یہ شرط
نہین کہ ان کتابون کی سند ان کے مصنفون تک پہونچائے جاوے بلکہ جب نسخہ
صحیح ملجاوے جو نسخہ صحیح سے مقابل کیا گیا ہو اور اوس مین کسی قسم کا شبہ یا بدگمانی نہو
تو اوس سے حجت پکڑنا اور اوس کے مقتضای پر عمل کرنا واجب ہے اور وہ ہر مسلمان پر
دلیل قائم ہے صحابی ہو خواہ مجتہد ہو ثُمَّ قَالَ وَاَمَّا احتمالُ النسخِ والتاويلِ و
التخصيصِ والتقييدِ فانْ ظهرَ الناسخُ وموجبُ التخصيصِ والتقييدِ والتاويلِ
فلا كلامَ في ثبوتِ مقتضاهُ من التفصيلِ والّا فما لا يحتملُ النسخَ والتاويلَ و
التقييدَ هو القسمُ المختصُّ باسمِ المحكمِ من اقسامِ النظمِ والذي يحتملُ النسخَ
هو المفسَّرُ والذي يحتملهما هو الظاهرُ وكلُّ ذلك يوجبُ الحكمَ قطعًا وانّما
تظهرُ التفاوتُ عند المعارضةِ فيقدَّمُ المحكمُ على المحتملِ ولا يجوزُ تركُ العملِ
بمجرّدِ الاحتمالِ ثُمَّ قَالَ واتّفقوا على انّ العملَ بالمنسوخِ جائزٌ الى ان تظهرَ
ناسخُهُ وانّ الناسخَ لا يلزمُ حكمُهُ الّا بعدَ العلمِ بهِ واستدلّوا بتحويلِ القبلةِ ثمّ
قال وقال الشافعيُّ اجمعَ المسلمونَ على انّ من استبانتْ له سنّةُ رسولِ اللهِ
صلّى الله عليه وسلّم لم يحلَّ له ان يدعَها لقولِ احدٍ وقال ابنُ عبدِ البرِّ يجبُ
على كلِّ من بلغهُ شيءٌ من الحديثِ ان يستعملَهُ على عمومِهِ حتّى يثبتَ عندَهُ
ما يخصُّهُ او ينسخُهُ انتهى یعنے پھر علامہ ہارون نے فرمایا لیکن احتمال نسخ اور تاویل اور
تخصیص اور تقیید کا اگر ناسخ اور دلیل تخصیص و تقیید و تاویل کی ثابت ہو تو اوس کی مقتضای
کے ثبوت مین کلام نہین یعنی جہان ناسخ معلوم ہو وہان نسخ کا حکم لگا دیا جاویگا اور
جہان مخصص ظاہر ہو وہان عموم کی تخصیص کر دیگا اور اگر یہ سب ظاہر نہون تو پھر نصوص
شرعیہ کی قسم ہین ایک وہ قسم ہے جو نسخ اور تاویل اور تخصیص اور تقیید کا احتمال مطلق نہین رکھے
اسکو نص محکم کہتے ہین اور ایک وہ قسم ہے جو سوای نسخ کے دوسرا کوئی احتمال نہ رکھے
اسکو مفسر کہتے ہین اور ایک قسم وہ ہے جو ان سب کا احتمال رکھے اوسکو ظاہر کہتے ہین

فَاِنَّہُمْ جَمَعُوْا وَدَوَّنُوْا وَصَحَّحُوْا وَحَسَّنُوْا وَضَعَّفُوْا وَفَرَغُوْا عَنِ الْاِسْنَادِ وَتَفْتِیْشِ حَالِہٖ
وَالْبَحْثِ عَنْ اَحْوَالِ رُوَاتِہٖ وَتَوَاتَرَتْ عَنْہُمْ کُتُبُہُمْ وَذَاعَتْ وَشَاعَتْ بَیْنَ عُلَمَاءِ
الْاُمَّۃِ وَتَلَقَّتْہَا بِالْقُبُوْلِ الْحُذَّاقُ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَمِنْہُمْ مَنِ الْتَزَمَ اِخْرَاجَ مَا اتُّفِقَ عَلٰی
صِحَّتِہٖ اَہْلُ الشَّاْنِ کَالْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ وَمِنْہُمْ مَنِ الْتَزَمَ اِخْرَاجَ مَا صَحَّ عِنْدَہٗ کَاَبِیْ
عَوَانَۃَ وَابْنِ خُزَیْمَۃَ وَمِنْہُمْ مَنْ بَیَّنَ صَحِیْحَ الْاِسْنَادِ عَنْ حَسَنِہٖ وَمِنْ حَسَنِہٖ عَنْ
ضَعِیْفِہٖ کَالتِّرْمِذِیِّ وَالطَّحَاوِیِّ وَمِنْہُمْ مَنْ اَطْلَقَ فِیْمَا تَرْجَمَ فِیْہِ الصَّحِیْحَ وَصَرَّحَ
بِغَیْرِہٖ کَاَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ وَلَا یُشْتَرَطُ الرُّجُوْعُ اِلَیْہَا وَالْاِعْتِمَادُ عَلَیْہَا اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ
لَہَا رِوَایَۃٌ اِلٰی مُؤَلِّفِہَا بَلْ اِذَا صَحَّتْ عِنْدَہٗ النُّسْخَۃُ مِنْہَا بِمُقَابَلَتِہَا عَلٰی اَصْلٍ
مُعْتَمَدٍ غَیْرِ مُتَّہَمٍ صَحَّ الْاِحْتِجَاجُ بِہَا وَوَجَبَ الْعَمَلُ بِمُوْجَبِہَا وَیَقُوْمُ حُجَّۃً عَلٰی کُلِّ
مُسْلِمٍ صَحَابِیٍّ اَوْ مُجْتَہِدٍ اَوْ غَیْرِہٖ یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا کہ اور طریق حدیث کے
پہچاننے کا پچھلے زمانوں مین یہ ہے کہ حدیث کے اماموں پر جنپر اس علم مین اعتبار ہے
اعتماد کرین اور اون کی کتابون کی طرف رجوع فرماوین جیسے صحیحین ہین اور جامع
ترمذی اور موطا امام مالک اور مسند دارمی اور سنن ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور
آثار طحاوی اور اون لوگون کی تصانیف جو ان اماموں میں سے فراخی حافظ اور اطلاع اور قوت
ضبط و مضبوطی مین ملتے ہین اور حدیث کا حال خوب پہچانتے ہین اور ثقہ اور ضعیف اور
متروک راویون مین خوب تمیز کرتے ہین یہ اس لئے کہ ان لوگون نے کتابین بنا دی ہین
اور حدیث کو صحیح و حسن و ضعیف بتلا دیا ہے اور ہمکو اسناد اور تلاش و بحث حال رواۃ
سے فارغ کر دیا ہے اور اون کی کتابین علماء امت مین مشہور و معروف ہوگئی ہین اور
ہمارے تک تواتر سے پہونچ گئی ہین اور ائمہ ماہرین نے قبول کر لی ہین ان مین بعضے ائمہ
محدثین ایسے ہین جنہون نے حدیث صحیح متفق علیہ لانے کا التزام کر رکھا ہے جیسے امام
بخاری و مسلم اور بعضے ایسے ہین جنہون نے اپنے نزدیک صحیح لانے کا التزام کر رکھا ہے
جیسے امام ابوعوانہ اور ابن خزیمہ اور بعض وہ ہین جنہون نے صحیح و حسن و ضعیف
مفصل بیان کر دیا ہے جیسے کہ ترمذی اور طحاوی اور بعض وہ ہین جنہون نے اپنی جانچ

بیان عمل آچکا ہے اور ان امور کا فیصلہ و تدارک ان مین بخوبی طور سے ہو چکا ہے
سوا سبیر شبہات یہ ہے جو کہ امام شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری
مین لکہا ہے ثُمَّ رَأَى أَنْ لَا يُخْلِيَهُ مِنَ الْفَوَائِدِ الْفِقْهِيَّةِ وَالنُّكَتِ الْحِكَمِيَّةِ
فَاسْتَخْرَجَ بِفَهْمِهِ مِنَ الْمُتُونِ مَعَانِيَ كَثِيرَةً فَرَّقَهَا فِي أَبْوَابِ الْكِتَابِ بِحَسَبِ
تَنَاسُبِهَا قَالَ الشَّيْخُ مُحْيِي الدِّينِ لَيْسَ مَقْصُودُ الْبُخَارِيِّ الِاقْتِصَارَ عَلَى الْأَحَادِيثِ فَقَطْ
بَلْ مُرَادُهُ الِاسْتِنْبَاطُ مِنْهَا وَالِاسْتِدْلَالُ لِأَبْوَابٍ أَرَادَهَا إِلَى أَنْ قَالَ وَقَدْ تَكُونُ
التَّرْجَمَةُ بِلَفْظِ الْمُتَرْجَمِ لَهُ أَوْ بِبَعْضِهِ أَوْ بِمَعْنَاهُ یعنی پہر امام بخاری نے یہ مناسب سمجہا
کہ اس کتاب کو فوائد فقہیہ اور حکمتی نکتون سے خالی نچہوڑے پس اپنے فہم کے ساتہہ
حدیثون سے بہت مطالب نکالے جنکو کتاب کے بابون مین بحسب موقع متفرق بیان
کیا شیخ محی الدین یعنی امام نووی نے لکہا ہے کہ امام بخاری کا یہ مقصود نہین کہ فقط حدیثون
کی روایت کرے بلکہ اوس کا یہہ بہی مطلب ہے کہ ان سے مسائل استنباط کرے اور کئی
بابون مین دلائل قائم کرے جنکو اوس نے چاہا ہے ابن حجر نے کہا کہ صحیح بخاری کا ترجمۃ
الباب کبہی اوس لفظ سے ہوتا ہے جسکے واسطے وہ ترجمہ ٹہرایا ہے یا اوس کے کسی
حصہ یا اوس کے ہم معنے لفظ سے ثُمَّ قَالَ وَهَذَا فِي الْغَالِبِ وَقَدْ يَأْتِي مِنْ ذَلِكَ
مَا يَكُونُ مَعْنَى لَفْظِ التَّرْجَمَةِ احْتِمَالُ لِأَكْثَرَ مِنْ مَعْنًى وَاحِدٍ فَيُعَيِّنُ أَحَدَ الِاحْتِمَالَيْنِ
بِمَا يَذْكُرُهُ تَحْتَهَا مِنَ الْحَدِيثِ وَقَدْ يُوجَدُ فِيهِ مَا هُوَ بِالْعَكْسِ مِنْ ذَلِكَ بِأَنْ يَكُونَ
الِاحْتِمَالُ فِي الْحَدِيثِ وَالتَّعْيِينُ فِي التَّرْجَمَةِ وَالتَّرْجَمَةُ حِينَئِذٍ بَيَانٌ لِتَأْوِيلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ
نَائِبَةٌ مَنَابَ قَوْلِ الْفَقِيهِ مَثَلًا الْمُرَادُ بِهَذَا الْحَدِيثِ الْعَامِّ الْخُصُوصُ أَوْ بِهَذَا الْحَدِيثِ
الْخَاصِّ الْعَامُّ أَوْ أَنَّ ذَلِكَ الْخَاصَّ الْمُرَادُ بِهِ مَا هُوَ أَعَمُّ مِمَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ ظَاهِرُهُ بِطَرِيقِ
الْأَعْلَى أَوِ الْأَدْنَى وَيَأْتِي فِي الْمُطْلَقِ وَالْمُقَيَّدِ نَظِيرُ مَا ذُكِرَ فِي الْعَامِّ وَالْخَاصِّ وَكَذَا
فِي شَرْحِ الْمُشْكِلِ وَتَفْسِيرِ الْغَامِضِ وَتَأْوِيلِ الظَّاهِرِ وَتَفْصِيلِ الْمُجْمَلِ وَهَذَا الْمَوْضِعُ
هُوَ مُعْظَمُ مَا يُشْكِلُ فَمِنْ ثَمَّ اشْتَهَرَ مِنْ قَوْلِ جَمْعٍ مِنَ الْفُضَلَاءِ فِقْهُ الْبُخَارِيِّ فِي
تَرَاجِمِهِ انتہی پہر کہا اور یہہ غالبا وہان آتا ہے جہان معنی لفظ ترجمہ مین ایک سے

اور یہ اقسام (با وجود ان احتمالات کے) سب حکم کو ثابت کرتے ہین یعنی مجرد احتمال سے وہ اقسام ساقط الاعتبار نہین سمجھے جاتے ہین فرق ان مین آپس مین اتنا ہے کہ یہ بوقت باہمی تعارض کے ایک دوسرے سے مقدم ہوتا ہے پس جو محکم ہو (احتمال سے خالی ہو) وہ محتمل پر مقدم ہوتا ہے اور مجرد احتمال سے (جسکی کوئی دلیل نہو) نص کا چھوڑ دینا جائز نہین ہے پھر کہا کہ سب متفق ہین کہ نص منسوخ پر عمل کرنا جائز ہے جب تک کہ اوسکا ناسخ ظاہر نہو اور یہ کہ ناسخ کا حکم اوسکے جاننے کے بعد ثابت ہوتا ہے اور اوسپر کعبہ کی طرف پھر جانے کے ساتھ استدلال کرتے ہین پھر کہا امام شافعی کہتے ہین کہ سب مسلمانون کا اسپر اتفاق ہو چکا ہے کہ جسپر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو جاوے تو اوسپر حلال نہین ہے کہ کسی کے قول سے اوسکو چھوڑ دیوے امام ابن عبد البر نے کہا ہے جسکو کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہونچی اوسپر واجب ہے کہ اوس کو علے العموم عمل مین لاوے جب تک اوس کے نزدیک اوس کی تخصیص یا نسخ ثابت نہو جاوے ثم قال والصحابی محجوج بالحدیث الصحیح وکذا من دونھم ولو ظھر الفتوی مخالفا للحدیث الصحیح یحمل علی ان صاحبہ لم یبلغہ ھذا الحدیث ولو بلغہ لرجع الیہ تحسینا للظن بہ فیمن ھو اھلہ اذ لو خالفہ لقلۃ المبالاۃ والتہاون بہ یسقط عدالتہ ولا یقبل فتواہ ولا روایتہ وقد عرفت ان الاحتمال المحض لا عبرۃ لہ اصلا کالجرح المبہم انتھی

یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا اور صحابی پر حدیث صحیح حجت ہو سکتی ہے چہ جاے اوس سے نیچے کے لوگ جب کوئی فتوی حدیث کے مخالف ہو تو حسن ظن کے واسطے اوس مین یہہ تاویل واجب ہے کہ اس فتوے دینے والے کو حدیث نہین پہونچی اگر پہونچتی تو وہ اس کی طرف رجوع کرتا اس لئے کہ اگر اوسکو حدیث پہونچی اور اوس نے بے پرواہی اور سستی سے اوسکا خلاف کیا تو اوس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے یعنی فاسق ہو جاتا ہے نہ اوسکا فتوی قبول ہوتا ہے اور نہ اوس کی روایت مقبول ہوتی ہے اور یہہ تم جان چکے ہو کہ احتمال محض کا کچھ اعتبار نہین جیسے کہ جرح مبہم کا کچھہ اعتبار نہین ہے رہی یہ بات کہ نسخ وتخصیص ومعارضات وتطبیق وترجیح کا کتب حدیث مین پورا

یکون عند البخاری وجه تطبیق بینهما یحمل کل واحد علی محمل فیترجم بذلک
المحمل اشارۃ الی التطبیق وکثیرا ما یاتی بشواهد الحدیث من الآیات وبشواهد
الآیات من الاحادیث تظاهرا او لتعیین بعض المحتملات دون البعض فیکون
المراد بهذا العام الخصوص او بهذا الخاص العموم ونحو ذلک ومثل
هذا لا یدرکه الا فهم ثاقب وقلب حاضر انتهی یعنی کہا شیخ ولی اللہ صاحب نے
شرح تراجم بخاری مین کہ تراجم بخاری کے کئی قسم پر منقسم ہین بعض ان ترجمون
مین سے یہہ ہے کہ بخاری ترجمۃ الباب مین ایک حدیث لاتا ہے جو اوس کے شرط پر نہین
ہوتی ہے واسطے ایک مسئلہ کے جو اوس نے اوس حدیث سے استنباط کیا ہے ساتھہ
کسی قسم استنباط کے اوس کی نص سے یا اوس کے اشارے سے یا اوس کے عموم سے
یا اوس کے ایما سے یا اوس کے فحوای سے اور بعض اون سے ایسے ہین کہ کسی جگہ
مین کسی متقدم علما کا مذہب بیان کرتا ہے اور ذکر کرتا ہے اوس باب مین وہ چیز جو
کسی قسم سے اوسپر دلالت کرتی ہے اور فی الجملہ اوس کی شہادت دیتی ہے اور بعض
اون سے یہہ ہے کہ امام بخاری اکثر ترجمون مین اہل سیر کی طرف چلا جاتا ہے بیچ استنباط
کرنے اون کے کے خصوص واقعات اور حالات کو طرق حدیث کے اشارون سے
اور اکثر وقت حیران ہو جاتا ہے فقیہہ واسطے نہ تجربہ ہونے اوس کے ساتھہ اس
فن کے مگر اہل سیر کو خصوصیات کے معرفت کا بہت بڑا اہتمام ہے اور تحقیق متفرق
کر دیا ہے امام بخاری نے تراجم مین بہت علمون کو قرآن کے غریب الفاظ کی شرح اور
صحابہ اور تابعین کے آثار کو ذکر کرنے اور حدیثون متعلق کے بیان کرنے سے اور بعض
ان تراجم سے یہہ ہے کہ وہ ایسا مسئلہ ترجمۃ الباب مین لاتا ہے جسمین حدیثون کا اختلاف
ہوتا ہے اور وہ سبہی حدیثین اختلاف کے ساتھہ نقل کر دیتا ہے تاکہ سمجھہ دار کو مسئلہ
کی طرف نزدیک کر دیوے مثال اوس کی وہ ہے جو عورتون کی قضا حاجت کے لیے
باہر جانے کا باب لایا ہے اور دو حدیثون مختلف کو ذکر کیا ہے اور بعض اون سے
یہہ ہے کہ کبہی حدیثون مین تعارض ہوتا ہے اور بخاری کے پاس اون مین تطبیق کی

زیادہ معانی کا احتمال ہو پس امام بخاری اوس حدیث سے (یعنی جو اوس کی فصل مین لاتا ہے) ایک احتمال کو مقرر کر دیتا ہے اور کبھی اوس مین اوسکا عکس پایا جاتا ہے اسطرح کہ حدیث مین کئی معانی کا احتمال ہو اور ترجمہ مین ایک معنے کی تعیین اسوقت وہ ترجمہ اس حدیث کی تاویل کا بیان ہوگا بعضے اس قول کے قائم مقام کہ اس حدیث عام سے یہ معنی خاص مراد ہین یا اس حدیث خاص سے یہہ معنے عام مراد ہین یا اس خاص سے بطریق اعلی یا ادنی وہ معنی مراد ہین جو اوس کے ظاہر مدلول سے عام ہین اور مطلق و مقید مین بہی ایسا ہی لاتا ہے جو عام مین مذکور ہوا ایسا ہی مشکل کی تفسیر مین اور پوشیدہ لفظ کے بیان اور ظاہر کی تاویل اور مجمل کی تفصیل مین یہ بڑی جگہہ ہے جو صحیح بخاری مین مشکل ہے اسیواسطے جماعت فضلا مین مشہور ہو رہا ہے کہ بخاری کی فقہ (یعنی اجتہاد) اوس کے تراجم الواب مین ہے وقال الشیخ الاجل ولی اللہ الدہلوی فی مقدمۃ شرحہ علی تراجم البخاری تراجم ابوابہ تنقسم اقساما منہا انہ یترجم بحدیث مرفوع لیس علی شرطہ لمسئلۃ استنبطہا من الحدیث بنحو من الاستنباط من نصہ او اشارتہ او عمومہ او ایمائہ او فحواہ ومنہا انہ یترجم بمذہب ذہب الیہ ذاہب قبلہ ویذکر فی الباب ما یدل علیہ بنحو من الدلالۃ او یکون شاہدا لہ فی الجملۃ ومنہا انہ یذہب فی کثیر من التراجم الی طریقۃ اہل السیر فی استنباطہم خصوصیات الوقائع والاحوال من اشارات طرق الحدیث وربما یتعجب الفقیہ من ذلک لعدم ممارستہ ہذا الفن ولکن اہل السیر لہم اعتناء شدید بمعرفۃ تلک الخصوصیات وقد فرق البخاری فی تراجم الابواب علما کثیرا من شرح غریب القرآن وذکر آثار الصحابۃ والتابعین والاحادیث المعلقۃ ومنہا انہ یترجم بمسئلۃ اختلف فیہ الاحادیث فیاتی بتلک الاحادیث علی اختلافہا لیقرب الی الفقیہ من بعدہ امرہا مثالہ باب خروج النساء الی البراز جمع فیہ حدیثین مختلفین ومنہا انہ قد یتعارض الادلۃ و

فِي مُحْتَبَاهُ اَوِ اطَّلَعَ مِنَ التَّرجِيحَاتِ اَو بَعضِ الشُّرُوحِ فِيهَا وَاِلَّا يَرجِعُ اِلَى الفَنِّ المُؤَلَّفِ المُفرَدِ لِذٰلِكَ وَيُسَمّٰى بِفَنِّ . . . مُختَلِفِ الحَدِيثِ فَاِن وَجَدَ الجَمعَ حَمَلَ عَلَيهِ وَاِلَّا يَشتَغِلُ بِالتَّرجِيحِ فَاِن قَدَرَ عَلٰى تَرجِيحِ اَحَدِ الحَدِيثَينِ مِن حَيثُ حَالِ المُخرِجِينَ فِي اِلتِزَامِ الصِّحَّةِ اَوِ الحُسنِ وَعَدَمِ ذٰلِكَ فَبِهَا وَاِلَّا يَرجِعُ اِلَى الكُتُبِ الَّتِي تَرجِعُ اِلَى التِزَامِ اَحكَامِهَا عَلَى الاَحَادِيثِ فَاِن وَجَدَ فِيهَا وَاِلَّا يَنظُرُ فِي وُجُوهِ المَرجُوحِيَّةِ فِي مَا هُوَ وَجهٌ حَاضِرَةٌ عِندَهُ فِي رُتبَةٍ وَاحِدَةٍ لَو كَانَهُمَا وَلَمَّا فَرَغَ السَّبُوطِيُّ عَن عَدِّهَا فِي التَّدرِيبِ قَالَ فَهٰذِهِ اَكثَرُ مِن مِائَةِ مُرَجِّحٍ وَثَمَّ مُرَجِّحَاتٌ اُخرٰى لَا تَنحَصِرُ وَمَدَارُهَا عَلٰى غَلَبَةِ الظَّنِّ انتَهٰى فَلَا اَقَلَّ مِن اَن تَجِدَ لِاَحَدِ الحَدِيثَينِ وَاحِدَةً مِن تِلكَ الوُجُوهِ فَاِن وُجِدَت فَبِهَا وَاِلَّا يَرجِعُ اِلٰى كُتُبِ فَنِّ مُختَلِفِ الحَدِيثِ فَاِنَّ عُلَمَاءَ ذٰلِكَ الفَنِّ يَتَكَلَّمُونَ اَوَّلًا فِي جَمعِ المُتَضَادَّينِ ثُمَّ يُرَجِّحُونَ اَحَدَهُمَا عَلَى الاٰخَرِ وَقَد صَنَّفَ فِيهِ الشَّافِعِيُّ كِتَابَهُ المَعرُوفَ ثُمَّ صَنَّفَ فِيهِ ابنُ قُتَيبَةَ وَاٰخَرُونَ وَكِتَابُ الحَازِمِيِّ وَاِن كَانَ فِي النَّاسِخِ وَالمَنسُوخِ وَلٰكِن اَطرَافُ كَلَامِهِ جَرَت عَلَى الجَمعِ وَالتَّرجِيحِ فِي الاَبوَابِ الفِقهِيَّةِ جَريًا حَسَنًا قَلَّ مُمَاثِلُهُ فِي الكُتُبِ الحَاضِرَةِ عِندَنَا

ترجمہ علمائے حنفیہ کے رئیس نے کتاب دراسات میں کہا ہے کہ علم یقینی اور نفس الامری کسی حدیث کے نہ معارض ہونیکا تو ہزار حافظ حدیث اور ہزار مجتہد کو بھی نہیں ہوتا اس لیے کہ ہر ایک علم والے سے زیادہ علم والا ہے پس انسان پر اس چیز کا حکم نہیں جسپر وہ قادر نہو پس ہر مجتہد کو اور ہر مقلد عالم کو جب وہ حدیث صحیح پر مطلع ہو بلکہ ہر ایک مقلد جاہل کو بھی جب وہ حدیث صحیح خلاف مذہب امام کے کسی عالم سے سن لے لازم ہے کہ وہ تلاش معارض و جواب قوی میں حسب لیاقت و مناسب حال کوشش کریں پھر اگر کسی حدیث کا معارض اور جواب پاویں تو اسپر عمل کریں ورنہ فوراً اسی حدیث پر عمل کرے پھر اگر اس کے بعد اسکا جواب یا معارض پاویں تو اپنے قول و عمل سابق سے مجتہد بھی ہوں تو رجوع فرماویں چنانچہ صحابہ سے زمانہ مجتہدین تک عام رواج یہی رہا ہے پس چہ جائیکہ آپ مقلد ہوں بہانتک

وجہ موجود ہوتی ہے تو وہ اوسکو ترجمۃ الباب ٹھیراتا ہے اور اوس سے تطبیق کی طرف اشارہ
کردیتا ہے اور بہت وقت حدیث کے شواہد آیات سے اور آیات کے شواہد حدیثوں سے
ایک سے دوسرے کی مدد کو یا بعض احتمال کی تعیین کے لیئے لاتا ہے (جس سے معلوم ہو
کہ اس عام سے یہ خاص مراد ہے یا اس خاص سے عام مراد ہے اور یہ باتین اوسی شخص
کو معلوم ہوسکتی ہین جسکا روشن فہم اور دل حاضر ہو **فائدہ** راقم کہتا ہے ان باتون کی
تفصیل اور ان امورن کی توضیح کا جوکوئی طالب ہو وہ صحیح بخاری کے صـ۱۲ ۸۳-
۹۶-۱۷۱-۶۳ ۲- ۸۴۷ وغیرہ کو مطالعہ کرے اور صحیح مسلم کے صـ۲۰۰ ۲۰۳-
۲۰۸- ۲۴۷- ۲۵۵- ۳۶۱- ۴۵۰ وغیرہ کو ملاحظہ کرے اور جملہ بیان امور مذکورہ (یعنی
نسخ وتخصیص وتعمیم وتطبیق وتاویل) کا اس مین صاف صاف دیکھ لیوے یہہ تو صحیح
صحیحین مین ان امور مشکلہ کے فیصلہ وتدارک کے موجود ہونے پر شہادت گذری ہے اب
باقی حدیث کی کتابون سنن وغیرہ پر شہادت سننی چاہیئے **قال رئیس الحنفیۃ
من علماء السندۃ فی الدراسات** العلم بانعدام المعارضین والجواب
القوی فی نفس الامر والواقع لاسبیل الی علمه الا مبنی وان حکم به الف حافظ
والف مجتهد اذ فوق کل ذی علم علیم فلم یکلف المامور بالعلم بذلک فعلی
کل مجتهد وکل مقلد عالم اذا اطلع علی الحدیث الصحیح بل وکل مقلد جاهل اذا سمع
من عالم بالحدیث الصحیح علی خلاف امامه ان یبذل وسعه بما یلیق بکل واحد منهم
فی الفحص عن الامرین فان وجد احد الامرین فیهما والا یجب علیه فور العمل بما فی
الحدیث فاما بعد ذلک فلو وجد منهما واحد فیجب علی المجتهد الرجوع علی ما هو
الشائع الذائع من القرن الاول الی زمان المجتهدین فکیف علی المقلد الی ان قال
وخدمة هذا العلم الشریف لم یترکوا للعالم بعدهم حاجة الا الی فتح کتاب
صنفوا فی نوع من الحدیث الی ان ذکر مصنفات صنفوا فی انواع علوم الحدیث
ثم قال واذا وجد حدیثین متعارضین فان نفسه علی جمعهما او تنبه من
ترجمة صاحب کتاب علی جمعه کما یتنبه من بعض تراجم ابی عبد الرحمن النسائی

وَأَكْثَرُ أَئِمَّتِهِمْ أَنَّهُمْ يُورِدُونَ فِي كُتُبِ السُّنَنِ مُتُونَ الْأَحَادِيثِ الْمُتَعَارِضَةِ فِي
بَابَيْنِ مُتَّصِلَيْنِ أَفْرَدُوا التَّصْنِيفَ فِيمَا لَا مُعَارِضَ لَهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَمَا لَهُ مُعَارِضٌ
وَأَفْرَدُوا الْكُتُبَ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ وَأَفَادُوا عَنْ كَيْفِيَّةِ التَّعَارُضِ وَالْجَمْعِ
وَالتَّرْجِيحِ وَعَدُّوا وُجُوهَهُ بَلْ حَصَرُوهَا فِي مِائَةِ وَجْهٍ ثُمَّ قَالَ وَمَنْ عَبَرَ
سُنَنَ أَبِي دَاوُدَ وَحْدَهُ يَرَى مِنْ غَرَائِبِ تَرَاجِمِهِ وَنَوَادِرِ الْمَسَائِلِ فِي الْأَحَادِيثِ
مَا لَا يُوجَدُ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ وَلِهٰذَا قَالَ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ إِنَّ سُنَنَ أَبِي دَاوُدَ مَجْمَعُ
مَوَادِّ الْاجْتِهَادِ يَكْفِي لِلْمُؤْمِنِ مُصْحَفٌ وَسُنَنُ أَبِي دَاوُدَ وَهٰذَا فِي أَحَادِيثِ كِتَابٍ
وَاحِدٍ فَمَا الْحَالُ بِاسْتِيعَابِ أَحَادِيثِ الْكُتُبِ الْمَشْهُورَةِ مِنْ هٰذَا الْعِلْمِ الشَّرِيفِ
وَأَمَّا السُّؤَالُ عَنْ دَقَائِقِ الْفُرُوعِ وَمُعْضَلَاتِ الصُّوَرِ الْغَيْرِ الْمُبْتَلَى بِهَا أَحَدٌ مِمَّا
لَا يَجِيءُ بِهِ الْحَدِيثُ الْجَوَابُ عَنْ كُلِّ ذٰلِكَ فَهُوَ مِمَّا لَا يَسْتَحِقُّ الْجَوَابَ لِكَوْنِهِ
مَكْرُوهًا عِنْدَ السَّلَفِ الصَّالِحِ لِوُرُودِ الْأَحَادِيثِ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِيلِ وَالْقَالِ
وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَهٰذَا حُكْمُ بَابِ الْعِلْمِ بِتِلْكَ الْفُرُوعِ لَيْسَ مِنَ الْعِلْمِ الْمَحْمُودِ
لِأَنَّهُ يُكْرَهُ السُّؤَالُ عَنْهُ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعِلْمِ الْمَحْمُودِ يَسْتَوِي فِي
حُكْمِ الْكَرَاهَةِ الْمُسْتَفْتِي مِنْ حَيْثُ سُؤَالِهِ وَالْمُفْتِي مِنْ حَيْثُ اسْتِفْصَالِهِ
فَاسْتِخْرَاجُ الْفُرُوعِ الدَّقِيقَةِ النَّادِرَةِ الْوُقُوعِ بِالْقِيَاسَاتِ الْبَعِيدَةِ مِمَّا
يَكْثُرُ وُجُودُهُ فِي كُتُبِ الْفَتَاوٰى فُضُولٌ مَكْرُوهٌ كَالسُّؤَالِ عَنْهُ **ترجمہ**
یعنی اور علامہ سندہی نے نیز کتاب دراسات کے ابتدا مین کہا ہے کہ اکثر محدثین
کا طریق یہہ ہے کہ کتب سنن مین (جو حدیث کی کتابین احکام مین تصنیف ہوئین
جیسے ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ) متعارض حدیثون کو پاس پاس بابون
مین لاتے ہین اور محدثین نے اون حدیثون مین جنکے کوئی حدیث معارض نہین
ہے اور جنکے لئے معارض موجود ہے الگ الگ کتابین تصنیف کی ہین اور
ناسخ و منسوخ مین علیحدہ علیحدہ کتابین لکھی ہین اور اونہون نے تعارض اور
تطبیق اور ترجیح کی کیفیت بتلادی ہے اور وجوہ ترجیح کو ایک سو مین معین

کہا کہ اس علم کے خاموش نے آپ سے پچہلے علما کے لیئے بجز اس کے حاجت باقی نہین
چہوڑی کہ کتاب کو کہولین (اور اوس مین مسئلہ دیکہہ لین) یہانتک کہ کئی کتابین جو
علم حدیث مین تصنیف ہوئین ذکر کین پہر بعد اوس کے کہا کہ جب دو حدیثین باہم
متعارض پاوے پہر اگر اون مین خود بخود تطبیق کرسکے یا کسی مصنف کے بتانے سے ترجمۃ
الباب مین سمجہہ جاوے چنانچہ نسائی کے بعض تراجم سے پتہ معلوم ہوتا ہے یا اوس پر
بعض تخریجات (وہ تصانیف ہین جنہین کسی کتاب کی بے نشان حدیثون کا پتہ
لگایا جاوے) مین یا بعض شروح مین اطلاع پاوے تو اسے کام ہوگیا ورنہ اون
کتابون کی طرف رجوع کرے جو فقط متعارض حدیثون کے بیان مین تصنیف ہوئین
جسکو فن مختلف الحدیث کہتے ہین پس اگر ان مین وجہ تطبیق کی پائی گئی تو اوس کے
حکم پر عمل کرے ورنہ ترجیح مین مشغول ہو پہر اگر آپ خود بخود ایک حدیث کو دوسری
پر ترجیح دیسکے تو بہتر ورنہ اون کتابون کی طرف رجوع کرے جنہین اس قسم کی کلام
دینے کی طرف اشارہ کرچکے ہین اگر اون کتابون مین وجہ تطبیق کی پاوے تو بہتر ورنہ خود
وجوہ ترجیح مین فکر کرے جو شمار مین سو ہین اور ایک ورق مین لکہے جاسکتے ہین۔
سیوطی جب اون وجوہ ترجیح کو (تدریب الراوی مین) لکہہ چکا تو فرمایا کہ یہ
سے زیادہ وجوہ ترجیح ہین اور یہان اور بہی وجوہ ہین جو شمار مین نہین آتی
ہین جنکا مخرج غلبہ ظن ہے پس کم سے کم ایک وجہ تو اون وجوہ سے ضرور
پاویگا اگر انہین پاوے تو بہتر ورنہ مختلف الحدیث کے فن کی طرف رجوع کرے اس
لیے کہ اس فن کے علمانے دو معارضون کی جمع و تطبیق مین کلام کی ہے پہر ایک کو
دوسرے پر ترجیح دی ہے امام شافعی نے اس مین اپنی کتاب مشہور بنائی ہے پہر
ابن قتیبہ وغیرہ نے بہی اس باب مین تصانیف کین ہین اور کتاب (ابوبکر)
حازمی کی اگرچہ ناسخ و منسوخ مین تصنیف ہوئی ہے لیکن اوس کی کلام فقہی حدیثون
کے باب مین جمع و تطبیق و ترجیح مین اچہی چال چل نکلی ہے ایسی کتاب اون کتابون
مین جو ہمارے پاس موجود ہین کم ہے **وَقَالَ اَيْضًا فِي اَوَّلِ الْكِتَابِ**

علم مالك ابن انس ودينه وورعه انه اذا سئل عن مسئلة في دين الله
يقول نزلت فان قيل له نعم افتى وان قيل لم ينزل لم يفت وفيه تلميح
الى ان من افتى في الحوادث الفرضية قبل وقوعها فلا دين له ولا ورع له
ولا علم ثم قال ليس للمجتهد ان يفتي في الوقائع الا عند نزولها الا عند
تقرير نزولها وانما ذلك للشارع الاصلي لاحتمال ان يرجع عن ذلك الحكم
بالاجتهاد عند نزول ما قدر نزوله ولذلك حرم العلماء الفتيا بالتقليد فلعل
الامام الذي قلده في ذلك الحكم الذي حكم به في زمانه لو عاش الى
اليوم كان يبدو له خلاف ما افتى به فيرجع عن ذلك الحكم الى غيره
انتهى **ترجمہ** امام مالک کے علم اور دینداری اور پرہیزگاری کی یہ بات تھی کہ
جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا اللہ کے دین کا تو آپ دریافت فرماتے کیا یہ واقعہ
ہو چکا ہے اگر کہا جاتا کہ ہو چکا ہے تو آپ فتوے دیتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ مسئلہ واقع
نہیں ہوا تو آپ فتوی نہ دیتے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی فرضی
مسائل میں فتوی دیوے اوس کا نہ دین ہے نہ پرہیزگاری نہ علم پھر فرمایا مجتہد کو نہیں
پہونچتا ہے کہ کسی حادثہ میں فتوے دیوے مگر جب کہ وہ واقع ہولے نہ اوسوقت کہ اوسکا
ہونا اپنے پاس سے قرار دیوے اور اوسکو فرض کر لیوے یہ بات تو اصلی شارع کیواسطے
مخصوص ہے اس لئے کہ مجتہد کا بوقت آپڑنے واقعہ کے اس حکم سے جو فرضی صورت
پر لگایا تھا پھر جانا بھی محتمل ہے اسیواسطے علمانے تقلید کے ساتھہ فتوے دینے کو حرام
کہا ہے اس لئے کہ شاید وہ امام جس کے وہ اس حکم میں تقلید کرتا ہے جو اپنے زمانہ میں
دیا تھا اگر زندہ رہتا تو اس حکم کا خلاف اوس کے خیال میں آتا پس وہ اس حکم سے
دوسرے حکم کی طرف رجوع کرتا انتہی **حاصل کلام** اس مقام میں یہ ہے کہ مقلدین
حدیثوں میں جو جو احتمال نسخ وتاویل وتعارض وضعیف ومخصوص ومقید ہونے
وغیرہ کا نکالتے ہیں اولاً تو وہ سب احتمالات مجتہد کے اقوال میں بھی پائے جاتے ہیں
بلکہ حدیث سے بڑھکر اور بھی کئی احتمالات کلام مجتہد میں موجود ہیں جو اوسکو معمول بہ

کر دیا ہے اور جو کوئی سنن ابو داؤد کو سرسری نظر سے دیکھے وہ اس کے عجیب
نزیجے اور نادر مسئلے حدیث مین ایسے پاوے جنکا فقہ کی کتابون مین وجود نہین
ہے اسیواسطے امام غزالی نے کہا ہے کہ سنن ابو داؤد اسباب اجتہاد کا مجمع ہے
اور دوسرے شخص نے کہا ہے (وہ امام ابن عرابی ہین) مومن کو ایک قرآن مجید اور
ایک سنن ابو داؤد تمام دین کیواسطے کافی ہے یہ تو فقط ایک ہی کتاب کا حال ہے
پھر اگر سب کتابین مشہور وغیر مشہور اس فن کی حدیثین لی جاوین تو کیا حال ہو
اور لیکن باریک باریک فروعات اور مشکل صورتون سے سوال کرنا جنسے کسی کو کام
نہین پڑتا ہے اور اون سب کا جواب فقہ حدیث سے نہین نکلتا ہے سو وہ مستحق
جواب کا نہین ہے اس لئے وہ سلف صالحین (صحابہ وتابعین) کے نزدیک
مکروہ ہے اسواسطے کہ حدیث مین قال قیل وکثرت سوال کے ممانعت آچکی ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فروعات دقیقہ کا علم اچھا نہین ہے اس لئے کہ اس کا
پوچھنا مکروہ ہے اور جب ان مسائل کا پوچھنا اور جاننا اچھا نہوا تو اوس کے حکم
کراہت مین سائل اور مفتی دونون مساوی ٹھہرے سائل تو سوال کرنے کے سبب سے
اور مفتی ایسا مسئلہ بتلانے کے باعث سے اور اوس کے حاصل کرنے کے سبب سے
پس باریک باریک مسائل اور فروعات کا جو کم واقع ہون (یعنی اون کے
ساتھ معاملہ کم پڑے) اور فقہ کی کتابون مین کثرت سے موجود ہین استنباط کرنا
فضول اور مکروہ ہے جیسے کہ اون کا سوال کرنا مکروہ ہے انتہے **فائدہ**
راقم کہتا ہے کہ اسی معلوم ہوا کہ باریک باریک مسائل اور فرضی صورتین جو فقہ
کے بابون مین پائی جاتی ہین اور فقہا نے قبل وقوع واقعات ہزارہا مسائل
گھڑ رکھے ہین سب واہیات اور خرافات ہین جو ایسا مسئلہ پوچھے وہ بھی گنہگار ہوتا
ہے اور جو ایسا مسئلہ بتلادے وہ بھی گنہگار رہتا ہے اور سلف صالحین صحابہ وتابعین
وغیرہم سے ان کی ممانعت مین بہت آثار آچکے ہین جو مسند دارمی وغیرہ مین موجود
ہین اور شیخ اکبر نے فتوحات کے ۸۸ باب مین لکھا ہے وکان من

الطبقات الكبرى للشافعية ومن الفوائد عنه كتبت الى زينب بنت الكمال
عن الحافظ ابي الحجاج يوسف ابن خليل اخبرنا ابو المكارم احمد ابن محمد اللبان
اخبرنا ابو علي الحسن ابن احمد الحداد اخبرنا الحافظ ابو نعيم احمد ابن عبد الله
الاصبهاني حدثنا عبد الله بن محمد ابن جعفر حدثنا عبد الرحمن ابن داود بن
منصور حدثنا عبيد ابن خلف البزار ابو محمد حدثني اسحاق ابن عبد الرحمن
قال سمعت الحسين الكرابيسي قلت كذا في النسخ عبيدا عن اسحاق وعبيد
صاحب الكرابيسي ولا يمتنع ان يسمع عنه كما سمع منه ثم حدث الى
الكرابيسي قال سمعت الشافعي يقول كنت اقرأ كتب الشعر فاتي البوادي فاسمع
منهم قال فقدمت مكة منها فخرجت وانا اتمثل بشعر للبيد فضربني رجل من
ورائي من الحجبة فقال رجل من قريش ثم ابن المطلب رضي من دينه ودنياه
ان يكون معلما للشعر ما الشعر اذا استحكمت فيه الا قعدت معلما تفقه
يعلمك الله فقال فنفعني الله بكلام ذلك الحجبي فرجعت الى مكة فكتبت عن
ابن عيينة ما شاء الله ان اكتب ثم كنت اجالس مسلم ابن خالد الزنجي ثم
قدمت على مالك بن انس فكتبت موطاه فقلت له يا ابا عبد الله اقرأ
عليك قال يا ابن اخي تاتي برجل يقرءه علي فتسمع فقلت اقرأ عليك
فتسمع الى كلامي فقال لي اقرأ فلما سمع كلامي بقراءة كثيرة اذن لي
فقرأت عليه حتى بلغت كتاب السير فقال لي اطوه يا ابن اخي تفقه تعلو
فجئت الى مصعب ابن عبد الله فكلمته ان يكلم بعض اهلنا فيعطينا شيئا
من الدنيا فانه كان من الفقر والفاقة ما الله به عليم فقال مصعب
اتيت فلانا فكلمته فقال لي اتكلمني في رجل كان منا فخالفنا فاعطاني
مائة دينار **ترجمہ** امام سبکی نے طبقات کبری شافعیہ میں ذیل ترجمہ
حسین بن علی کرابیسی کی لکھا ہے کرابیسی کی فادات سے ایک یہ بات ہے کہ ....
... مجھے زینب بنت کمال نے لکھا کہ وہ ابو الحجاج یوسف بن خلیل سے روایت

ہونے سے خارج کرنے ہین **ثانیًا** ان سب امور کا فیصلہ و تدارک حدیث کی کتابون
مین بخوبی ہو چکا ہے اور خاصکر انہین احتمالات کے بحث مین علیحدہ علیحدہ کتب ہین
تصنیف ہو چکی ہین جنمین ان احتمالات کا فیصلہ کمال بسط و تفصیل کے ساتھہ ہو چکا ہے
تعارض حدیثون کے باب مین جسکا فن مختلف الحدیث نام ہے الگ الگ تصانیف
ہو چکی ہین اور ناسخ اور منسوخ مین بہی کئی کتابین مستقل تصنیف ہو چکی ہین وغیرہ
پس کسی قسم کا کوئی احتمال حدیثون مین باقی نہین ہے جس کی وجہ سے اوسپر عمل کرنا
جائز نہو **ثالثًا** سوا اسے احتمال تخصیص کے اور کوئی احتمال قابل اعتبار نہین
ایسا ہو تو لغت اور شرع سے امان اوٹھجاوے اور احکام شرع سب بیکار رہجاوین
کما صرح بہٖ فی التلویح پس حدیثون پر عمل بیشک جائز بلکہ واجب ہے بلکہ عین ایمان
اور اصل اسلام اسی کا نام ہے باقی سب خیالی ہے **مغالطہ ششم** اور ایک مغالطہ
مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم سب امامون کے استاد
ہین امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہین اور امام محمد امام اعظم کے شاگرد ہین تو امام
شافعی بالواسطہ امام اعظم کے شاگرد ٹہرے اور امام بخاری بہی بالواسطہ امام اعظم کے
شاگرد ہین تو گویا امام اعظم سب امامون اور محدثین کے استاد ہین سو **جواب**
اسکا یہ ہے کہ یہ بات قطعًا غلط اور مردود ہے امام شافعی امام اعظم کے بالواسطہ
ہرگز ہرگز شاگرد نہین ہین اور نہ وہ امام محمد کے شاگرد ہین یہ سب کے سب حنفیون کی
من گھڑی باتین ہین اپنے دل کی تسکین کے واسطے حنفیون نے یہ باتین گھڑ رکہی
ہین درحقیقت یہ سب باتین واہیات اور مفتریات ہین کوئی ان کی اصل نہین ہے
چنانچہ امام شافعی اور امام محمد کے درمیان جو مناظرہ[لہ] واقع ہوا ہے اوسکو ہم
نقل کرتے ہین اوس سے امام شافعی کی شاگردی اور امام محمد کی اوستادی کا حال
کمال طرح سے معلوم ہو جاویگا اور امام اعظم کی بالواسطہ اوستادی کا بہی حق اچہی
طرح سے ادا ہو جاویگا **قَالَ الْمُؤَرِّخُ الْبَارِعُ الشَّيْخُ عَبْدُ الْوَهَّابِ
السُّبْكِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ الْكَرَابِيْسِيِّ مِنْ**

لہ اس مناظرہ کو مولوی محمد حسن صاحب [illegible] نے اپنی رسالہ [illegible] مین نقل کیا ہے ۱۲

پہونچا تو امام مالک نے فرمایا اسکو اب بند کرو اور فقہ (دین میں سمجھ) پیدا کرو تم عالی
رتبہ ہو جاؤ گے امام شافعی نے کہا میں مصعب (ارکان دولت ہارون رشید تھے)
کے پاس آیا اور اوسکو کہا کہ ہمارے بھائی بندوں امراء قریش سے سفارش آپ کہیں
کہ وہ مجھے کچھ دنیا میں سے دیں فقر اور فاقہ اس قدر لاحق تھا کہ خدا ہی جانتا ہے
مصعب نے کہا کہ میں فلان شخص کے پاس گیا اور سفارش کی تو اوس نے جواب دیا
تم ایسے شخص کی سفارش کرتے ہو جو ہم میں تھا پھر مخالف ہو گیا ہمارے پھر مجھے اوس نے
ایک سو اشرفی دی ثُمَّ قَالَ وَقَالَ مُصْعَبُ اِنَّ هَارُوْنَ الرَّشِيْدَ قَدْ كَتَبَ اِلَيَّ
اَنْ اَصِيْرَ اِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا صِرْنَا اِلَى الْيَمَنِ وَجَالَسْنَا النَّاسَ
كَتَبَ مُطَرِّفُ ابْنُ مَازَانَ اِلٰى هَارُوْنَ الرَّشِيْدِ اِنْ اَرَدْتَّ الْيَمَنَ اَنْ لَّا يُفْسَدَ
عَلَيْكَ وَلَا يَخْرُجَ مِنْ يَدَيْكَ فَاَخْرِجْ عَنْهُ مُحَمَّدَ ابْنَ اِدْرِيْسَ وَذَكَرَ اَقْوَامًا مِّنَ
الطَّالِبِيْنَ قَالَ فَبَعَثَ اِلَى حَمَّادِ الْبَرْبَرِيِّ فَاُوْثِقْتُ بِالْحَدِيْدِ حَتّٰى قَدِمْنَا اِلٰى
هَارُوْنَ قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ قَالَ وَقَدِمْتُ وَمَعِيْ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا قَالَ
وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ يَوْمَئِذٍ بِالرَّقَّةِ فَاَنْفَقْتُ تِلْكَ الْخَمْسِيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى كُتُبِهِمْ
قَالَ فَوَجَدْتُّ مِثْلَهُمْ وَمِثْلَ كُتُبِهِمْ مِثْلَ رَجُلٍ كَانَ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهٗ فَرُّوْخُ وَ
كَانَ يَحْمِلُ الدُّهْنَ فِيْ زِقٍّ لَّهٗ وَكَانَ اِذَا قِيْلَ لَهٗ عِنْدَكَ فَرْشَنَانُ قَالَ نَعَمْ
وَاِنْ قِيْلَ عِنْدَكَ زَنْبَقٌ قَالَ نَعَمْ فَاِذَا قِيْلَ اَرِنِيْ وَلِلزِّقِّ رُؤُسٌ كَثِيْرَةٌ فَيُخْرِجُ
لَهٗ مِنْ تِلْكَ الدُّهْنِ وَاِنَّمَا هِيَ دُهْنٌ وَّاحِدٌ وَّكَذٰلِكَ وَجَدْتُّ كِتَابَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ
اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتَهٗ نَبِيِّهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا هُمْ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ

ترجمہ پھر امام شافعی نے کہا کہ مجھے مصعب نے کہا کہ ہارون رشید
نے مجھے لکھ بھیجا ہے کہ میں یمن میں قاضی ہو کر جاؤں (امام شافعی کہتے ہیں)
پھر میں بھی اوس کی ساتھ یمن کو چلا جب ہم یمن میں پہونچے ....
اور لوگوں سے ہم مجلس ہوئے تو مطرف بن مازان (امام شافعی کا دینی دشمن تھا)
نے ہارون رشید کو لکہا کہ اگر آپ چاہتے ہو کہ ملک یمن بگڑ نجاوے اور آپکے ہاتھوں

کرتی ہے (اوس نے کہا) مجھے ابوالمکارم احمد بن محمد لبان نے خبر دی (اوس نے کہا) مجھے
ابو علی حسن بن احمد نے خبر دی (اوس نے کہا) مجھے حافظ ابونعیم (صاحب کتاب
حلیۃ الاولیا) نے خبر دی ہے (اوس نے کہا) مجھے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے
حدیث سنائی (اوس نے کہا) مجھے عبید بن خلف بزار نے حدیث سنائی
(اوس نے کہا) مجھے اسحاق بن عبدالرحمن نے حدیث سنائی (اوس نے کہا) مین نے
حسین کرابیسی سے سنا ہے (مؤلف کتاب طبقات کہتا ہے) اوس سند مین ایسا ہی ہے
کہ عبید نے اسحاق سے روایت کی ہے اور عبید خود بھی کرابیسی کا شاگرد ہے اور یہ
بھی ہوسکتا ہے کہ عبید نے اسحاق سے یہ بات سنی ہو جیسے کہ بلا واسطہ کرابیسی سے
بھی سنی ہے پھر حدیث کرابیسی کی شروع ہوئی (اوس نے کہا) مین نے امام شافعی سے
وہ کہتے تھے مین اشعار کی کتابین پڑھا کرتا تھا پس اہل بادیہ کے پاس جاتا یعنی جنگلی
لوگون کے پاس جایا کرتا اور اون سے شعر سنتا پس مین وہان سے مکہ مین آیا پھر
وہان سے جو نکلا تو لبید کا کوئی شعر پڑھنے لگا پس میرے پیچھے سے مجھے کسی (ایک
دربان) نے مارا اور کہا کہ یہ شخص قریش سے ہے پھر خاصکر مطلب کی اولاد سے ہے
اپنے دین دنیا سے اس بات پر راضی ہو بیٹھا ہے کہ شعر کا معلم بنے شعر چیز ہی کیا ہے
اوس مین پختہ بھی ہوا تو کیا فائدہ ہے فقہ کا معلم ہو کر کیون نہین بیٹھا اللہ تجھے
علم دے (امام شافعی) نے کہا مجھے اوس دربان کے کلام نے نفع دیا مین مکہ پھر آیا
اور وہان (سفیان) ابن عیینہ (محدث) سے کچھ حدیثین اور علم لکھا جو اللہ تعالی
نے چاہا پھر مین نے مسلم بن خالد زنجی کی مصاحبت اختیار کی پھر مدینہ مین (امام) مالک
بن انس کے پاس آیا اور اون کے موطا مین نے لکھ لی پھر مین نے امام مالک سے کہا
ای ابو عبداللہ مین اس کتاب کو آپ کے سامنے پڑھون اونھون نے کہا اور کسی کو لاؤ وہ
پڑھے اور تم سنو مین نے عرض کی مین ہی پڑھتا ہون آپ سنتے جاؤ فرمایا کہ
اچھا پڑھو جب امام مالک نے میری قرارت سنی تو پڑھنے کی اجازت دی پس مین
نے وہ کتاب پڑھی یہانتک کہ کتاب السیر تک (جسمین لڑائیون کا ذکر ہے)

لا یتسید صیبها فتطلی ایھم تطعن فقال معاذ اللہ ان اطعن علی احد منھم
او علی بلدتہ انما اطعن علی حکم من احکامہ فقلت وما ھو قال الیمین
مع الشاھد فقلت لہ لما طعنت قال فانہ مخالف لکتاب اللہ فقلت
کل خبر یاتیک مخالفا لکتاب اللہ لیسقط قال کذلک یجب فقلت ما
تقول فی الوصیۃ قال فقلت لہ اخبرنی عن شاھدین حتم من اللہ قال
فماذا ترید من ذا قال فقلت لہ لئن زعمت ان الشاھدین حتم من اللہ
لا غیرہ کان ینبغی لک ان تقول اذا زنی زان فشھد علیہ شاھدان ان کان
محصنا رجمتہ وان کان غیر محصن جلدتہ قال فان قلت لک لیس ھو
حتم من اللہ قال قلت لہ اذا لم یکن حتم من اللہ فتنزل کل الاحکام
منازلہ فی الزنا اربعا وفی غیرہ شاھدین وفی غیرہ رجلا وامرئتین وانما
اعنی فی القتل لا یجوز الا شاھدین فکذلک کل حکم منزل حیث انزلہ
منھا برجل وامراتین ویمین فراتیک تحکم بدون ھذا قال ما احکم
بدون ھذا **ترجمہ** پہر شافعی نے کہا کہ مین نے محمد کو بہت دفعہ کہتے سنا
(اے لوگو) اگر یہ شافعی تمہارا تابع ہوگیا تو پہر تمکو کسی حجازی (ساکن مکہ و مدینہ) کی طرف
سے تکلیف نہوگی پہر مین (امام شافعی کہتے ہین) ایک دن امام محمد کے پاس بیٹہا اور مین
امیر المؤمنین (ہارون رشید) کے غصے کے سبب بڑے غم مین تہا اور میرا سب خرچ
بہی تمام ہوچکا تہا جب مین اوس کے پاس بیٹہ گیا تو محمد بن حسن اہل مدینہ پر طعن کرنے لگا
مین نے کہا کس پر طعن کرتے ہو اس شہر پر یا شہر والے لوگون پر خدا کی قسم ہے اگر ان
لوگون پر طعن کرتے ہو تو ابو بکر و عمر و مہاجرین و انصار پر طعن کرتے ہو اور اگر اس
شہر پر طعن کرتے ہو تو یہ وہ شہر ہے جس کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
دعا کی کہ اوس کی ماپ اور تول مین برکت ہو اور اوس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حرم
بنایا ہے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا ہے کہ اسکا کوئی شکار نکرے سو بتلاؤ
کہ کس پر طعن کرتے ہو امام محمد نے کہا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ مین اس شہر پر طعن

للوالدین تتغیر ساعۃ فقلت لہ اجب فقال لا یجوز فقلت لہ ھذا مخالف لکتاب اللہ قلت انہ لا یجوز فقال لان رسول اللہ صلی ... قال

سے نکل نجاوے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کو وہان سے نکال دے اور کئی اور طالبعلمون کا بہی ذکر کیا پس ہارون رشید نے میری طرف حماد بربری کو میرے گرفتار کرنے کے لیے بہیجا پس اوس نے مجکو لوہے کے زنجیرون سے باندھ لیا یہانتک کہ ہم سب ہارون کے پاس بمقام رقہ (ایک شہر کا نام ہے) پہونچے پہر میرے ہارون کے سامنے پیشی ہوئی پہر مین وہان سے نکالا گیا پہر مین (شہر مین) آیا تو میرے پاس پچاس اشرفیان من جملہ انکے تہین وہ مینے حنفیہ کی کتب پر خرچ کین (اورانکو خریدکیا) اوسدن محمد بن حسن (شاگرد امام اعظم) رقہ مین تہے پس مین نے اونکی اور اون کی کتابون کی ایسی مثال دیکہی جیسے ہمارے یہان ایک مرد فروخ نامی رہتا تہا وہ ایک مشک مین تیل لادلایا کرتا جب اوسکو کوئی کہتا کہ تیرے پاس فرشنان ہے (ایک قسم کے تیل کا نام ہے) تو وہ کہتا ہان ہے اور جب اوسکو کہاجاتا کہ دکہا تو وہی تو ایک ہی تیل نکالدیتا اوس مشک کو اوس نے کئی منہ لگا رکہے تہے ایک سے چنبیلی کا تیل نکالدیتا اور دوسرے سے دوسرے قسم کا اور دراوقع مین ایک ہی تیل ہوتا اور ایک ہی مشک کا۔ امام شافعی نے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ کی کتاب کو ایسا ہی پایا (یعنی مشک فروخ کی طرح) یہ لوگ تو کہتے ہین کہ وہ اللہ ہی کی کتاب ہے اور نبی صلعم کی سنت ہے اور درحقیقت اور نفس الواقع کتاب اللہ اور سنت کے مخالف ہین ثُمَّ قَالَ فَسَمِعْتُ مَا لَا اُحْصِیْهِ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَسَنِ یَقُوْلُ اِنْ تَابَعَكُمُ الشَّافِعِیُّ فَمَا عَلَیْكُمْ مِنَ الْحِجَازِیِّ كُلْفَةٌ بَعْدَهٗ فَجِئْتُ یَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَیْهِ وَاَنَا مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ هَمًّا وَغَمًّا مِنْ سَخَطِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَزَادِیْ فَقَدْ فَقَدَ قَالَ فَلَمَّا اَنْ جَلَسْتُ اِلَیْهِ اَقْبَلَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ یَطْعَنُ عَلٰی اَهْلِ دَارِ الْهِجْرَةِ فَقُلْتُ عَلٰی مَنْ تَطْعَنُ عَلَی الْبَلَدِ اَمْ عَلٰی اَهْلِهٖ وَاللّٰهِ لَئِنْ طَعَنْتَ عَلٰی اَهْلِهٖ اِنَّمَا تَطْعَنُ عَلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَاِنْ طَعَنْتَ عَلَی الْبَلْدَةِ فَاِنَّهَا بَلْدَتُهُمُ الَّتِیْ دَعَا لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّبَارِكَ لَهُمْ فِیْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ وَحَرَّمَهَا كَمَا حَرَّمَ اِبْرٰهِیْمُ مَكَّةَ

مہ اور جب کوئی اوسکو کہتا کہ تیرے پاس چنبیلی کا تیل ہی تو بہی کہتا ہان ہی اور اگر اوسکو کوئی کہتا کہ تیرے پاس خیری ہی (یہ بھی ایک قسم کے تیل کا نام ہی) تو بہی کہتا ہان ہی ۱۲

ا بکتاب اللہ ھذا ام بسنۃ رسول اللہ قال فقلت لہ ما تقول فی الرجلین اذا اختلفا فی الحائط فقال فی قول اصحابنا اذا لم یکن لھم بینۃ ینظر الی العقد من این ھو البناء فاحکم قال فقلت لہ ابکتاب اللہ قلت ھذا ام بسنۃ رسول اللہ قلت ھذا وقلت لہ ما تقول فی رجلین بینھما خص یختلفان لمن یحکم اذا لم یکن لھم بینۃ قال انظر الی المعاقد من ای وجہ ھی فاحکم لہ فقلت لہ ابکتاب اللہ قلت ام بسنۃ رسول اللہ قال فقلت لہ ما تقول فی ولادۃ امراۃ اذا لم یحضرھا الا امراۃ واحدۃ وھی القابلۃ وحدھا فقال الشھادۃ جائزۃ والقابلۃ وحدھا نقبلھا قال فاحکم لہ فقلت لہ قلت ھذا ابکتاب اللہ ام بسنۃ رسول اللہ قال قلت لہ من کانت ھذہ احکامہ فلا یطعن علی غیرہ **ترجمہ**

پھر امام شافعی نے امام محمد کو کہا پھر مین تمکو ایسا ہی دیکھتا ہون کہ تم ان سب صورتون کے خلاف فیصلہ کرتے ہو امام محمد نے کہا مین کیا فیصلہ خلاف کرتا ہون امام شافعی نے کہا (بتلاؤ) مرد اور عورت گھر کے اسباب مین مختلف ہوے اس مین کیا کہوگے (یعنی وہ اسباب کسکو دیا جاوے گا) امام محمد نے کہا ہمارے فرقہ کے لوگون کا اس مین یہ قول ہے کہ جو چیز مردون کے لیے ہوتی ہے وہ مردون کو دلائی جاوے اور جو چیز عورتون سے مخصوص ہوتی ہے وہ عورتون کو دلائی جاوے امام شافعی نے کہا (بتلاؤ) یہ حکم کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ کا (امام محمد نے اس اعتراض کا کچھہ جواب ندیا) (امام شافعی کہتے ہین) پھر مینے کہا اون شخصون کے حق مین کیا کہوگے جنہون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا امام محمد نے کہا ہمارے یارون کا اسمین یہ قول ہے کہ جب اون کے گواہ نہون تو عمارت کو دیکھا جاوے وہ کس کی ہے (یعنی اینٹون کی رخ اور آنے جانے کی راہون سے) پس جسکے ہو اوسکو دلائی جاوے امام شافعی نے کہا یہ فیصلہ قرآن کا ہے یا حدیث رسول اللہ کا (پس اس کا بھی امام محمد نے کچھہ جواب ندیا)

کرون یا اوس کے لوگون پر طعن کرون مین تو اوسی کے ایک حکم پر طعن کرتا ہون
مینے کہا وہ کیا حکم ہے امام محمد نے کہا ایک گواہ اور قسم مدعی کے ساتھہ فیصلہ
کرنا ہین نے کہا اس حکم پر کیون طعن کرتے ہو اوس نے کہا اس لئے کہ یہ حکم قرآن کے
مخالف ہی مین نے کہا جو حدیث تم قرآن کے مخالف پاؤ گے اسکو درجہ اعتبار سے ساقط
کردوگے امام محمد نے کہا ہان ایسا ہی واجب ہے پھر مین نے پوچھا والدین کے حق
مین وصیت کرنے کو کیا کہتے ہو جائز ہے یا نہین تو امام محمد ایک گھڑی تک
سوچ مین رہگئے مین نے کہا جواب دو تو اونہون نے جواب دیا کہ یہ وصیت جائز نہین
اونہون نے کہا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مان باپ کے
لئے وصیت جائز نہین امام شافعی کہتے ہین پھر مین نے پوچھا بتلاؤ یہ حکم دو گواہ
کا اللہ کی طرف سے ایسا ہی واجب متعین ہے جسکا خلاف کرنا جائز نہین امام محمد
نے کہا اس سوال سے کیا مراد ہے مین نے کہا (مراد یہ ہے) کہ اگر تم کہو یہ حکم ایسا
واجب ہے جسکا خلاف کہین جائز نہین تو چاہیئے کہ جب زانی زنا کرے اور اوس پر
دو گواہ گواہی دین تو اوس کو محصن ہونے کی صورت مین سنگسار کرو ورنہ سو درہ
لگاؤ امام محمد نے کہا اگر مین کہون کہ دو گواہ واجب متعین نہین تو پھر کیا ہوگا
امام شافعی نے کہا اگر واجب متعین نہین تو سبھی حکام کو اپنی اپنی جگہہ اوتارو
شہادت زنا مین چار گواہ ہون اور بعض جگہہ دو اور بعض جگہہ ایک مرد اور
دو عورتین مین نے جو کہا ہے کہ بعض جگہہ دو ہی چاہیئے اس سے مراد قتل ہے
اسی طرح سبھی احکام کو اوس جگہہ اوتارنا چاہیئے جہان اللہ نے اوتارا ہے بعضے
جگہہ چار ہونی چاہیے اور بعضی جگہہ دو اور بعضی جگہہ ایک مرد دو عورتین اور بعضے
ایک گواہ اور قسم مدعی کے ثُمَّ قَالَ فَرَأَيْتَكَ تَحْكُمُ بِدُونِ هٰذَا
قَالَ مَا أَحْكُمُ بِدُونِ هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ مَا تَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ
إِذَا اخْتَلَفَا فِي مَتَاعِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَصْحَابِي يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ مَا كَانَ
لِلرِّجَالِ فَهُوَ لِلرِّجَالِ وَمَا كَانَ لِلنِّسَاءِ فَهُوَ لِلنِّسَاءِ قَالَ فَقُلْتُ

حُيّيَ ابْنُ اِدْرِيْسَ اَعْلَمُ مِنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ قَالَ فَرَضِيَ عَنِّيْ وَاَمَرَ لِيْ بِخَمْسِ مِائَتَيْ دِيْنَارٍ فَخَرَجَ بِهٖ هَرْثَمَةُ وَقَالَ لِيْ بِالسَّوْطِ هٰكَذَا فَاتَّبَعْتُهُ فَحَدَّثَنِيْ بِالْقِصَّةِ وَقَالَ قَدْ اَمَرَ لَكَ بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَقَدْ اَضَفْتُ اِلَيْهَا مِثْلَهَا قَالَ فَمَا مَلَكْتُ قَبْلَهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ اِلَّا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ انتہ

مافی الطبقات الکبری للسبکی **ترجمہ** پھر امام شافعی نے کہا ایک مرد میرے پیچھے سے میری یہ سب کلام لکھتا جاتا تھا اور مجھکو اوس کی کچھہ خبر نہ تھی اوس نے وہ ہمارا دونوں کا جھگڑا لکھہ کر ہارون رشید بادشاہ وقت کے پاس پہونچایا اور اوسکو وہ سب قصہ پڑھکر سنادیا ہرثمہ بن اعین (مصاحب ہارون رشید) نے مجھسے ذکر کیا کہ جب اوس شخص نے پہلی دفعہ اوس تحریر کو پڑھا تو ہارون رشید تکیہ لگا کر بیٹھا ہوا تھا پھر اچھی طرح سیدھا ہوکر بیٹھہ گیا اور کہا اس جھگڑے کو دوبارہ پڑھکر سناؤ جب اُس نے دوبارہ پڑھکر سنایا تو ہارون رشید اوسوقت بلا تامل کہنے لگا اللہ اور اوس کے رسول نے سچ کہا ہے اللہ اور اوس کے رسول نے سچ کہا ہے کہ قریش (امام شافعی کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ امام شافعی قریش مین سے تھے) سے علم سیکھو اور اونکو مت سکھاؤ اونکے آگے کرو پیچھے مت ہٹاؤ مین اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ امام شافعی امام محمد سے زیادہ علم رکھتا ہے امام شافعی نے کہا پھر ہارون رشید (جو مجھسے خفا تھا) مجھسے راضی ہوگیا اور مجھکو پانسو اشرفی دینے کا حکم دیا وہ ہرثمہ لے آیا اور مجھے چابک سے اشارہ کیا مین اوس کے پیچھے ہو چلا تو مجھسے اس نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا کہ ہارون رشید نے پانسو اشرفی انعام کا تیرے واسطے حکم دیا ہے اور پانچ سو اشرفی مین نے اپنی طرف سے ملا دی ہے امام شافعی نے کہا اس دن سے پہلے مین کبھی ایک ہزار اشرفی کا مالک نہوا تھا اب مضمون طبقات کبرای سبکی کا تمام ہوا اور اسی قصہ کا ایک ٹکڑا شاہ ولی اللہ صاحب نے **حجۃ اللہ** اور **انصاف** مین نقل کیا ہے وہ یہ ہے

پہر امام شافعی نے کہا اون دو شخصون کے مقدمہ مین کیا کہو گے جنہون نے ایک
چہپر دیا ہو سکا گہر مین جہگڑا کیا اگر گواہ نہون تو کسکو دلاؤ گے امام محمد نے
کہا رسیون کی گرہون کو دیکہین گے پس جس کی طرف ہونگی اوسی کو
دلاوینگے امام شافعی نے کہا یہ فیصلہ قرآن سے کیا ہے یا حدیث رسول اللہ
سے (پس اس مین بہی امام محمد نے کچہہ جواب نہین دیا) پہر امام شافعی نے
کہا کسی عورت کے جننے پر دایہ کی شہادت مین کیا کہو گے جب سوا ایک دایہ
کے دوسرا وہان کوئی نہو امام محمد نے کہا اکیلی دایہ کی شہادت مقبول ہے
مین اسپر فیصلہ کرونگا امام شافعی نے کہا یہ قرآن سے فیصلہ کیا ہے یا حدیث
رسول سے امام شافعی نے کہا پس مین نے امام محمد کو کہا کہ جن لوگون کے ایسے
ایسے مسئلے مخالف قرآن وحدیث کے ہون وہ دوسرے لوگون پر طعن
کرین (یعنی جب تمہارے گہر کا یہہ حال ہے تو پہر تم مدینہ والون پر فقط ایک مسئلے
مین کیون طعن کرتے ہو اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر سوچو) ثُمَّ قَالَ
ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ اَتَعْجَبُ مِنْ حُكْمٍ حَكَمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَحَكَمَ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَحَكَمَ بِهٖ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ بِالْعِرَاقِ
وَقَضٰى بِهٖ شُرَيْحٌ **ترجمہ** امام شافعی کہتے ہین پہر مین نے امام محمد
کو کہا کیا تم ایسے حکم پر طعن کرتے ہو جو انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے
اور جس کے ساتہہ ابوبکر وعمر وعلی رضی اللہ تعالی عنہم نے فیصلہ کیا ہے
اور جس کے ساتہہ شریح نے فیصلہ کیا ہے (شریح حضرت علی کے نائب و
قاضی تہے) ثُمَّ قَالَ وَرَجُلٌ مِّنْ وَّرَآئِيْ يَكْتُبُ الْفَاظِيْ وَاَنَا لَا اَعْلَمُ
فَاَدْخَلَ عَلٰى هَارُوْنَ فَقَرَأَهٗ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ لِيْ هَرْثَمَةُ ابْنُ اَعْيَنَ
كَانَ مُتَّكِئًا فَاسْتَوٰى جَالِسًا قَالَ اَقْرَءْهُ عَلَيَّ ثَانِيًا قَالَ فَاَنْشَأَ
هَارُوْنُ يَقُوْلُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ تَعَلَّمُوْا مِنْ
قُرَيْشٍ وَّلَا تُعَلِّمُوْهَا قَدِّمُوْا قُرَيْشًا وَّلَا تُؤَخِّرُوْهَا لَا اَنْكَرُ اَنْ يَكُوْنَ

وغیرہ تک یہ سب کا سب کذب اور افترا ہے امام شافعی کی شاگردی تو ایک
طرف رہی بلکہ یہان تو اس قسم کی بحث ہوئی ہے اور امام شافعی نے اس قسم
کے امام محمد کو الزام دیئے ہین کہ کبھی اوستاد بھی شاگردون کو ایسے ایسے الزام
نہین دیتے ہین بلکہ یہان تو امام محمد کا اس قسم کا عجز ثابت ہوتا ہے کہ امام
محمد امام شافعی کے شاگرد تھے اون کے سامنے ایسے عاجز ہوئے اور ایسا ناک مین
دم آیا کہ بوجھہ بوجھہ آگے قدم رکھتے تھے اور اس قصہ سے یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ امام شافعی اسدن سے پہلے کبھی اونکے ہم مجلس نہین ہوئے تھے
اور بعد کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ پھر وہ اون کے ہم مجلس نہین ہوئے پھر شاگردی
کب ہوئی عالم خواب مین یا کہ عالم ارواح مین اور نیز اگر وہ امام محمد کے شاگرد
ہوتے یا اون کی فقہ کے سبب سے مدد لیتے یا سب لوگون کو ابو حنیفہ کی فقہ
مین عیال بتلاتے تو پھر ابو حنیفہ کی کتاب کو مشک فروخ کیون کہتے اور
اور اوس کو خدا اور رسول کے مخالف کیون ٹھیراتے سبحان اللہ شاگرد ہون تو
ایسے ہی ہون کہ اوستادون کو خدا اور رسول کے مخالف ٹھیراوین اور نیز
اگر امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہوتے یا اون کی فقہ کو اچھا جانتے تو پھر اون
کی مخالفت کیون کرتے اور اپنا علیحدہ مذہب کیون اختیار کرتے حالانکہ امام
شافعی کا مذہب جسقدر حنفی مذہب کے مخالف ہے اس قدر کسی کا مذہب بھی
مخالف نہین ہے حنبلی و مالکی مذہب اس قدر حنفی مذہب کے مخالف نہین ہر
پھر اون کی شاگردی کا بھی نتیجہ ہوا کہ اکثر مسئلو نمین اون سے مخالف ہوگئے اور
نیز یہ بات ظاہر ہے کہ شاگردی مین اوستادون سے غالباً دینی مسائل ہی سیکھے
جاتے ہین اور جب کہ امام شافعی اون سے اکثر مسائل دینی فروعات و مجتہدات
مین مخالف ہین تو پھر اون سے پڑہا ہے کیا خاک یا پتھر اور یہ بحث بھی دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ امام شافعی نے امام محمد سے کچھہ نہین پڑہا ہے اور نیز
ہارون رشید نے کہا ہے کہ امام شافعی علم مین امام محمد سے زیادہ ہین پس وہ

مثالُهُ ما بلغنا انّهُ دخل علیٰ محمّد ابن الحسن وهو یطعن علیٰ اهل المدینۃ فی قضاهم بالشّاهد الواحد والیمین ویقول هذه زیادۃ علیٰ کتاب اللہ تعالیٰ فقال الشّافعیّ اثبت عندک انّهُ لا یجوز الزّیادہ علیٰ کتاب اللہ بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت انّ الوصیّۃ للوارث لا یجوز بقوله علیہ السّلام لا وصیّۃ لوارث وقد قال اللہ تعالیٰ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الآیۃ واورد علیہ اشیاء من هذا القبیل فانقطع کلام محمّد بن الحسن انتہی **یعنی مثال** اوس کی یہ ہے جو ہمکو پہونچی کہ تحقیق امام شافعی امام محمد پر داخل ہوئے اور حالانکہ امام محمد مدینہ والون پہ طعن کر رہے تھے اون کے ایک گواہ اور قسم کے ساتھہ فیصلہ کرنے پر اور کہتے تھے یہ زیادت ہے کتاب اللہ پہ پس امام شافعی نے کہا کیا تیرے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خبر واحد کے ساتھہ کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہین ہے امام محمد نے کہا ہان ایسا ہی ہے امام شافعی نے کہا پس وارث کے واسطے وصیت تم کیون جائز نہین رکھتے ہو اس حدیث کی وجہ سے کہ وصیت وارث کے واسطے جائز نہین ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لکھی گئی ہے تم پر جب کہ حاضر ہووے ایک کو تم مین سے موت وصیت آخر آیت تک اور امام شافعی نے اسی قسم کے امام محمد پر اور بہت اعتراضات وارد کئے پس امام محمد لاجواب اور ملزم ہو گئے انتہی

پس اس بیان با برہان سے ثابت ہو گیا کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد نہین ہین اور نہ اونہون نے اوسے کچھہ پڑہا ہے پس یہ جو کچھہ حنفیون کی زبانون پر مشہور ہے کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہین اور امام شافعی نے کہا کہ سب لوگ فقہ مین امام ابو حنیفہ کے عیال ہین اور یہ قول امام شافعی کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امام محمد کے سبب سے فقہ مین مدد دی اور یہ قول امام شافعی کا کہ جو کوئی فقہ مین دخل حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کی فقہ کو اختیار کرے

بالواسطہ شاگرد ٹہہرا دین وای برین عقل عقل چہ کنی کہ پیش این فرقہ جعلیہ آید

مغالطہ ہفتم اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ اہل حدیث کے پیشوا امام بخاری بہی امام شافعی کے مقلد تہے پہر یہ لوگ عامل بالحدیث تقلید اختیار کیون نہین کرتے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ محض کذب اور دہوکہا دہی ہے امام الائمہ سراج الامۃ امام محمد بن اسمعیل بخاری امام شافعی کے ہرگز ہرگز مقلد نہین تہے بلکہ وہ بلا تقلید اپنے فہم و اجتہاد سے استدلال اور استنباط کرتے تہے چنانچہ امام بخاری کے فقاہت اور اپنے اجتہاد کے ساتہہ دلائل سے استنباط کرنا اور نصوص کے عموم سے یا اشارہ سے یا فحوای وغیرہ سے مسائل کا استخراج کرنا ہم اوپر ثابت کر چکے ہین اور یہان بہی کچہہ بطور اختصار کے بیان کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیے کہ امام بخاری امام شافعی وغیرہ کے مقلد نہ تہے بلکہ وہ اپنے اجتہاد سے مسائل استنباط کرتے تہے **اولا** باین طور کہ امام بخاری کا مجتہد مستقل ہونا اور باجتہاد خود حدیثون سے استنباط کرنا اس کتاب **صحیح بخاری** کے تراجم (وہ مسائل جسکو باب کے ذیل مین وارد کیا ہے جیسے باب تکبیر و مسح موزہ وغیرہ) سے اظہر من الشمس ہے امام بخاری نے اوسکے تراجم مین ایسے ایسے ادق مسائل اجتہادیہ کتاب و سنت سے استنباط کئے ہین جنکا کچہہ بیان نہین ہوسکتا ہے چنانچہ **شاہ ولی اللہ صاحب** نے لکہا ہے **وَاسْتَنْبَطَ** مِنَ الْاَحَادِیْثِ مَعَانِیَ کَثِیْرَۃً وَمِنْهَا اَنَّهٗ یُتَرْجِمُ بِحَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ لَیْسَ عَلٰی شَرْطِهٖ لِمَسْئَلَۃٍ اِسْتَنْبَطَهَا مِنَ الْحَدِیْثِ بِنَحْوٍ مِنَ الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ نَصِّهٖ اَوْ اِشَارَتِهٖ اَوْ عُمُوْمِهٖ اَوْ اِیْمَائِهٖ اَوْ فَحْوَاهُ **یعنی** بعضے ترجمہ ایسے ہین کہ اوس مین ایک حدیث مرفوع لاتا ہے جو اوس کی شرط پر نہین ہوتی واسطے ایک مسئلے کے جو حدیث سے استنباط کیا ساتہہ کسی قسم استنباط کے اوس کی نص سے یا اوس کے اشارہ سے یا اوس کے عموم سے یا اوس کی ایما سے یا اوس کی فحوای سے انتہے

علم مین امام محمد سے زیادہ ہوئے تو پہر امام محمد کے شاگرد کیسے ہوے اعلم عالم کا
شاگرد کیسے ہوسکتا ہے جب ہر علم مین اوسے زیادہ ہوئے تو پڑہا کیا خاک الحاصل
۔ ۔ ۔ امام شافعی کو امام محمد کا شاگرد ٹہرانا یا امام اعظم کا بالواسطہ شاگرد بتلانا
بڑی ہی شرم کی بات ہے یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو کہ شرم اور حیا نہ رکہتا ہو
اور غیرت اور حمیت سے عاری ہو اور نیز جب کہ امام محمد نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم کے اس حکم پر طعن کیا
تو اب حنفیہ اسکو طعن سمجہتے ہین یا نہین اگر طعن سمجہتے ہین تو امام محمد پہنچ گئے کدہر
اور اگر طعن نہین سمجہتے تو پہر اگر اہل حدیث امام اعظم کے کسی مسئلہ کو قرآن و
حدیث کے مخالف کہین تو وہ بہی لامحالہ طعن نہین جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور ابوبکر اور عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ کے مسئلے کو قرآن کے
مخالف کہنا طعن نہین کہا جاتا تو ایک ادنی امام مجتہد کے قول کو قرآن
وحدیث کے مخالف کہنا طعن کیسے ہوسکتا ہے ہرگز ہرگز یہ بات کسی طرح
ممکن نہین فما ھو جوابکم فھو جوابنا وعلی ھذا القیاس امام
بخاری کو امام اعظم کا بالواسطہ شاگرد ٹہرانا بہی کمال ہی شرم کی بات اولاً
اسوجہ سے کہ امام بخاری رح اپنی جامع صحیح مین کوئی حدیث اون کی طریق نہین
لایا ہے ثانیاً باین طور کہ امام بخاری نے اپنی تاریخ مین امام اعظم کو مرجی
لکہا ہے چنانچہ لکہا ہے اَبُوْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانُ کَانَ مُرْجِئًا سَکَتُوْا عَنْ رَأْیِہٖ
وَعَنْ حَدِیْثِہٖ پس امام بخاری کو امام اعظم کا شاگرد ٹہرانا کمال بے غیرتی
ہے ثالثاً امام بخاری نے اپنی کتاب جامع صحیح مین امام اعظم پہ سخت رد کیا ہے
چنانچہ قال بعض الناس صحیح بخاری مین جابجا موجود ہے اسی وجہ سے عینی
حنفی شرح بخاری مین ہر جگہہ اس لفظ سے واویلا کرتا ہے ھٰذَا التَّشْنِیْعُ عَظِیْمٌ
عَلَی الْاِمَامِ الْھُمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ پہر بڑی ہی افسوس کی بات ہے کہ عینی تو بخاری
کے ہاتہہ سے چلکر یہ واویلا مچاوے اور آجکل حنفی جعلی امام بخاری کو امام اعظم کا

فرمایا اور مسائل مذہب میں وہ مذہب اختیار کیا جو امام شافعی کے صریح مخالف ہے
چنانچہ بطور نمونہ کے چند مسائل کو یہاں بیان کیا جاتا ہے جنمین امام بخاری نے
امام شافعی کا خلاف کیا ہے **مسئلہ اول** امام شافعی فرماتے ہین کہ
انسان کے بال بدن سے جدا ہوتے نجس و ناپاک ہو جاتے ہین اور جس پانی مین وہ
بال پڑجاوین وہ پانی ناپاک اور پلید ہو جاتا ہے سو امام بخاری نے اس قول کو
بصفحہ ۲۹ کتاب رد کر دیا ہے اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار فرمایا ہے چنانچہ عینی
نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ اَرَادَ الْبُخَارِيُّ رَدَّ قَوْلِ
الشَّافِعِيِّ اِنَّ شَعْرَ الْاِنْسَانِ اِذَا فَارَقَ الْجَسَدَ نَجِسٌ وَاِذَا وَقَعَ فِي الْمَاءِ
نَجَسَ **یعنی** ابن بطال نے کہا کہ مراد امام بخاری کی شافعی کے قول کو رد کرنا ہی
اون کا قول یہ ہے کہ انسان کے بال جب جسم سے علحدہ ہو جاوین تو پلید ہو جاتے
ہین اور جب پانی مین پڑجاوین تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے **مسئلہ دوم**
امام شافعی فرماتے ہین کہ وضو مین تمام سر کا مسح کرنا واجب نہین ہے بلکہ ایک
دو بال کا مسح بھی کافی ہے سو امام بخاری نے اس قول کا خلاف کیا ہے اور
اس کے مقابلہ مین بصفحہ ۳۱ کتاب امام مالک کا وہ قول وارد کیا ہے جس سے بعض
حصہ سر کے مسح کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے **مسئلہ سوم**
امام شافعی وغیرہ جمہور مجتہدین کا یہ قول ہے کہ اگر جماع مین انزال نہو تو جب
بھی غسل واجب ہو جاتا ہے اور حدیث عثمان رضی اللہ تعالی عنہ جس مین فقط وضو
کا حکم ہے منسوخ ہے سو امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری
کے صفحہ ۴۳ مین موجود ہے قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَلْغُسْلُ اَحْوَطُ یعنی امام بخاری
نے کہا کہ غسل مین زیادہ احتیاط ہے اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے
اَرَادَ بِهٰذَا اَنَّ الْحَدِيْثَ غَيْرُ مَنْسُوْخٍ یعنی امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ حدیث
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی منسوخ نہین ہے اور قسطلانی نے شرح بخاری مین
لکھا ہے وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وُجُوْبُ الْغُسْلِ وَاَنَّ الْحَدِيْثَ مَنْسُوْخٌ یعنی شافعی کا

فی مسائل کثیرہ مین بیان جنہین امام بخاری نے امام شافعی کی مخالفت کی ہے

اور بیان اس کا مفصل اوپر گذر چکا ہے اسیواسطے بہت فضلا امام بخاری کی فقہ
اور اجتہاد کے قائل ہوگئے ہین فَلِذَا اشْتَهَرَ مِنْ جَمْعٍ مِنَ الْفُضَلَاءِ فِقْهُ
الْبُخَارِيِّ فِي تَرَاجِمِهٖ كما مر من مقدمة البخاري **ثانیاً** امام بخاری کا
بسر خود مجتہد ہونا اور امام شافعی کا مقلد نہونا اس طور پر ثابت ہے کہ صحیح
بخاری مین امام شافعی سے اوس نے کچھ اخذ نہین کیا ہے صرف ایک جگہہ بلفظ
ابن ادریس انکا نام تو لیا ہے مگر ان سے نہ کوئی حدیث لی ہے اور نہ کسی اجتہادی مسئلے
مین انکی پیروی ظاہر کی اور نہ کسی جگہہ مین انکا نام لیکر کسی مسئلے مین ان کی تائید کی
پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ امام شافعی کو لائق اتباع و اخذ روایت نہین سمجھتے
تھے اگر ایسا سمجھتے تو اون کی روایت کو ترک نکرتے پس جب باوجود ثقہ ہونے
امام شافعی کے اون سے امام بخاری نے کوئی حدیث روایت نہین کی ہے تو پھر وہ
امام شافعی کو اپنا امام کب سمجھہ سکتے تھے اور اوس کی تقلید کیسی اختیار کرسکتے تھے
ثالثاً اگر امام بخاری امام شافعی کے مقلد ہوتے تو اپنی کتاب (صحیح بخاری) مین
امام شافعی سے کوئی نکوئی حدیث ضرور روایت کرتے جس کا کوئی مقلد ہوا اوس کی
طریق سے حدیث ضرور ہی روایت کرتا ہے بلکہ اوس کے واسطہ سے حدیث نقل
کرنے کو وہ اپنا فخر سمجھتا ہے مقلدین حنفیہ وغیرہ نے اپنے اماموں کے واسطہ سے کیا کیا
مسند روایت کئے ہین چنانچہ مسند امام شافعی اور مسند امام احمد وغیرہ مشہور اور
موجود ہین اور امام اعظم کی تو بقول حنفیہ پندرہ مسانید موجود ہین جو بعد کو
مقلدین نے اون سے روایت کئے ہین پھر یہ کیا غضب کی بات ہے کہ امام بخاری نے
اتنے ہزار حدیث اپنی کتاب مین روایت کی اور امام شافعی سے ایک حدیث بھی
روایت نہ کی پس معلوم ہوا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہین تھے اون کو
امام شافعی کی تقلید کا اتہام لگانا محض کذب اور افترا ہے اور دروغ گویم بر روے
تو کا مصداق بننا ہے **رابعاً** امام بخاری نے کسی مسئلہ اجتہادی اور جزئی
فقہی مین امام شافعی کی پیروی ظاہر نہین کی بلکہ جا بجا اون کی مخالفت کا اظہار

اور منصوص امام شافعی سے یہی قول ہے کہ تیمم مین دو ضربین واجب ہین کذا
فی القسطلانی **مسئلہ ہفتم** امام شافعی کا قول مشہور یہہ ہے
کہ مریض مرض کے سبب دو نمازون کو جمع نکرے سو امام بخاری نے اس کا
خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۷۹ کتاب عطا تابعی کا قول مشعر جواز نقل کیا ہے چنانچہ
لکھا ہے قَالَ عَطَاءٌ وَيَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ یعنی عطا نے
کہا کہ مریض مغرب اور عشا کی نماز کو جمع کر لیوے اور قسطلانی شرح بخاری مین
لکھا ہے وَبِهِ قَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ مُطْلَقًا وَبَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ وَجَوَّزَهُ مَالِكٌ
بِشَرْطِهِ وَالْمَشْهُوْرُ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَاَصْحَابِهِ الْمَنْعُ یعنی ساتھہ اسی کے قائل
ہین احمد اور اسحاق اور بعض شافعیہ اور جائز رکہا ہے اوسکو مالک نے
ساتھہ شرط اوس کی کے اور مشہور امام شافعی اور اوس کے اصحاب سے یہہ
ہے کہ مریض کو جمع کرنا دو نمازون کا جائز نہین ہے **مسئلہ
ہشتم** امام شافعی کا قول ہے کہ اگر امام کو نماز مین شک ہو تو وہ مقتدی
کی تقلید نکرے اپنے یقین پر فیصلہ کرے سو امام بخاری نے بصفحہ ۹۹ کتاب
اس کا خلاف کیا ہے اور اس مضمون کو حدیث سے ثابت کیا ہے کہ اگر امام کو نماز
مین شک ہو تو وہ مقتدی کا کہا مان لیوے چنانچہ لکھا ہے هَلْ يَأْخُذُ الْاِمَامُ
اِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ یعنی جب امام شک کرے تو وہ مقتدیون کے قول پر
عمل کرے یا نہین اور قسطلانی نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِيَّةُ
لَا يَأْخُذُ بِقَوْلِهِمْ وَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ نَعَمْ ظَاهِرُهُ (ای الحدیث) اَنَّهٗ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِهِمْ لٰكِنْ حَمَلَهٗ اِمَامُنَا الشَّافِعِيُّ عَلٰى اَنَّهٗ تَذَكَّرَ
یعنی شافعیہ نے کہا ہے کہ مقتدیون کے قول پر عمل نکرے اور حنفیہ کہتے ہین
کہ کر لیوے اور ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اون کے قول کی طرف رجوع کیا ولیکن امام شافعی نے اوسکو اس پر محمول کیا ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد آگیا تہا انتہی **مسئلہ نہم** امام

مذہب یہہ ہے کہ اس صورت مین غسل واجب ہے اور حدیث عثمان رضی اللہ تعالی
عنہ کی منسوخ ہے انتہے **مسئلہ چہارم** امام شافعی کا آخری قول یہہ
ہے کہ حاملہ عورت کو جو خون ظاہر ہو وہ حیض ہے سو امام بخاری نے بصفحہ ۴۶ اسکا
خلاف کیا ہے چنانچہ فتح الباری شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ
ابْنُ بَطَّالٍ غَرَضُ الْبُخَارِيِّ بِاِدْخَالِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي بَابِ الْحَيْضِ
تَقْوِيَةُ مَذْهَبِ مَنْ يَّقُوْلُ اِنَّ الْحَامِلَ لَا تَحِيْضُ وَهُوَ قَوْلُ الْكُوْفِيِّيْنَ
وَالْكَبِيْرِ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيْمِ وَفِي الْجَدِيْدِ اَنَّهَا تَحِيْضُ انتہی یعنی ابن بطال
نے کہا کہ غرض بخاری کی اس حدیث کے باب الحیض مین داخل کرنے سے پکا کرنا
ہے اوس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ حاملہ عورت کو حیض نہین آتا اور
یہی قول ہے کوفہ والون کا اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور آخری
قول یہ ہے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے انتہی **مسئلہ پنجم و ششم** امام شافعی
کا مذہب ہے (جیسا کہ حنفیہ کا بھی ہے) کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک منہہ کے
واسطے دوسری ہاتھون کے واسطے اور ہاتھون کی حد تیمم مین بنابر قول اخیر امام
شافعی کے کہنیون تک ہے سو امام بخاری نے اون دونون قولون کا خلاف
کیا ہے اور کہا ہے کہ تیمم مین منہہ اور ہاتھون کے واسطے ایک ضرب کافی ہے
اور ہاتھون کی حد تیمم مین پہنچون تک ہے چنانچہ امام بخاری نے باب باندہا ہے
بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی باب ہے تیمم کا واسطے منہہ اور دونون
ہتھیلیون کے دوسرا باب باندہا ہے بَابُ التَّيَمُّمِ ضَرْبَةٌ یعنی تیمم ایک ہی ضرب ہے
مَفْهُوْمُهٗ يَعْنِيْ حَدِيْثَ عَمَّارٍ اِنَّ الزِّيَادَةَ عَلَى الْكَفَّيْنِ لَيْسَ بِفَرْضٍ وَهُوَ
مَذْهَبُ اَحْمَدَ وَحُكِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ فِي الْقَدِيْمِ وَهُوَ الْقَوِيُّ مِنْ جِهَةِ الدَّلِيْلِ
ثُمَّ قَالَ الْاَصَحُّ الْمَنْصُوْصُ يَعْنِيْ عَنِ الشَّافِعِيِّ وُجُوْبُ ضَرْبَتَيْنِ یعنی معنے
حدیث عمار کا یہہ ہے کہ پہنچون سے زیادہ کرنا فرض نہین اور یہی مذہب امام احمد کا
اور قدیم مذہب شافعی کا اور یہی قوی ہے دلیل کے رو سے پہر کہا زیادہ تر صحیح

احمد اور اسحاق وغیرہ کا بہی یہی مذہب ہے) کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا
جائز نہین ہے امام بخاری نے اس کا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۲۴۸ کتاب
(بخاری) کے حنفیون کے مذہب کے موافق دعوی کیا ہے کہ محرم کو احرام کی حالت
مین نکاح کرنا جائز ہے چنانچہ لکہا ہے بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ یعنی یہ باب ہے اس
بیان مین کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز ہے قسطلانی نے شرح بخاری
مین لکہا ہے قَالَ الْكُوفِيُّونَ يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَتَزَوَّجَ یعنی کوفہ والے کہتے ہین
کہ محرم کو نکاح کرنا جائز ہے اور عینی نے شرح بخاری مین لکہا ہے قَالَ مَالِكٌ
وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَنْكِحَ یعنی امام مالک اور امام
شافعی اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا
جائز نہین ہے انتہی وعلیٰ ھذا القیاس صحیح بخاری مین اس قسم کی مثالین
بہت ہین پس ان مسائل کو دیکہکر کوئی منصف مزاج یہ نہین کہہ سکتا کہ امام
بخاری امام شافعی کے مقلد تہے ہان یہ بات مسلم ہے کہ امام بخاری کو بہت
مسائل مین امام شافعی کی رای سے اتفاق ہے مگر چونکہ بہت مسائل مین اونکو امام
شافعی سے اختلاف بہی ہے لہذا اس امر کی کوئی وجہ نہین ہے کہ ان مسائل اتفاقیہ
کے لحاظ سے امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد ٹہرایا جاوے اور ان مسائل اختلافیہ
کے لحاظ سے اونکو تارک تقلید امام شافعی نہ خیال کیا جاوے یہ ترجیح بلا مرجح
ہے جسکا کوئی اہل عقل وانصاف قائل نہین ہو سکتا ہے اور نیز ان مسائل
اتفاقیہ کے لحاظ سے امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد کہنا صحیح ہے تو پہر جسقدر
مسائل مین امام بخاری امام شافعی کے موافق ہے اوسی قدر مسائل مین امام مالک واحمد
وغیرہ کے بہی موافق ہے پہر اون مسائل کے لحاظ سے اونکو امام مالک واحمد وغیرہ
کا مقلد کہنا صحیح ہوگا اور جن مسائل مین امام بخاری حنفیون کے موافق ہے اون
مسائل کے لحاظ سے اوسکو امام اعظم کا مقلد کہا جاوے پہر اندرین صورت اوسکو
امام مالک یا امام اعظم کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے اور جن مسائل مین امام بخاری

شافعی کا قول ہے کہ سونے چاندی کی زکوۃ مین صرف درہم دینار لیے جاوینگے نہ
اون کی قیمت کے کپڑے سوا امام بخاری نے بصفحہ ۱۹۴ اس کا خلاف کیا ہے اور
یہ ثابت کیا ہے کہ کپڑے وغیرہ بھی زکوۃ مین لینی درست ہین چنانچہ بخاری مین باب
العرض فی الزکوۃ کا باب باندھا ہے یعنی زکوۃ مین کپڑے لینے اور عینی نے شرح
بخاری مین لکھا ہے اِحْتَجَّ بِهِ اَصْحَابُنَا فِي جَوَازِ دَفْعِ الْقِيَمِ فِي الزَّكٰوةِ وَهٰذَا
قَالَ ابْنُ رَشِيْدٍ وَافَقَ الْبُخَارِيُّ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ الْحَنَفِيَّةَ مَعَ كَثْرَةِ مُخَالَفَتِهِ
لَهُمْ قَالَ الْكِرْمَانِيُّ وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَا يَجُوْزُ وَكَذَا قَالَ فِي الْقَسْطَلَانِيِّ یعنی عینی
نے کہا کہ اس حدیث کے ساتھ ہمارے لوگون نے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ زکوۃ مین قیمت
دینی جائز ہے اور اسی واسطے ابن رشید نے کہا کہ بخاری اس مسئلہ مین حنفیہ
کے موافق ہوگیا ہے باوجودیکہ حنفیون کے ساتھ اوس کے بہت مخالفت ہے اور
کرمانی شارح بخاری نے کہا کہ امام شافعی کے نزدیک زکوۃ مین قیمت دینی جائز
نہین ہے انتہی **مسئلہ دہم** امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ امام مالک کا
قول ہے) کہ ایک شہر کی زکوۃ دوسرے شہر کے مسکینون کیواسطے منتقل نہو سو
امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۲۱۲ کتاب (صحیح بخاری) کو فرمایا ہے
کہ جہان کہین فقیر ہون اونکو زکوۃ دیجاوے چنانچہ لکھا ہے بَابُ اَخْذِ الصَّدَقَةِ
مِنَ الْاَغْنِيَاءِ وَتُرَدُّ عَلَى الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوْا یعنی یہ باب ہے اس بیان مین کہ
غنیون سے صدقہ لیا جاوے اور فقیرون کو دیا جاوے جہان کہین ہون اور قسطلانی
نے شرح بخاری مین لکھا ہے ظَاهِرُهُ اَنَّ الْمُؤَلِّفَ يَخْتَارُ جَوَازَ نَقْلِ الزَّكٰوةِ
مِنْ بَلَدِ الْمَالِ وَهُوَ مَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ وَالْاَصَحُّ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَالْمَالِكِيَّةِ
عَدَمُ الْجَوَازِ یعنی ظاہر اس باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مؤلف نے زکوۃ کا نقل
کرنا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جائز رکھا ہے اور یہی ہے مذہب حنفیون
کا اور زیادہ صحیح نزدیک امام شافعی کے اور مالکیون کے ناجائز ہونا اوس کا ہے
انتہی **مسئلہ یازدہم** امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ مالک اور

یہ طریق چلا آتا ہے کہ اپنے موافقت اپنے امام سے ظاہر کرتے ہیں چنانچہ تحفہ
میں جابجا موجود ہے وہو مذہب ابی حنیفۃ وبہ قال امامنا ابو حنیفۃ
رضیہ وغیرہ **خامسًا** یہ کہ بہت سے ائمہ سلف نے امام
بخاری کو فقیہ یعنی مجتہد کہا ہے اور فرقہ مقلدین سے اوس کو نکال دیا ہے
از انجملہ چند اقوال علماء کے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے نقل
کیے جاتے ہیں **حدثنا حاشد بن اسمعیل** قال قال لی ابو مصعب
احمد ابن ابی بکر الزہری محمد ابن اسمعیل افقہ عندنا وابصر
بالحدیث من احمد ابن حنبل فقال لہ رجل من جلسائہ جاوزت
الحد فقال لہ ابو مصعب لو ادرکت مالکًا ونظرت الی وجہہ
ووجہ محمد ابن اسمعیل لقلت کلاہما واحد فی الحدیث والفقہ
انتہی یعنی امام ابو مصعب نے فرمایا کہ امام محمد بن اسمعیل بخاری ہمارے خیال میں
امام احمد بن حنبل سے بڑھکر مجتہد اور عارف حدیث ہیں اوسپر کسی مرد نے اعتراض
کیا کہ اس میں آپ نے مبالغہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا اگر میں مالک کا
زمانہ پاتا اور اون دونوں (امام بخاری اور امام مالک) کو دیکھتا تو کہتا کہ
یہ دونوں اجتہاد اور حدیث میں برابر ہیں انتہی **وقال قتیبۃ ابن سعید**
جالست الفقہاء والزہاد والعباد فما رأیت منذ عقلت مثل محمد ابن
اسمعیل وہو فی زمانہ کعمر فی الصحابۃ وعن قتیبۃ ایضًا لو کان
محمد ابن اسمعیل فی الصحابۃ لکان ایۃ وقال محمد ابن یوسف
الہمدانی کنا عند قتیبۃ فجاء رجل شعرانی یقال لہ ابو یعقوب
فسالہ عن محمد ابن اسمعیل فقال یا ہؤلاء نظرت فی الحدیث ونظرت
فی الرأی وجالست الفقہاء والزہاد والعباد ما رأیت منذ عقلت
مثل محمد ابن اسمعیل البخاری قال وسئل قتیبۃ عن طلاق السکران
فدخل محمد ابن اسمعیل فقال قتیبۃ للسائل ہذا احمد بن حنبل

امام مالک و امام اعظم وغیرہ سے مخالف ہے اون مسائل کے لحاظ سے اوس کو
تارک تقلید امام مالک یا امام اعظم کیون خیال کیا جاتا ہے پس اندرین صورت
سب کا اوسکو مقلد کہنا چاہئے یا سب کا تارک تقلید ایک امام کا اوسکو مقلد ٹھہراتا
اور دوسرے کا نہ ٹھہرانا ترجیح بلا مرجح ہے اور نیز اگر بعض مسائل مین موافق
ہونے سے اوسکا مقلد ہونا لازم آتا ہے تو پہر بعض مسائل مین تو امام شافعی بہی امام
اعظم سے موافق ہے پس امام شافعی کو امام اعظم کا مقلد کہنا چاہئے اور بعض
بلکہ اکثر مسائل مین امام شافعی امام مالک و امام احمد وغیرہ کے موافق ہین و
بالعکس پس اندرینصورت امام شافعی کو امام مالک و امام احمد وغیرہ کا مقلد کہنا
چاہئے و بالعکس پہر امام شافعی کو ان اکثر مسائل اتفاقیہ کے لحاظ امام مالک
وغیرہ کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے و بالعکس اس کے اور امام اعظم کو بہی
بہت مسائل مین امام مالک وغیرہ سے اتفاق ہے و بالعکس اس کے پہر امام
اعظم کو امام مالک وغیرہ کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے اور نیز صاحبین
یعنی ابو یوسف اور امام محمد امام اعظم سے اکثر مسائل مین مخالف ہین یہانتک
کہ دو ثلث مذہب مین اون سے مخالف ہین پہر باوجود اسقدر مخالفت کے
اونکو امام اعظم کا مقلد کیون خیال کیا جاتا ہے اور اونکو تارک تقلید امام صاحب
کیون خیال نہین کیا جاتا ہے یہان تو اکثر مسائل یعنی دو تہائی مذہب مین
اون سے مخالف ہین اور اکثر کے واسطے حکم کل کا ہوتا ہے پس اندرینصورت
صاحبین کو امام اعظم کا مقلد کہنا یا اون کے موافق کہنا یا اونکو حنفی کہنا یا
اونکو حنفیت مین داخل کرنا ہرگز ہرگز جائز نہین بلکہ اونکو امام اعظم کے سراسر
مخالف جاننا چاہئے اور حنفیہ کے مذہب سے اون کو برکنار سمجہنا چاہئے اور
نیز جن مسائل مین امام بخاری امام شافعی سے موافق ہے اون مین سے امام
بخاری نے کسی ایک مسئلہ مین بہی .... امام شافعی کے ساتھ
اپنی موافقت ظاہر نہین کی ہے جیسے کہ علماء مقلدین حنفیہ و شافعیہ وغیرہ کا

الْمِنبَرِ وَالْبُخَارِيُّ جَالِسٌ مَعَهُ وَاِسْحَاقُ يُحَدِّثُ فَمَرَّ بِحَدِيْثٍ فَاَنْكَرَهُ مُحَمَّدٌ فَرَجَعَ اِسْحَاقُ اِلٰى قَوْلِهٖ وَقَالَ يَا مَعْشَرَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّابِّ وَاكْتُبُوْا عَنْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ كَانَ فِيْ زَمَانِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ لَاحْتَاجَ اِلَيْهِ لِمَعْرِفَتِهٖ بِالْحَدِيْثِ وَفِقْهِهٖ **وَقَالَ** الْبُخَارِيُّ كُنْتُ عِنْدَ اِسْحَاقَ ابْنِ رَاهَوَيْهِ فَسُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ نَاسِيًا فَسَكَتَ طَوِيْلًا مُتَفَكِّرًا فَقُلْتُ اَنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَتَجَاوَزُ عَنْ اُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ وَاِنَّمَا يُرَادُ مُبَاشَرَةُ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثِ الْعَمَلُ وَالْقَلْبُ اَوِ الْكَلَامُ وَالْقَلْبُ وَهٰذَا اِذَا لَمْ يَعْتَقِدْ بِقَلْبِهٖ فَقَالَ اِسْحَاقُ قَوَّيْتَنِيْ قَوَّاكَ اللّٰهُ وَاَفْتٰى بِهٖ انتہیٰ **ترجمہ** امام اسحاق بن راہویہ کے امام بخاری نے ایک حدیث مین غلطی نکالی تو امام اسحاق نے مان لی اور فرمایا ای گروہ اہل حدیث کے اس نوجوان کو دیکھو اور اس سے حدیث سنو اگر یہ شخص حسن بصری کے زمانے مین ہوتا تو وہ بھی حدیث کی پہچان اور اجتہاد مین اس کے محتاج ہوتے ایک دفعہ امام اسحاق سے کسی نے حالت نسیان مین طلاق دینے کا مسئلہ پوچھا تو آپنے بہت دیر تک فکر اور تامل مین سکوت فرمایا (اوسوقت) امام بخاری نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ خدا تعالی نے میری امت کی اون باتون کو معاف فرمایا ہے جو اون کے دل مین گذرین جب تک کہ وہ اون کو کہنے یا عمل مین نہ لاوین اور یہ حدیث بیان فرماکر امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث مین اوسی فعل کو معتبر ٹہیرایا ہے جو دل سے اور ارادہ سے ہو اور جب نسیان کی حالت مین ارادہ نہین تو طلاق کیونکر واقع ہوسکتی ہے امام اسحاق نے فرمایا تو نے مجھے مدد دی خدا تیری مدد کرے اور پھر اوسی کے موافق فتوی دیا انتہے

وَقَالَ عَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ اَخْرَجَتْ خُرَاسَانُ ثَلٰثَةً اَلْبُخَارِيَّ فَبَدَأَ بِهٖ وَقَالَ وَهُوَ اَبْصَرُهُمْ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَدِيْثِ وَاَفْقَهُهُمْ وَقَالَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِثْلَهٗ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ السَّرْمَارِيُّ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى فَقِيْهٍ بِحَقِّهٖ وَصِدْقِهٖ

وَاِسْحَاقُ ابْنُ رَاهُوَيْهِ وَعَلِيُّ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَدْ سَاقَهُمُ اللهُ اِلَيْكَ وَ
اَشَارَ اِلَى الْبُخَارِيِّ انتہیٰ یعنی قتیبہ بن سعید نے فرمایا کہ مین مجتہدون اور
زاہدون اور عابدون کے پاس بیٹہا رہا ہون مگر جب سے مین نے ہوش
سنبہالا ہے محمد بن اسمعیل بخاری جیسا کسی کو نہین پایا ہے وہ اپنے زمانہ
مین ایسے تہے جیسے صحابہ مین حضرت عمر اور نیز قتیبہ نے
فرمایا کہ اگر امام بخاری صحابہ کے زمانے مین ہوتے تو (قدرت خدا کی) ایک
نشانی ہوتی اور ایک روایت مین قتیبہ سے یہ منقول ہے کہ مین حدیث مین نظر
رکہتا ہون اور اجتہادات بہی دیکہتا ہون اور مجتہدون اور زاہدون اور
عابدون کا ہم مجلس بہی رہا ہون (مگر) مین نے امام بخاری جیسا کسی کو نہین
پایا قتیبہ سے کسی نشہ والے کے طلاق کا مسئلہ پوچہا تو آپ نے سائل کو
امام بخاری کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ (امام بخاری) احمد بن حنبل اور اسحاق
اور علی بن مدینی ہین خدا اون کو تیرے پاس لے آیا ہے (پس تو اون سے
یہہ مسئلہ دریافت کرلے) انتہے وَقَالَ يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ
وَنُعَيْمُ ابْنُ حَمَّادٍ الْخُزَاعِيُّ مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ فَقِيْهُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَقَالَ
بُنْدَارُ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ هُوَ اَفْقَهُ خَلْقِ اللهِ فِيْ زَمَانِنَا وَقَالَ الْفِرَبْرِيُّ
سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ اَبِيْ حَاتِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ حَاشِدَ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ
كُنْتُ بِالْبَصْرَةِ فَسَمِعْتُ بِقُدُوْمِ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْمٰعِيْلَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ
مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ دَخَلَ الْيَوْمَ سَيِّدُ الْفُقَهَاءِ انتہیٰ ترجمہ امام یعقوب بن ابراہیم
اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا ہے امام بخاری اس امت کے مجتہد تہے
امام بندار محمد بن بشار نے کہا کہ امام بخاری ہمارے زمانہ کے سب لوگون سے
بڑہکر مجتہد ہین ایک دفعہ امام بخاری بصرہ مین آئے تو محمد بن بشار نے کہا کہ
آج سب مجتہدون کے سردار اس شہر مین داخل ہوئے ہین انتہی قَالَ
حَاشِدُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ رَاَيْتُ اِسْحَاقَ بْنَ رَاهُوَيْهِ جَالِسًا عَلَى

ہوا تہا پہر اس سے مقلد ہونا کہان لازم آتا ہے ایسے تو امام بخاری نے بہت
مسائل مین اجتہاد کیا اور اوس کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد سے موافق
پڑگیا ہے وعلی ہذا القیاس امام مالک اور احمد وغیرہ مجتہدین کے بعض
اجتہادات کے ساتہہ امام بخاری کا اجتہاد موافق پڑگیا ہے پہر اس سے اون کا
مقلد ہونا کہان لازم آگیا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنے رسالہ انصاف
فقیہ ابن زیاد یمنی شافعی سے امام بلقینی کا مجتہد منتسب (منسوب بمذہب شافعی)
ہونا نقل کرکے فرمایا ہے وَمَعْنیٰ اِنْتِسَابِہٖ اِلَی الشَّافِعِیِّ اَنَّہٗ جَرٰی عَلیٰ طَرِیْقَتِہٖ
فِی الْاِجْتِہَادِ وَاسْتِقْرَاءِ الْاَدِلَّۃِ وَتَرْتِیْبِ بَعْضِہَا عَلیٰ بَعْضٍ وَوَافَقَ اِجْتِہَادُہٗ اِجْتِہَادَہٗ
وَاِذَا خَالَفَ اَحْیَانًا لَمْ یُبَالِ بِالْمُخَالَفَۃِ وَلَمْ یَخْرُجْ عَنْ طَرِیْقَتِہٖ اِلَّا فِیْ مَسَائِلَ
وَذٰلِکَ لَا یَقْدَحُ فِیْ دُخُوْلِہٖ فِیْ مَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ وَمِنْ ہٰذَا الْقَبِیْلِ مُحَمَّدُ
ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیُّ فَاِنَّہٗ مَعْدُوْدٌ فِیْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِیَّۃِ وَمِمَّنْ ذَکَرَہٗ
فِیْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِیَّۃِ تَاجُ الدِّیْنِ السُّبْکِیُّ انتہی یعنی مذہب شافعی کی طرف
انکا منسوب ہونا یہ معنی رکہتا ہے کہ طریق اجتہاد و تلاش و ترتیب دلائل مین اونکا
اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد کے موافق ہوگیا تہا کبہی وہ اس کے مخالف بہی ہوتے
تو اوس کی کچہہ پرواہ نکرتے اور اس مخالفت کے سبب سے وہ امام شافعی کے
طریق سے خارج نہ سمجہے جاتے ایسے ہی امام محمد بن اسمٰعیل بخاری تہے جنکو سبکی
نے طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے انتہی پس اس سے بہی امام بخاری کا اصطلاحی
مقلد (جو متنازع فیہ ہے) ہونا ثابت نہوا چہ جائیکہ ہم پانچ وجہون سے پہلے ثابت
کرچکے ہین کہ امام بخاری امام شافعی کے ہرگز مقلد نہین تہے اور نہ اون سے امام
بخاری نے کوئی حدیث روایت کی ہے اور نہ کوئی مسئلہ فقہیہ اون سے اخذ کیا
اور نہ اونہون نے کسی مسئلہ اجتہادی مین اون کی پیروی کی اور نہ کسی مسئلہ
اجتہادی مین اون سے اپنا توافق ظاہر کیا بلکہ خود اپنی فہم اور اجتہاد کے ساتہہ
قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کئے پس ان وجوہ سے ثابت ہوگیا کہ امام بخاری

فلینظر الی محمد ابن اسمٰعیل انتہی یعنی امام علی ابن حجر نے کہ خراسان مین مین ہی شخص پیدا ہوے ہین اون تینون مین سے ایک امام بخاری کو ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ ان سب سے بڑہکر صاحب بصیرت و صاحب علم و مجتہد تھے مین اون کی مثل کسی کو نہین جانتا ہون اور امام احمد بن اسحاق سرماری نے فرمایا کہ جو شخص ٹھیک اور سچے مجتہد کو دیکھنا چاہے وہ امام بخاری کو دیکھ لے انتہی اور بحر العلوم لکنوی نے شرح مسلم الثبوت اور شرح تحریر الاصول مین لکھا ہے والا فقد وجد بعدہم ایضا ارباب الاجتہاد المستقل کابی ثور البغدادی و داود الظاہری و محمد ابن اسمٰعیل البخاری انتہی یعنے ورنہ بعد اون کے بہی مجتہد مستقل پاے گئے ہین جیسے کہ ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ انتہی اس قسم کے اقوال ائمہ سلف کے امام ابن کثیر نے بہی تاریخ البدایہ والنہایہ مین امام بخاری کے حق مین نقل کیے ہین جو رسالہ منح الباری مین منقول ہین پس ان علما کے اقوال سے قطعا و یقینا ثابت ہوتا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہ تھے بلکہ وہ اپنے فہم اور اجتہاد سے حدیث پر عمل کرتے تھے اور اپنے اجتہاد کے ساتہہ قرآن و حدیث سے مسائل استنباط و استخراج کرتے تھے سادسًا یہ طور کہ جن بعض علما و مقلدین نے امام بخاری کو شافعی کہا ہے اور شافعیون مین داخل کیا ہے تو اون کی یہ مراد نہین ہے کہ وہ امام شافعی کے فروعات و اجتہادیات مین مقلد تھے بلکہ اون کی مراد یہ ہے کہ تلاش و ترتیب دلائل مین وہ ایسے طریق پر چلا جو امام شافعی کے طریق کے موافق ہوگیا اور اجتہاد مین اونہون نے وہ طرز اختیار کی جو اتفاقًا امام شافعی کی طرز اجتہاد کے موافق پڑہ گئی نہ یہ کہ اونہون نے وہ طریق اجتہاد امام شافعی سے سیکہا بلکہ امام بخاری نے جو اجتہاد کیا تو اتفاقًا اون کا اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد کے موافق پڑگیا اور یہ بات لابد ہے جب کوئی مجتہد اجتہاد کرکے مسئلہ استنباط کرتا ہے تو وہ اجتہاد اوس کا کسی نہ کسی مجتہد کے اجتہاد کی ضروری ہے موافق

اور ہر شخص کی دلیل ان کتابون سے نکل سکتی ہے پس اب انکو شافعیون کی کتابین ٹھہرانا اجماع امت کے برخلاف ہے اور قائل اسکا اسلام سے خارج اور متبع غیر سبیل المؤمنین ہے **پنجم** باین طور کہ صحیح بخاری کی تالیف کا سبب بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کتاب کسی خاص مذہب کے واسطے تالیف نہین ہوئی ہے چنانچہ مولوی احمد علی سہارنپوری نے مقدمہ بخاری مین لکھا ہے وَاَمَّا سَبَبُ تَصْنِيْفِهٖ وَكَيْفِيَّةُ تَاْلِيْفِهٖ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى كُنْتُ عِنْدَ اِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَيْهِ فَقَالَ لَنَا بَعْضُ اَصْحَابِنَا لَوْ جَمَعْتُمْ كِتَابًا مُخْتَصَرًا لِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ ذٰلِكَ فِيْ قَلْبِيْ فَاَخَذْتُ فِيْ جَمْعِ هٰذَا الْكِتَابِ یعنی صحیح بخاری کی تصنیف کا سبب اور اوس کی تالیف کی کیفیت یہہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ مین اسحاق بن راہویہ کے پاس تہا پس ہمارے بعض دوستون نے ہمسے کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون مین کوئی مختصر جمع کرو تو بہت خوب ہو پس یہہ بات میرے دل مین لگ گئی اور مین نے اس کتاب کو جمع کرنا شروع کیا انتہی **ششم** باینطور کہ اگر یہ حدیث کی کتابین شافعی ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہین تو پہر فقہ کی کتابین بہی حنفی ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہین بلکہ سب کی سب باطل مردود ہو گئین پس اس سے حنفیون کا کارخانہ کل درہم برہم ہو گیا **ہفتم** باین طور کہ ان حدیث کی کتابون کے مولفین نے کہی جگہہ مین امام شافعی کا خلاف کیا ہے بلکہ اوس کے مسائل کو رد کیا ہے پہر ان کتابون کو حنفیون کی کتابین کہنا کیسے جائز ہے **ہشتم** باین طور کہ ان حدیث کی کتابون مین اکثر حدیثین امام شافعی کے مذہب کی مخالف ہین پہر اگر یہ کتابین شافعیون کی ہوتین تو امام شافعی کے مخالف انمین کوئی حدیث نہ لائی جاتی پہر امام شافعی کے مخالف ان مین اکثر حدیثین کیون لائی گئین **نہم** باین طور کہ اگر ان مین بعض حدیثین امام شافعی کے موافق ہونے کی وجہ سے یہ کتابین شافعیون کی ٹہرائی گئی ہین تو پہر اکثر مسائل ان مین ایسے ہین اور بہت حدیثین ان مین ایسی بہی ہین جو حنفیون

امام شافعی کے مقلد نہین تہے پس اب بہی جو شخص امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد ٹہراوے وہ عقل اور نقل دونون کا دشمن ہے **مغالطہ ہشتم** اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و دارمی و ابن ماجہ و موطا وغیرہ حدیث کی کتابین جنپر یہ لا مذہب لوگ (یعنی آجکل کے حدیث پر عمل کرنیوالے) عمل کرتے ہین یہ حدیث کی کتابین سب شافعیون کی کتابین ہین پس حنفیون کو ان کتابون پر عمل کرنا جائز نہین ہے۔ **جواب**

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ هٰذِهِ الْكُفْرِيَاتِ سو **اول** باین وجہ کہ جب یہ حدیث کی کتابین شافعیون کی ٹہرین تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی شافعیون کے ٹہرے اس لئے کہ اسکا کیا وجہ ہے یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کلام ہے پس اب حنفی بیچارہ بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہگئے اونکا کوئی رسول نہوا مگر اس مین اون کو کیا پرواہ ہے اون کے رسول نعمان علیہ السلام جو موجود ہین **دوم** باین وجہ کہ اگر یہ بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی کتابین شافعیون کی ہین تو پہر حنفیون کی مذہب کے موافق اون مین کوئی حدیث نہ لاتے اور نہ حنفیون کی کسی حدیث کو صحیح بتلاتے حالانکہ بہت صحیح حدیثین معمول بہا حنفیون کی اون مین موجود ہین بلکہ ہر مذہب کے موافق اون مین حدیثین موجود ہین پہر حنفیون کے مذہب کے موافق وہ حدیثین اون مین کیون لائے **سوم** باین وجہ کہ اگر یہ حدیث کی کتابین شافعیون کی ہین تو پہر مولف فتح المبین وغیرہ حنفیون نے صحیحین صحیح بخاری و مسلم کا اصح الکتب ہونا کیون تسلیم کیا بلکہ اندرینصورت اونکو ضعیف کہنا چاہیے تہا **چہارم** باین طور کہ تمام سلف و خلف امت کا اجماع ہو چکا ہے اس بات پر کہ بخاری اور مسلم وغیرہ حدیث کی کتابین کسی خاص مذہب کی کتابین نہین ہین مذاہب اربعہ سے کسی ایک علما نے بہی آج تک یہ بات نہین کہی ہے کہ یہ کتابین خاص شافعیون ہی کی ہین اور فقط کسی خاص مذہب کے ان مین حدیثین بہی نہین ہین بلکہ ہر مذہب کے موافق ان مین حدیثین پائی جاتی ہین

فہرست بعض کتب حدیث جو اسوقت زیر نظر راقم کے ہیں علاوہ انکے صدہا کتب ہر علم کی موجود ہین جنکی فہرست عنقریب مرتب ہوگی علاوہ قیمت کے محصول ڈاک فی روپیہ دو آنہ تصور فرماوین یہ کتب شہر لاہور بازار کشمیری دکان تاجران تاجیر فقیر اللہ و عبد القادر عبد العزیز مین موجود ہین

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تفسیر محمدی پنجابی مسلم ہفت منزل	سعہ	حمائل ایک ترجمہ اردو لاہور	عمہ ۸ر	سفر السعادت فارسی کاغذ دہلی	۹ر
تفسیر عزیزی فارسی سیپارہ	۴ر	ایضاً کاغذ دہلی قسم	عمہ ۱۰ر	ایضاً اردو معہ رسالہ	۷ر
تفسیر عزیزی اردو عم	۱۳ر	بستان المحدثین	۵ر	جزء رفع یدین امام بخاری معہ ترجمہ اردو	۱ر
تفسیر نقرہ کا فارسی	عمہ	رسائل خمسہ شاہ عبد العزیز	۲ر	جزء القراءۃ فاتحہ خلف الامام مع ترجمہ اردو	۲ر
تفسیر حسینی فارسی چھاپہ بمبئی مجلد	۳ر	رسائل تسعہ سیوطی	۱۰ر	زاد المعاد ابن قیم	۱۴ر
نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام معہ بلوغ السول	عمہ	صحیح بخاری معہ دو شرح فارسی تا ۱۵ پارہ	۸ر	تہذیب الایمان معہ ترجمہ اردو ابن قیم	ــے
تفسیر سورہ یوسف پنجابی	۳ر	قسطلانی شرح بخاری	سعہ	اکمال فی اسماء الرجال	۵ر
اکسیر فی اصول التفسیر	۷ر	مقدمہ فتح الباری	ــے	مشکوٰۃ شریف	۸ر
فوز الکبیر معہ فتح الخبیر	۴ر	فتح الباری پارہ اول	عمہ	بلوغ المرام	۸ر
تفسیر زاد الآخرت اردو	۱۴ر	ایضاً پارہ دوم	عمہ	مجمع البحار	للعہ
افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ	۴ر	فیض الباری ترجمہ اردو	۱۴ر	نیل الاوطار امام شوکانی	عمہ
روضۃ الریان فی اسئلۃ القرآن	۸ر	صحیح البخاری پارہ اول تا مجادلہ وبا فوائد بر کاغذ قسم	۱۲ر	موضوعات امام شوکانی	۸ر
جواہر الصمدیہ فی آیات احکام الشرعیہ مترجم	۱۱ر	تیسیر الوصول	۱۰ر	موضوعات کبیر ملا علی قاری	۵ر
قرآن سجاوندی والہ کلان چھاپہ مجلد	۱۴ر	ترمذی مترجم اردو	ــے	ایضاً موضوعات صغیر	۱ر
قرآن ۱۳ سطرہ کلان بمبئی	عمہ ۲ر	موطا معہ شرح عربی و فارسی	۸ر	تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی	۴
حمائل حنائی کلان بمبئی	۲ر	بستان لوالاسنۃ	۱۳ر	درر البہیہ امام شوکانی	۲ر
حمائل مترجم فارسی و اردو	عمہ ۹ر	صحیح مسلم معہ شرح نووی	لعہ	روضۃ الندیہ شرح درر البہیہ	عمہ ۳ر
محاکمۃ الاحمدیہ چھاپہ مصر	۵ر	شرح شمائل نبوی فارسی	۴ر	تبصرۃ المجتہد جمیع الاکثر مترجم	۶ر
		صواعق محرقہ فارسی	۱۴ر		
		مسند امام اعظم معہ شرح ملا علی قاری	۱۲ر		
		سفر السعادت عربی چھاپہ مصر	عمہ		
		سفر السعادت فارسی	۷ر		

اور مالکیون وغیرہ کے مذہب کے موافق ہین پہر اندرینصورت ان حدیث کی کتابون کو
حنفیون کی کتابین یا مالکیون وغیرہ کی کتابین کہنا چاہئے پہر حنفیون کی کتابین
انکو کیون نہین کہا جاتا ہے **دہم** باین طور کہ اگر بقول تمہارے یہ کتابین شافعیون
کی ہین تو پہر عاملین بالحدیث جو ان حدیث کی کتابون پر عمل کرتے ہین تو اب
انکو بقول حنفیہ کے شافعی کہنا لازم ہے اس لئے کہ جو شافعیون کی کتابون پر
عمل کریگا وہ لامحالہ شافعی ہی ہوگا ورنہ جہان مین کوئی بہی شافعی نہین ٹہریگا
پہر اب آج کل کے عاملین بالحدیث کو وہابی یا لامذہب وغیرہ الفاظ قبیحہ سے
یاد کرنا کمال بے ایمانی ہے اور بڑے درجے کی شیطانی ہے ولیکن ہذا
آخرہا اوردناہ فی ہذا الکتاب المسمّٰی بالفوز المبین الملقب بالظفر المبین
واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب فوز المبین ملقب بہ الظفر المبین جدید حصہ دوم تمام ہوا اور باقی حصے اسکے
بہی انشاء اللہ تعالی طبع ہونگے بالفعل اس عاجز کے تصنیف و تالیف سے کتب ذیل چہپکر تیار ہوگئے ہین
اور رجسٹری اس کتاب کے بنام تاجران نامی و گرامی شیخ فقیر اللہ و عبد العزیز و عبد القادر
ابن احمد جامی کرائی گئی تا غیر کو مجال طبع نہ رہے فیض الباری ترجمہ اردو بامحاورہ صحیح بخاری
پارۂ اول ایضا پارۂ دوم جسمین فتح الباری وغیرہ کا ترجمہ شامل ہے زیر طبع ہے
فقہ محمدیہ جدید حصہ دوم جسکا حصہ اول بہی طبع ہوگا اور یہ کتاب فوز
المبین ملقب بہ الظفر المبین جدید حصہ دوم علاوہ اسکے کئی کتب دینیہ زیر تالیف
ہین جو حسب ترغیب خیر خواہ اہل اللہ شیخ فقیر اللہ صاحب موصوف مرتب و مترجم ہو رہی ہین عنقریب طبع
ہوکر بقیمت ارزان اہل ایمان کے نصیب ہونگی جنکے دیکہنے سے دیدۂ شائقین کو نور اور سینہ طالبین کو سرور
حاصل ہوگا اللہم یسر ولا تعسر وتمم بالخیر الراقم محمد ابو الحسن سیالکوٹی